# جدید اردو افسانے میں خواب بہ طور تکنیک: جدید اُردو افسانے کی تفہیم و تجزیاتی مطالعہ

"Dream as a Narrative Technique in Modern Urdu Fiction: A Critical and Analytical Study"

مقالہ برائے: پی ایچ۔ڈی (اُردو)


مقالہ نگار

**جبران منظور**

فیکلٹی آف لینگویجز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد



جنوری ۲۰۲۵ء

# جدید اردو افسانے میں خواب بہ طور تکنیک: جدید اُردو افسانے کی تفہیم و تجزیاتی مطالعہ

# "Dream as a Narrative Technique in Modern Urdu Fiction: A Critical and Analytical Study"

مقالہ نگار:

**جبران منظور**

یہ مقالہ

**پی ایچ ڈی (اُردو)**

کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے لیے پیش کیا گیا

(اُردو زبان و ادب)

فیکلٹی آف لینگویجز

**نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد**

جنوری ۲۰۲۵ء

# مقالے کا دفاع اور منظوری کا فارم

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انھوں نے مذکورہ مقالہ پڑھنے کے بعد مقالے کے دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف لینگویجز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالے کا عنوان : "جدید اردو افسانے میں خواب بہ طور تکنیک : جدید اُردو افسانے کی تفہیم و تجزیاتی مطالعہ"

پیش کار : جبران منظور رجسٹریشن نمبر : 7PhD/Urdu/S20

## ڈاکٹر آف فلاسفی

شعبہ: زبان و ادب اُردو

اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر رخشندہ مراد :________________

(نگران مقالہ)

پروفیسر ڈاکٹر جمیل اصغر جامی :________________

(ڈین فیکلٹی آف لینگویجز)

میجر جنرل(ر) شاہد محمود کیانی، ہلال امتیاز(ملٹری) :________________

(ریکٹر)

تاریخ :____________

# اقرار نامہ

میں، جبران منظور حلفیہ اقرار کرتا ہوں کہ اس مقالے میں پیش کیا گیا کام میرا ذاتی ہے اور نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد میں پی ایچ۔ڈی اسکالر کی حیثیت سے ڈاکٹر رخشندہ مراد کی نگرانی میں مکمل کیا ہے۔ میں نے یہ کام کسی اور یونیورسٹی یا ادارے میں ڈگری کے حصول کے لیے پیش نہیں کیا اور نہ آئندہ کروں گا۔

جبران منظور

مقالہ نگار

# نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

## فہرست ابواب


| عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|
| سرورق | i |
| مقالہ اور دفاع کی منظوری کا فارم | ii |
| اقرار نامہ | iii |
| فہرست ابواب | iv |
| خلاصہ Abstract | v |
| اظہار تشکر | vii |
| باب اول: موضوع تحقیق کا تعارف اور بنیادی مباحث | ۸ |
| الف۔ تمہید | ۸ |
| ۱۔ موضوع کا تعارف | ۸ |
| ۲۔ بیان مسئلہ | 9 |
| ۳۔ مقاصد تحقیق | ۹ |
| ۴۔ تحقیقی سوالات | ۱۰ |
| ۵۔ نظری دائرہ کار | ۱۰ |
| ۶۔ تحقیقی طریق کار | ۱۲ |
| ۷۔ مجوزہ موضوع پر ما قبل تحقیق | ۱۳ |
| ۸۔ تحدید | ۱۳ |
| ۹۔ پس منظری مطالعہ | ۱۳ |

۱۰۔ تحقیق کی اہمیت ۱۴

ب۔ نظریہ خواب (تعارف اور بنیادی مباحث) ۱۴

۱۔ خواب کیا ہے؟ ۱۴

۲۔ خواب کی وجوہات اور انسانی ذہن ۳۶

۳۔ اسلامی نظریہ خواب ۲۰

۴۔ نفسیات اور نظریہ خواب (فرائیڈ، ژونگ، ریونسو ) ۴۰

۵۔ خواب کی اقسام ۲۵

حوالہ جات ۵۳

باب دوم: فرائیڈ کا نظریہ خواب بہ طور تکنیک: منتخب افسانہ نگاروں کے ہاں استعمال 58
(ڈاکٹر رشید امجد، منشایاد، اسد محمد خان، احمد جاوید، سریندر پرکاش)

۱۔ خواب ماضی کی یادداشت 61

۲۔ خواب ناآسودہ خواہشات کی تکمیل 71

۳۔ خواب جنسی خواہشات کی تکمیل 79

۴۔ ایڈیپس کمپلکس 88

۵۔ لاشعوری ذہن 95

حوالہ جات 101

باب سوم: ژونگ کا نظریہ خواب بہ طور تکنیک: جدید منتخب اردو افسانے پر اثرات 104
(ڈاکٹر رشید امجد، منشایاد، اسد محمد خان، احمد جاوید، سریندر پرکاش)

۱۔ خواب حقیقت پر مبنی 109

۲۔ خواب داخلی صداقت کے ترجمان 121

۳۔ خواب پیش گوئی 128

۴۔ اجتماعی لاشعور کا دخل 137

حوالہ جات 144

باب چہارم: Threat Simulation Theory کے منتخب جدید اردو افسانے پر اثرات 147
(ڈاکٹر رشید امجد، منشایاد، اسد محمد خان، احمد جاوید، سریندر پرکاش)
۱۔ خطرات سے آگاہی 158
۲۔ دماغ کا فائٹ یا فلائٹ سیکشن 163
۳۔ منفی خواب 168
۴۔ خوابوں کی ارتقائی خصلت 171
حوالہ جات 177
باب پنجم: مجموعی جائزہ، نتائج و سفارشات 178
الف: ماحصل 178
ب: تحقیقی نتائج 193
ج: سفارشات 201
کتابیات 202

ABSTRACT

This research investigates the use of dream theory as a literary technique in modern Urdu fiction, offering a detailed analytical exploration of its role in shaping narrative structures and themes. The study emphasizes the technical aspects of modern Urdu short stories, particularly those that incorporate dream-based narratives, highlighting the relevance of dreams as a significant topic in modern psychology.

The research is structured into four chapters and employs a historical and documentary methodology to provide a comprehensive framework for analysis. It begins by examining contributions from Islamic perspectives and evaluating the psychological implications of dreams on human behavior. The philosophical insights of prominent thinkers such as Sigmund Freud, Carl Jung, and Antti Revonsuo are critically explored, with particular attention to Freud's and Jung's dream theories and their adoption by contemporary Urdu writers, including Nair Masood, Rasheed Amjad, Mansha Yad, Asad Muhammad Khan, Ahmad Dawood, and Surendra Prakash.

Revonsuo's threat simulation theory is also analyzed, shedding light on its integration into the narrative structures of modern Urdu fiction. This analysis highlights how these theories have influenced thematic elements and storytelling techniques within the genre. However, the study also observes that not all dream representations in modern Urdu fiction are explicitly employed as narrative techniques.

# اظہار تشکر

سب سے پہلے میں اپنے ربِ کریم کا شکر ادا کرتا ہوں، کہ میرا تحقیقی مقالہ بعنوان:"جدید اردو افسانے میں خواب بہ طور تکنیک : جدید اُردو افسانے کی تفہیم وتجزیاتی مطالعہ" پایہ تکمیل کو پہنچا۔ یہ تحقیقی مقالہ اس بات پر استدلال کرتا ہے کہ خواب محض خیالات نہیں بلکہ انسانی ذہن کی کشمکش اور آمدہ حالات سے آگہی کا ذریعہ بھی ہیں۔ مقالہ خواب اور جدید افسانے کے حوالے سے الگ نوعیت کا حامل موضوع ہے، جس کے لیے میں اپنے اساتذہ کرام بالخصوص نگران مقالہ پروفیسر ڈاکٹر رخشندہ مراد صاحبہ کا شکر گزار ہوں جن کی راہنمائی وسربرائی میرے اس مقالے کی تحقیق و تکمیل میں مشعل راہ ثابت ہوئی۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر حمیرا اشفاق (صدر شعبہ اردو انٹر نیشنل اسلامک یونی ورسٹی اسلام آباد) کا بھی شکر گزار ہوں، جنہوں نے مقالے کے ابتدائی مراحل پہ راہنمائی فرمائی۔ اس کٹھن مرحلے میں میرے ہم جماعت طیب عزیز ناسک اور امجد کلو صاحب کا شکر گزار ہوں جن کے مسلسل اصرار سے یہ مقالہ پایہ تکمیل تک پہنچا۔

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے ؎

شکر گزار ہوں اپنے والدین کا جن کی بے پناہ قربانیوں، مشقتوں اور کوششوں کا کوئی شمار نہیں ان کی محنتوں کا نتیجہ ہے، کہ میں آج اس مقام تک پہنچا۔ اپنے بھائیوں کا جو میرے دست و بازو ہیں، باقی اہل خانہ بالخصوص اپنی شریکِ حیات ڈاکٹر تسلیم کوثر کا شکر گزار ہوں جنہوں نے تمام تر ذمہ داریوں اور الجھنوں سے دور رکھ کر مجھے پی ایچ۔ ڈی کی تکمیل کے لیے متحرک رکھا اور وقت فراہم کیا۔ اپنے دوست آصف احمد، ثنا الاسلام میر، امجد کلو، ذیشان مصطفی اور محمد توصیف کا ممنون ہوں جو میرے مقالے کی ترتیب و مواد میں مدد گار ثابت ہوئے۔

باب اوّل

# موضوعِ تحقیق کا تعارف اور بنیادی مباحث

## الف: تمہید

### ا۔ موضوع کا تعارف: (Introduction)

ادب اور نفسیات کا ہمیشہ سے چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ کوئی بھی تخلیق کار جب کوئی فن پارہ تخلیق کرتا ہے تو اس فن پارے پر خارجی اور داخلی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ خارجی اثرات جہاں معاشرے کے حالات و واقعات سے اثر قبول کرتے ہیں تو داخلی کا تعلق تخلیق کار کی اپنی ذات سے ہوتا ہے۔ اس ذات کے پیچھے بہت سے نفسیاتی عوامل بھی کارفرما ہوتے ہیں جو کسی نہ کسی طور اسے متاثر کرتے ہیں۔ جدیدیت اور مابعد جدیدیت نے جہاں ادب کو متاثر کیا اور تخلیق کار کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی اسی طرح مختلف تحریکوں نے بھی مختلف ادوار میں ادب کو متاثر کیا اور ادب نے یہ اثرات قبول کیے۔ ان کے ساتھ ساتھ ادب نے فلسفیانہ مباحث کو بھی اپنے اندر جگہ دی۔ فلسفہ کو تمام علوم کی ماں کہا جاتا ہے اور نفسیات فلسفے ہی کی ایک شاخ ہے جس کے ادب پر گہرے اثرات ہیں۔ ژونگ (Carl Gustav Jung)، ایڈلر (Alfred Adler) اور سگمنڈ فرائیڈ (Sigmund Freud) ایسے نفسیات دان ہیں جنھوں نے انسان کو درپیش مسائل اور ان کے حل کے لیے مختلف تجاویز پیش کیں، ان نفسیات دانوں نے انسانی ذہن اور شخصیت سے متعلق مروجہ نظریات کو غلط ثابت کیا بلکہ معاشرے اور فرد کے درمیان تعلق، ذہن کی ساخت، شخصیت کی تشکیل، انسانی رویے، انسانی کارکردگی، ذہنی الجھنوں اور انسانی اعمال کو نئے سرے سے تشریحات کے ساتھ پیش کیا۔ تحلیل نفسی، نظریہ جنس، شعور، تحت الشعور، لاشعور، لبیڈو اور خواب کے نظریات پیش کیے۔ ان نظریات نے نہ صرف عالمی ادب بلکہ اردو ادب کو بھی متاثر کیا۔ اردو ادب میں ناول اور افسانے نے ان نظریات کا اثر قبول کیا، بالخصوص خواب نے اردو افسانے پر اپنے گہرے اثرات مرتب کیے۔

خواب کی تعبیر کے حوالے سے مختلف ادوار میں مختلف توجیہات پیش کی جاتی رہیں۔ قرآن پاک میں حضرت یوسفؑ کے حوالے سے تفصیل موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں خوابوں کی تعبیر کی صلاحیت سے نوازا تھا۔ انھوں نے قید

خانے میں اپنے دو ساتھیوں کے خواب کی تعبیر بتائی اور فرعون کے خواب کی تشریح کی جو سچ ثابت ہوئی۔ افلاطون (Plato) نے اپنی کتاب جمہوریہ (Republic) میں خواب کے حوالے سے لکھا کہ خواب دبی ہوئی خواہشات کا اظہار یہ ہیں۔ ارسطو (Aristotle) کے نزدیک خواب ہلکے سے احساس کو شدید محسوسات میں بدلنے کا نام ہے۔ ارسطو کے مطابق خواب کو صرف خواب نہیں بلکہ اصل مراد لینا لازمی ہے۔ بعض ماہرین نفسیات کے مطابق ہم اس چیز کا خواب دیکھتے ہیں جو ہم نے دن کے وقت دیکھا، چاہا یا کیا ہو۔ سگمند فرائیڈ نے اپنی کتاب ''خوابوں کی تعبیر'' (Interpretation of Dream) میں اوّل الذکر تمام نظریات کے برعکس نظریہ خواب پیش کیا جس کے مطابق خواب کا تعلق ماضی کے واقعات، فرد کی نا آسودہ خواہشات کی تکمیل، جو جاگتے میں مکمل نہ ہو سکتی ہوں وہ خواب میں تسکین حاصل کر لیتی ہیں۔ ژونگ کے نزدیک خواب براہ راست انسانی ذہن کے تاثرات ہیں۔ خواب ایک ایسی شبیہ ہے جو جذبات، خیالات اور احساسات کا ایک سلسلہ ہے جو ہمارے سوتے وقت چلتا ہے۔ یہ غیر ضروری ہوتے ہیں اور عام طور پر نیند کی تیز رفتار حرکت (REM) مرحلے کے دوران پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ خواب نیند کے چکر میں دوسرے مقامات پر بھی ظاہر ہو سکتے ہیں، لیکن وہ (REM) کے دوران انتہائی واضح اور یاد گار رہتے ہیں۔ ہر فرد اپنے خواب یاد نہیں رکھتا، لیکن محققین کا خیال ہے کہ ہر ایک کو ایک رات میں تین سے چھ ۶ خواب آتے ہیں اور یہ کہ ہر خواب ۵ سے ۲۰ منٹ کے درمیان رہتا ہے۔ اور ۹۵٪ لوگ خواب بھول جاتے ہیں۔

ریونسو کے نزدیک آر ای ایم کی نیند کے دوران، امیکدال (دماغ کا فائٹ یا فلائٹ سیکشن) دراصل اس طرح سے فائر کرتا ہے کہ آنے والے خطرات سے ہمیں محفوظ رہنے میں مشق کرنے میں مدد کرتا ہے۔

## ۲۔ بیان مسئلہ:(Problem Statement)

اردو افسانہ بیسویں صدی میں اظہار کا ایک بڑا ذریعہ رہا اور اس نے اپنے اندر مختلف تحریکوں اور نظریات کو جگہ دی۔ ان افسانوں نے انسانی نفسیات کو بھی موضوع بنایا۔ مسئلہ یہ ہے کہ اردو افسانوں میں پیش کیے گئے نفسیاتی پہلو جو نظریہ خواب کے زیر اثر ہیں انھیں مبہم رکھا گیا اور جدید افسانہ نگاروں نے خواب کو بہ طور تکنیک کیوں استعمال کیا، اس کے کار فرما عوامل کیا ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں جدید اردو افسانے میں منتخب افسانہ نگاروں (ڈاکٹر رشید امجد، منشا یاد، اسد محمد خان، احمد جاوید اور سریندر پرکاش) کے افسانوں کے تناظر میں جائزہ لیا گیا ہے۔

## ۳۔ مقاصدِ تحقیق:(Research Objectvies)

اس تحقیقی کام کے لیے درج ذیل مقاصد کو مد نظر رکھا گیا:

۱۔ ادب میں خواب کی مختلف تکنیکوں مثلاً فرائیڈ اور ژونگ کا نظریہ خواب بطور تکنیک اور Threat Simulation Theory کی تشکیلی نوعیت کا مطالعہ و تجزیہ کرنا۔

۲۔ خواب کی درج بالا مختلف تکنیکوں کے اُردو کے افسانوی ادب پر اثرات کا جائزہ لینا۔

۳۔ جدید اردو افسانے پر خواب کی مختلف تکنیکوں کے اثرات کا تجزیاتی مطالعہ کرنا۔

## ۴۔ تحقیقی سوالات (Research Question)

اس تحقیقی مقالے کے لیے درج ذیل سوالات کو مد نظر رکھا گیا۔

۱۔ ادب میں خواب کی مختلف تکنیکوں مثلاً فرائیڈ اور ژونگ کا نظریہ خواب بطور تکنیک اور Threat Simulation Theory کی تشکیلی نوعیت اور اطلاقی صورتیں کیا ہیں؟

۲۔ اردو کے افسانوی ادب پر خواب کی مختلف تکنیکوں کے اثرات کی نوعیت اور انسانی نفسیات کے ابلاغ / ترجمانی کی صورتحال کیا ہے؟

۳۔ فرائیڈ اور ژونگ کے نظریہ خواب بہ طور تکنیک کے جدید اردو افسانے میں استعمال کے پس منظری مقاصد و اثرات کیا ہیں؟

۴۔ Threat Simulation Theory کے جدید اردو افسانے میں استعمال کے پس منظری مقاصد کیا ہیں؟

## ۵۔ نظری دائرہ کار: (Theoretical Framework)

تحقیق ہذا کا بنیادی موضوع "جدید اردو افسانے میں خواب بہ طور تکنیک: جدید اُردو افسانے کی تفہیم و تجزیاتی مطالعہ" جس کا تعلق نفسیات سے ہے۔ نفسیات کا تعلق کیوں کہ براہ راست انسان سے ہے اور جب کوئی تخلیق کار فن پارہ تخلیق کرتا ہے تو اس پر اس کی ذاتی شخصیت کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں۔ فرائیڈ, ژونگ اور انتی ریونسوؤ ایسے مغربی نفسیات دان ہیں جنھوں نے خواب کے حوالے سے نظریات پیش کیے ہیں۔ ان کے علاوہ ریاض احمد اور ڈاکٹر اجمل ایسے مشرقی نقاد ہیں جنھوں نے نفسیاتی تنقید کے حوالے سے لکھا۔

۱۔ فرائیڈ کے نزدیک خواب نامکمل خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔

۲۔ ژونگ کے نزدیک خواب براہ راست انسانی ذہن کے تاثرات ہیں۔

۳۔ ریونسو کے نزدیک آر ای ایم کی نیند کے دوران، امیگدال (دماغ کا فائٹ یا فلائٹ سیکشن) دراصل اسی طرح سے فائر کرتا ہے جیسے یہ بقا کے خطرے کے دوران ہوتا ہے۔ انہوں نے وضاحت کرتے ہوئے کہا، "منفی خوابوں کا بنیادی کام، اسی طرح کے حقیقی واقعات کی مشق ہے، تاکہ موازنہ حقیقی صورتحال میں خطرے کی پہچان اور اجتناب تیزی سے اور خود بخود ہو جائے۔" دوسرے لفظوں میں، خواب ایک ارتقائی خصلت ہیں جو ہمیں محفوظ رہنے میں مشق کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔

۴۔ ریاض احمد کے نزدیک خواب محض انسانی دبی ہوئی خواہشات نہیں بلکہ ان کا تعلق مذہب، اساطیر، تہذیب و ثقافت اور اجتماعی لاشعور سے ہے۔

۵۔ ڈاکٹر محمد اجمل کے نزدیک خوابوں، علامتوں اور لوک کہانیوں سے بیگانگی انسان کا اپنے اندر ربوبیت سے بیگانگی ہے، ان کے نزدیک خواب کا تعلق اجتماعی لاشعور سے ہے۔

ان نظریات کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

۱۔ خواب شعور کے زیر اثر واقع ہوتے ہیں۔

۲۔ خواب نا آسودہ خواہشات کا اظہار ہیں۔

۳۔ خواب انسان کے ذہن اور دل کے درمیان باہمی ربط کا نتیجہ ہیں۔

۴۔ خواب پیش گوئی

۵۔ خواب انسان کے نفسیاتی محرکات

۶۔ خواب خطرات سے آگائی

زیرِ نظر تحقیقی مقالے میں ڈاکٹر رشید امجد، منشا یاد، اسد محمد خان، احمد جاوید اور سریندر پرکاش کے افسانوں کا نظریہ خواب بہ طور تکنیک کے تناظر میں جائزہ لیا گیا ہے۔

مجوزہ تحقیق کا دارومدار "نظریہ خواب" پر ہے۔ اس سلسلے میں فرائیڈ کی کتاب "The Interpretation of Dreams" ژونگ کی کتاب "Psychology of the Unconscious" اس کے علاوہ کلے بلکلے کی کتاب "An introduction to the psychology of Dreaming" ریاض احمد کی کتاب "تنقیدی نظریات" اور ڈاکٹر محمد اجمل کی "تحلیلی نفسیات" کو مد نظر رکھا جائے گی، جدید اردو افسانے میں خواب کا بہ طور تکنیک استعمال کا مطالعہ کیا گیا ہے۔

## ۶۔ تحقیقی طریق کار(Research Methodology)

مجوزہ تحقیق "جدید اردو افسانے میں خواب بہ طور تکنیک: جدید اُردو افسانے کی تفہیم و تجزیاتی مطالعہ "بنیادی طور پر ایک تحقیقی و تنقیدی مطالعہ ہے۔ مجوزہ تحقیقی مقالے کی نوعیت کیفیتی تحقیق (Qualitative Research) ہے۔ یعنی مجوزہ تحقیقی مقالے میں معلومات، تصورات، نظریات اور شواہد کو جمع کر کے آخر میں نتائج اخذ کیے گئے ہیں۔ چوں کہ مقالہ میں جدید اُردو افسانوں میں خواب بہ طور تکنیک (نظریہ خواب کا بہ طور تکنیک استعمال) مطالعہ مقصود ہے اس لیے دوران تحقیق تاریخی و دستاویزی طریقہ تحقیق اختیار کیا گیا۔ یعنی پہلے سے موجود اس تحقیقی مواد سے استفادہ کیا گیا جو متعلقہ موضوع سے قریب تر ہے۔ نیز مقالے کی تکمیل کے لیے بنیادی آخذ کے ساتھ ثانوی آخذ میں اردو کتب اور رسائل و جرائد کے علاوہ انگریزی کتب، لغات، ریسرچ پیپرز اور تنقیدی مضامین شامل کئے گئے۔ کیفیتی طریقہ تحقیق کو اپناتے ہوئے مجوزہ موضوع کے لیے ڈاکٹر رشید امجد، منشا یاد، اسد محمد خان، احمد جاوید اور سریندر پرکاش کے افسانوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔ کیوں کہ منتخب افسانہ نگاروں کے ہاں نظریہ خواب کو بہ طور تکنیک جابجا برتا گیا ہے۔ جو مجوزہ تحقیقی قضیہ کے مطابق ہے۔ تحقیقی مواد کی جمع آوری کے لیے جامعات، ادارہ جات کے کتب خانوں اور نجی کتب خانوں سے استفادہ کیا گیا۔ جن جامعات میں بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد، نمل یونی ورسٹی، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی کی لائبریریوں کے علاوہ آن لائن طریقہ تحقیق کو اپناتے ہوئے منتخب اخبارات کی ویب گاہیں اور دیگر متعلقہ آن لائن لائبریری جیسے

www.rekhta.org,

,www.ebook.org

www.hec.resarchportal.com

سے استفادہ کیا گیا ہے۔

مجوزہ تحقیقی کام بنیادی طور پر نفسیاتی تجزیے سے ماخوذ ہے۔ جس کا بنیادی وصف متن میں نفسیاتی تصرف کا مطالعہ کرنا ہے۔ لہٰذا نفسیاتی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے منتخب افسانہ نگاروں کے ہاں نظریہ خواب بہ طور تکنیک کے تصرف کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مجوزہ تحقیق فیلڈ ورک یا سائنسی نوعیت کی نہیں ہے۔ لہٰذا موضوع سے متعلق مواد کی جمع آوری کے بعد تجزیاتی طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ بعد ازیں ادبی تحقیق کے جملہ اصولوں کے اطلاق کے بعد حاصل شدہ مواد کے اثبات و نفی کے ذیل میں نتائج مرتب کیے گئے ہیں۔

## ۷۔ مجوزہ موضوع پر ما قبل تحقیق: (Works already Done)

مجوزہ موضوع جس میں جدید اردو افسانہ شامل ہے، میں جدید اردو افسانے کے معروف افسانہ نگاروں کے افسانوں میں خواب کے نظریے کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس سے قبل اس نوعیت کا رسمی یا غیر رسمی تحقیقی اور تنقیدی کام کسی سطح پر نہیں کیا گیا۔ تاہم، جن معروف افسانہ نگاروں کے افسانے منتخب کیے گئے ہیں، ان کی ادبی خدمات، ان کے افسانوں کا اسلوبیاتی مطالعہ، فکر و فن کا جائزہ، اور کسی خاص تناظر میں جیسے اسد محمد خان کے افسانوں میں نو تاریخیت جیسے موضوعات پر تحقیق کی گئی ہے۔ میرے تحقیقی منصوبے کے تحت ایسا کوئی تحقیقی اور تنقیدی کام نہیں ہوا جسے موجودہ تحقیق میں شامل کیا جا سکے۔ تاہم، پاکستانی اردو افسانے کے حوالے سے طاہرہ اقبال کی کتاب کا ذکر یہاں ضروری ہے، جو پاکستانی اردو افسانے کے سیاسی اور تاریخی تناظر کو بیان کرتی ہے۔ اسی طرح اردو افسانے کے حوالے سے ڈاکٹر انوار احمد کی تحقیق "اردو افسانہ ایک صدی کا قصہ" اور غلام حسین کی کتاب "اردو افسانے کا نفسیاتی مطالعہ" بھی اہم مراجع ہیں۔

## ۸۔ تحدید: (Limitation)

تحقیق کا موضوع "جدید اردو افسانے میں خواب بہ طور تکنیک: جدید اُردو افسانے کی تفہیم و تجزیاتی مطالعہ" انتہائی وسعت کا حامل ہے۔ اس تحقیق میں منتخب افسانہ نگاروں کے ہاں نظریہ خواب کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے اور دیکھا گیا کہ انھوں نے خواب کو بہ طور تکنیک کیسے برتا ہے۔ میرا مقالہ اسی تک محدود رہا۔ افسانوں کے سلسلے میں جدید افسانہ نگاروں کو منتخب کیا گیا ہے۔ جن کے ہاں نظریہ خواب کو بہ طور تکنیک برتا گیا ہے۔ ان افسانہ نگاروں ڈاکٹر رشید امجد، منشا یاد، اسد محمد خان، احمد جاوید اور سریندر پرکاش کے افسانے شامل تحقیق ہیں۔

## ۹۔ پس منظری مطالعہ: (Literature View)

زیر نظر تحقیق کے لیے راقم کے زیر مطالعہ بذیل کتب رہیں:

۱۔ Interpretation of Dreams By Sigmund Freud

اس کتاب میں سگمنڈ فرائیڈ نے خوابوں کی اقسام اور ان کی تعبیر پیش کی ہے۔

۲۔ Psychology of the Unconscious By C.G Jung

اس کتاب میں ژونگ نے خواب کے محرکات بیان کیے ہیں اور اجتماعی لاشعور کا تصور پیش کیا ہے۔

۳۔ An Introduction to the Psychology of Dreaming By Kelly Bulkeley

اس کتاب میں فرائیڈ، ژونگ اور دیگر نظریاتِ خواب بیان کیے گئے ہیں۔

۴۔ تنقیدی نظریات از ریاض احمد

اس کتاب میں نفسیاتی تنقید، فرائیڈ، ایڈلر اور ژونگ کے نظریات کا تہذیبی، معاشرتی، مذہبی اور اساطیر کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔

۵۔ تحلیلی نفسیات از ڈاکٹر محمد اجمل

اس کتاب میں ماہرین نفسیات کے نظریات اور تاریخی کرداروں کا نفسیاتی تناظر میں مطالعہ کیا گیا ہے۔

## ۱۰۔ تحقیق کی اہمیت: (Significance of Research)

اردو ادب میں اہم ترین صنف افسانہ ہے۔ افسانے کی خاصیت یہ ہے کہ یہ زندگی اور اس کے معاملات و موضوعات کو اپنے اندر سمونے کی بھرپور استطاعت رکھتا ہے۔ جہاں اس کا دائرہ کار بہ طور فکر اتنا وسیع ہے وہیں یہ بہ طور فن بھی کسی سے کم نہیں۔ اس قدر اہم صنف میں فن کے بھی بھرپور جلوے دکھائی دیتے ہیں۔ اس کی فنی تشکیل میں جہاں تخلیق کار کا ہاتھ ہے وہیں اس کی ہئیت اور اس سے منسلکہ لوازم بھی اتنے ہی کار آمد ہیں۔ جدید اردو افسانے میں ڈاکٹر رشید امجد، منشایاد، اسد محمد خان، احمد جاوید اور سریندر پرکاش افسانہ نگاری کے حوالے سے اہم مقام رکھتے ہیں۔ تحقیق ہذا اس لحاظ سے بنیادی اہمیت کی حامل ہے کہ اس سے ادب کے اہم جدید افسانہ نگاروں کے فن (خواب کا بہ طور تکنیک استعمال) کا ایک واضح عکس سامنے آئے گا۔ ان افسانہ نگاروں نے اپنی تخلیقات میں نظریہ خواب کو کس طرح برتا اور اسے برتنے کے طریق کار سے آگاہی، اس تحقیق کا نصب العین اور بنیاد ہے، جو تحقیق ہذا کو اہم بنانے میں مددگار ہو گی۔

## ب: نظریہ خواب (تعارف اور بنیادی مباحث)

### ا۔ خواب کیا ہے؟

انسان جب سے اس دنیا میں آیا ہے، خواب اس کے لیے حیرت، استعجاب، تجسس، اور دہشت کا ایک نہ ختم ہونے والا موضوع رہے ہیں۔ خواب دراصل لاشعوری تجربات ہیں جو ہر طبقے اور سطح کے انسانوں کو متاثر کرتے ہیں، خواہ وہ جنگلی قبائل کے افراد ہوں یا انتہائی متمدن معاشروں کے افراد یہ تجربہ ہر دور اور ہر جگہ کے انسانوں کے درمیان ایک مشترک قدر کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد خواب دیکھتے تھے، اور یہ حقیقت یقینی ہے کہ ان سے پہلے

گزرنے والے افراد بھی اسی تجربے سے گزرتے رہے ہوں گے۔ ان کی ذہنی صلاحیتیں بھی ہماری طرح تھیں، اگرچہ ان کے خوابوں کا کوئی تحریری ریکارڈ دستیاب نہیں۔ تاہم، بشریات کے ماہرین کی تحقیقات یہ ثابت کرتی ہیں کہ قدیم ادوار کے انسان بھی خواب دیکھنے کے عمل سے وابستہ تھے۔

کبھی کبھار ہمارے خواب اتنے حسین اور دلکش ہوتے ہیں کہ آنکھ کھل جانے کے بعد دل چاہتا ہے دوبارہ نیند میں جائیں تاکہ وہی خواب دوبارہ دیکھ سکیں، جس کا سلسلہ اچانک ٹوٹ گیا تھا۔ دوسری جانب، بعض خواب اتنے خوفناک اور دہشت ناک ہوتے ہیں کہ جاگنے کے بعد سکون تو ملتا ہے، لیکن دوبارہ نیند میں جانے کا خوف بھی لاحق ہو جاتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ خواب نہ صرف ہمہ گیر اور عالمگیر ہوتے ہیں بلکہ ہماری ذات کی گہرائیوں میں چھپے تجربات اور جذبات کا آئینہ بھی ہوتے ہیں۔ خواب کا یہ تجربہ ہمیں عموماً تب ہوتا ہے جب ہم تنہا نیند میں غرق ہوتے ہیں۔ خواب کی انفرادیت کا پہلو یہ ہے کہ یہ محض آپ کا ذاتی تجربہ ہوتا ہے، ایسا لگتا ہے جیسے پورا منظر نامہ آپ کے لیے تخلیق کیا گیا ہو۔ خواب گویا آپ کی تخلیق کا ایک حصہ ہیں، لیکن اس کے باوجود آپ کی دسترس اور اختیار سے باہر ہوتے ہیں۔(۱)

خواب نیند کے دوران دماغ کی تخلیق کردہ کہانیوں اور تصاویر کا سلسلہ ہیں، جو مختلف جذبات اور خیالات پر مبنی ہو سکتے ہیں۔ یہ خواب خوشگوار، خوفناک، رومانوی یا حیران کن ہو سکتے ہیں۔ خواب انسانی رویے کے بڑے سوالات میں سے ایک ہیں، اور ان کا مقصد یا افادیت آج تک مکمل طور پر واضح نہیں ہو سکی۔ جدید تحقیق کے مطابق، خواب کا کام یادداشت کو مضبوط بنانا اور موڈ کو منظم کرنا ہو سکتا ہے۔

خواب دراصل خیالات، جذبات، اور احساسات کا ایسا کرشمہ ہیں جو نیند کے دوران ہماری مرضی کے بغیر پیدا ہوتے ہیں۔ اگرچہ سائنس ابھی تک ان کی وجوہات کو پوری طرح سمجھ نہیں پائی، لیکن علم نفسیات، فلسفہ، اور مختلف مذاہب میں خوابوں کو نمایاں اہمیت دی گئی ہے۔ "کشاف اصطلاحات نفسیات" میں خواب کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

> "تمثالچوں کا وہ کبھی پراگندہ اور کبھی مربوط سلسلہ جو نیند کے دوران وقوع پذیر ہوتا ہے۔ چوں کہ خواب میں فرد ایسی اشیا و واقعات دیکھتا ہے جن کا عالم حقیقی میں کوئی وجود نہیں ہوتا اس لیے ان تجربات کو اوہامی تجربات کہا جاتا ہے۔"(۲)

خواب نیند کے دوران پیش آنے والے تمثیلی یا خیالی مناظر اور واقعات کا سلسلہ ہے، جو کبھی بے ربط اور کبھی مربوط ہو سکتے ہیں۔ خواب میں فرد ان اشیاء یا واقعات کو دیکھتا ہے جن کا حقیقی دنیا میں کوئی وجود نہیں ہوتا۔ چونکہ یہ تجربات حقیقی دنیا سے تعلق نہیں رکھتے اور محض ذہنی تخلیقات پر مبنی ہوتے ہیں، اس لیے انہیں "اوہامی تجربات" کہا جاتا

ہے۔ یہ تعریف خواب کی بنیادی نوعیت کو واضح کرتی ہے کہ خواب در حقیقت لاشعور کی پیداوار ہیں اور نیند کی حالت میں شعور کی گرفت سے آزاد ہو کر وجود میں آتے ہیں۔

خواب جذباتی اور تخلیقی تجربات پر مشتمل ہوتے ہیں، جن میں ایسے موضوعات، خدشات، اور عناصر شامل ہوتے ہیں جو بیدار زندگی سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ جس کے ذریعے زندگی کے مختلف پہلوؤں اور یادداشتوں کو جوڑنے کا تجربہ حاصل ہوتا ہے۔ امریکن ہیریٹیج ڈکشنری آف دی انگلش لینگوئج میں خواب کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

"تصاویر، خیالات، جذبات اور احساسات کا تسلسل ہیں جو نیند کے بعض مراحل کے دوران غیر ارادی طور پر دماغ میں رونما ہوتے ہیں"۔(۳)

خواب وہ سلسلہ وار تجربات ہیں جو نیند کے دوران غیر ارادی طور پر دماغ میں رونما ہوتے ہیں، اور ان میں تصاویر، خیالات، جذبات، اور احساسات شامل ہوتے ہیں۔ یہ تجربات عام طور پر نیند کے ریم (REM) مرحلے میں وقوع پذیر ہوتے ہیں، جب دماغ کی سرگرمیاں زیادہ متحرک ہوتی ہیں اور جسمانی طور پر سکون کا دورانیہ ہوتا ہے۔ خواب ہماری شعوری زندگی سے ہٹ کر ایک ایسی حالت میں تشکیل پاتے ہیں، جہاں ہمارا ذہن بیداری کی حالت میں گزرے ہوئے تجربات، یادداشتوں، اور خیالات کو آزادانہ طور پر دوبارہ ترتیب دیتا ہے۔

یہ تصاویر اور خیالات کبھی واضح اور مربوط ہوتے ہیں، تو کبھی بے ترتیب اور عجیب و غریب۔ خواب میں ظاہر ہونے والے جذبات اکثر حقیقی زندگی کے حالات سے جڑے ہوتے ہیں، لیکن بعض اوقات یہ جذبات بے جا مبالغہ یا غیر متوقع شدت کے حامل ہو سکتے ہیں، مثلاً خوشی، خوف، یا اداسی۔ یہ تمام تجربات دماغ کی غیر شعوری سرگرمیوں کا نتیجہ ہیں، جن پر انسان کا کوئی شعوری اختیار نہیں ہوتا۔ خواب کو ایک ایسا منفرد تجربہ سمجھا جا سکتا ہے جو نہ صرف ہماری ذہنی تخلیقی صلاحیتوں کی عکاسی کرتا ہے بلکہ ہماری نفسیاتی اور جذباتی حالت کا اظہار بھی کرتا ہے۔ یہ انسانی ذہن کی پیچیدگی اور نیند کے دوران اس کی سرگرمیوں کی اہمیت کو بھی واضح کرتا ہے۔ فرائیڈ سے قبل چند علما کا خیال تھا کہ خواب ہمارے یومیہ تجربات کا نتیجہ ہیں، چناں چہ وہ کہتے ہیں:

"ہم اس چیز کا خواب دیکھتے ہیں جس کو ہم نے دن کے وقت دیکھا، کہا، چاہا یا کیا"(۴)

خواب ہماری روزمرہ کی زندگی سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ ہم خواب میں وہی چیزیں دیکھتے ہیں جو ہمارے شعور یا لاشعور میں دن کے وقت نقش ہوتی ہیں۔ یہ وہ تجربات، خیالات، خواہشات، اور اعمال ہیں جو ہمارے ذہن پر اثر انداز ہوتے ہیں اور نیند کے دوران خواب کی صورت میں دوبارہ ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ عمل اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ہمارا دماغ دن بھر کی معلومات کو کس طرح جمع، ترتیب اور پراسیس کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر ہم کسی خاص موضوع پر زیادہ سوچ رہے ہوں یا کسی اہم واقعے کا سامنا کریں، تو یہ ممکن ہے کہ وہ خیالات یا تجربات خواب میں ظاہر ہوں۔ یہ تعریف اس نظریے کو تقویت دیتی ہے کہ خواب صرف بے ترتیب خیالات کا نتیجہ نہیں بلکہ ہمارے دن کے وقت کے تجربات اور جذبات کی عکس بندی ہیں۔ خواب کا مقصد شاید ذہنی صفائی، جذباتی توازن، یا یادداشت کو بہتر بنانے سے جڑا ہوا ہے۔ یوں خواب ہماری شعوری زندگی کا عکس ہوتے ہیں، جہاں ہم اپنی خواہشات، خدشات، اور احساسات کو ایک نئی صورت میں دیکھتے ہیں۔

خوابوں سے متعلق انسانی معلومات اب تک خاصی محدود ہے۔ جب ہم جاگتے ہیں اور کچھ سوچتے ہیں، تو یہ خیالات عام طور پر منطقی ترتیب کے حامل ہوتے ہیں، مگر نیند کے دوران، دماغ اپنی مخصوص حالت میں جاگ رہا ہوتا ہے، اور اس دوران پیدا ہونے والے خیالات، جنہیں ہم خواب کہتے ہیں، اکثر جذباتی بنیادوں پر تشکیل پاتے ہیں۔

خوابوں کے بارے میں ایک نظریہ یہ ہے کہ وہ انسانوں میں تخلیقی رجحانات کو فروغ دینے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ بہت سے فنونِ لطیفہ سے وابستہ افراد اپنے عظیم شاہکاروں کا سہرا اپنے خوابوں کو دیتے ہیں۔ اسی طرح، خوابوں کو یادداشت کے معاون کے طور پر بھی تصور کیا جاتا ہے۔ ان کے ذریعے انسان اہم معلومات کو محفوظ کرتا ہے اور غیر ضروری چیزوں کو بھلا دیتا ہے، جو دماغی ترتیب کے عمل کا حصہ ہو سکتا ہے۔ انائس نن اپنے مضمون "خواب اور تخلیق کا رشتہ" میں خواب کی تعریف کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

> "وہ خیالات اور تصورات کہ جو وجدان کے بس میں نہ ہوں ۔ مرتکز ہو کر آپ کا منظر نامہ بنیں"(۵)

انائس نن کی یہ تعریف خواب کو خیالات اور تصورات کے ایسے سلسلے کے طور پر پیش کرتی ہے جو ہماری شعوری گرفت سے باہر ہوتا ہے اور وجدان کے دائرے سے ماورا ہوتا ہے۔ خواب بنیادی طور پر ہمارے لاشعور میں موجود منتشر

خیالات، یادداشتیں، اور احساسات کا ایسا امتزاج ہیں جو نیند کے دوران ایک واضح منظر نامہ یا کہانی کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ یہ خیالات اور تصورات ہمارے روزمرہ کے تجربات، خواہشات، یا دبے ہوئے جذبات سے جُڑے ہو سکتے ہیں، لیکن ان کی ترتیب یا پیشکش کا انداز منطقی نہیں ہوتا۔ خواب میں یہ بکھرے ہوئے خیالات مرتکز ہو کر ایک مربوط یا غیر مربوط کہانی کا روپ دھار لیتے ہیں، جو بسا اوقات اتنی حقیقی محسوس ہوتی ہے کہ انسان جاگنے کے بعد بھی اس کے اثرات محسوس کرتا ہے۔ خواب کے منظر نامے میں خیالات، تصورات، اور جذبات کا کردار مرکزی ہوتا ہے، جو لاشعور کی گہرائیوں سے ابھرتے ہیں اور غیر متوقع طور پر انسانی ذہن کے لیے ایک منفرد تجربہ تخلیق کرتے ہیں۔

زیادہ تر انسانوں کے لیے خواب دیکھنے کے عمل کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ یہ ایک غیر محسوس پردہ ہمارے سامنے پیش کرتا ہے، جس پر نظر آنے والی تصویریں منعکس ہوتی ہیں۔ یہ سب کچھ نیند کی حالت میں ہوتا ہے، مگر اس میں ہمارے حواس اور احساسات بھی شامل ہوتے ہیں۔ خواب میں ہمیں آوازیں سنائی دیتی ہیں، خوشبو محسوس ہوتی ہے، اور ہم حقیقت میں ہنستے، روتے، باتیں کرتے اور چلتے پھرتے ہیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود، خواب دلیل اور منطق کی روشنی میں اکثر مبہم، بے ہنگم اور غیر معقول نظر آتے ہیں۔ تاہم، نیند کی حالت میں جب ہم خواب دیکھ رہے ہوتے ہیں، وہ ہمیں مکمل طور پر منطقی، معقول اور حقیقی محسوس ہوتے ہیں۔ جاگنے کے بعد، اگر ہمیں خواب یاد رہ جائے تو ہم ان سے کسی نہ کسی طرح متاثر ضرور ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ لوگ، جو خوابوں کو محض بدہضمی، زیادہ کھانے یا معدے کے امراض کا نتیجہ سمجھتے ہیں، وہ بھی اس حقیقت کے منکر نہیں ہو سکتے کہ خواب ایک انوکھی اور پراسرار کیفیت رکھتے ہیں۔ خواب دیکھنے والا اکثر یہ سوال کرتا ہے:

"یہ خواب کیوں آیا؟ اس کا مطلب کیا تھا؟"

"کیا میرے اس خواب کے کوئی معنی ہو سکتے ہیں۔؟"

"یا۔۔۔ یہ کوئی بالکل بے معنی خواب تھا۔؟"

"آخر میں نے یہ خواب کیوں دیکھا۔؟"

صدیوں پر محیط انسانی تاریخ پر نظر ڈالیں تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ خوابوں کے رازوں کو سمجھنے کے لیے بے شمار کوششیں کی جاچکی ہیں۔ خوابوں کے معموں کو سلجھانے کے لیے مختلف ادوار میں تحقیق اور جستجو کی گئی۔ تاہم، جدید تعلیم یافتہ ذہن شاید ہی ان علامات کو قبول کرے جو قدیم مذاہب کے علماء اور جادو کے ماہرین نے خوابوں کی تشریح کے سلسلے میں وضع کی تھیں۔ یہ بات البتہ دلچسپ اور قابل غور ہے کہ بیسویں صدی کے سائیکو اینالسٹس نے بھی خوابوں کی تفہیم کے لیے جو کوششیں کیں، وہ بڑی حد تک انہی قدیم علامات اور نظریات پر مبنی تھیں۔ گویا ان کی تحقیق ایک نئے زاویے سے پرانے نقش قدم پر چلنے کی ایک صورت تھی۔(٦)

خواب ممکن ہے صرف توہمات، شاعری اور وسوسوں کا ایک حصہ بنے رہتے، اگر اٹھارویں صدی کے اختتام پر سگمنڈ فرائیڈ نے جنم نہ لیا ہوتا۔ فرائیڈ وہ شخص تھا جس نے خوابوں کے مقفل دروازے پر پہلی بار دستک دی اور اس کے بھاری قفل کے لیے ایک علمی کنجی دریافت کی۔ اس پورے موضوع کو اُس کی کتاب The Interpretation of Dreams(خوابوں کی تشریحات) نے انقلابی راستے پر لا کھڑا کیا۔ فرائیڈ کے نظریات نے خوابوں کے حوالے سے قدیم اور جدید خیالات کے درمیان واضح خلیج پیدا کی۔ فرائیڈ کے بعد کارل ژونگ نے خوابوں کی اہمیت کو انسانی لاشعور کے مزید گہرے پہلوؤں تک وسعت دی۔ ژونگ نے اجتماعی لاشعور کے نظریے کو متعارف کرایا، جو انسانی تجربات کے مشترکہ سانچوں کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کے مطابق خواب صرف انفرادی زندگی کے انعکاسات نہیں بلکہ انسانیت کے اجتماعی ورثے کے اشارے بھی ہوتے ہیں۔ ریونسو نے بھی خوابوں کے نفسیاتی پہلوؤں پر تحقیق کرتے ہوئے ان میں جذباتی اور شعوری تعلقات کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اُن کا خیال تھا کہ خواب انسانی ذہن میں متحرک تخلیقی قوتوں کو ظاہر کرتے ہیں اور ان کے ذریعے ہم اپنی جذباتی اور ذہنی حالتوں کو بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ نیند جو ہماری پوری زندگی کا ایک مستقل حصہ ہے، اس دور میں بہت کم تحقیق کا موضوع رہی۔ نیند کا یہ غیر فعال علاقہ خواب کے ساتھ ایک گہرا تعلق رکھتا ہے۔ آج کی جدید سائنس نے اس پرانے موضوع کو از سرِ نو سمجھنے اور اسے شگون و توہمات کے دائرے سے نکالنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔

## ۲۔ خواب کی وجوہات اور انسانی ذہن

نوعِ انسانی کو جب سے حواس عطا ہوئے ہیں، وہ مسلسل سوچنے، سمجھنے، اور نتائج اخذ کرنے میں مصروف ہے۔ شعوری علم کی تمام شاخیں، چاہے وہ فلسفہ، طب، نباتیات، حیوانیات، کیمیا، طبیعیات، نفسیات، یا مابعد النفسیات ہوں، یا پھر وہ تعمیرات، مواصلات، یا جینیٹک انجینئرنگ سے متعلق ہوں، سب نے معلوم اور نامعلوم کے درمیان ایک پردہ کھینچ دیا ہے، جو ہمارے حواس کی محدودیت کا آئینہ دار ہے۔ حیرت انگیز طور پر، خواب میں بھی حواس اسی طرح متحرک رہتے ہیں جیسے بیداری میں، تاہم ان کی نوعیت اور تجربہ مختلف ہوتا ہے۔

ہمارے حواس میں ایک مسلسل تغیر جاری رہتا ہے، چاہے وہ زمانی ہو یا مکانی۔ دراصل حواس میں یہی تغیر وقفے کی صورت میں نمایاں ہوتا ہے۔ انسانی دماغ دو مختلف انداز میں کام کرتا ہے: ایک حالت میں وقفوں میں طوالت ہوتی ہے، جو بیداری کی نمائندگی کرتی ہے، جبکہ دوسری حالت میں وقفوں میں محوری گردش ہوتی ہے، جسے ہم خواب کے نام سے جانتے ہیں۔ زندگی کے تجزیے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ انسانی زندگی دراصل حواس میں تغیر اور اس کے ساتھ ہونے والے ردوبدل کا ایک مسلسل عمل ہے۔

زندگی کی حرکت دو طرح کی ہے: پہلی صورت میں اوپر سے احساسات کا نزول ہوتا ہے، اور دوسری صورت میں اندر سے احساسات بلند ہو رہے ہوتے ہیں۔ ہماری زندگی کا معمول یہ ہے کہ ہم نیند کے ذریعے آرام حاصل کرتے ہیں اور بیداری کے بعد دوبارہ نیند کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ یہ تسلسل زندگی کی بنیادی ساخت کا حصہ ہے۔

انسانی زندگی کا تمام ریکارڈ لاشعور میں محفوظ ہوتا ہے، جو وقتاً فوقتاً شعور میں منتقل ہو کر زندگی کو مہمیز دیتا ہے۔ اگر خواب نہ دیکھے جائیں، تو شعور میں حواس کی تجدید ممکن نہیں رہتی۔ خواب انسانی شعور کو لاشعور سے جڑنے اور توانائی کے ذخائر کو دوبارہ فعال کرنے کا ذریعہ ہیں۔ نیند اور خواب اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ انسانی زندگی کی توانائی شعوری سطح پر برقرار رہے۔ اگر خواب نہ دیکھے جائیں، تو شعوری توانائی کا اختتام ہو سکتا ہے۔(۷)

یہ ایک حقیقت ہے کہ نیند اور خواب کی طاقت کو آج تک کوئی انسان مکمل طور پر قابو میں نہیں لا سکا۔ نیند کا مطلب خواب دیکھنا ہے، اور خواب انسانی تجربے کا حصہ ہیں۔ جیسا کہ ماہرین نفسیات کا کہنا ہے:

"خواب اور ان کی دنیا پیراسائیکالوجی کے ایک ایسے باب کا حصہ ہیں، جو انسانی نفس کے ان پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے، جو اب تک سائنسی تحقیق کے روایتی دائرے سے باہر ہیں۔"(۸)

خوابوں کے دوران جسم پر مرتب ہونے والے طبعی اثرات غیر معمولی ہیں۔ سائنس دانوں نے خوابوں کے دوران جسمانی تبدیلیوں کے مطالعے کے لیے جدید آلات ایجاد کیے ہیں، جو جسم میں ہونے والی معمولی سے معمولی تبدیلیوں کو بھی ریکارڈ کرتے ہیں۔ روزمرہ زندگی میں آئینہ، بائیو فیڈ بیک (Bio Feedback) کی سب سے عام اور سادہ مثال ہے، جو ہمیں ہماری موجودہ کیفیت اور بہتری کے ممکنہ اقدامات کا شعور دیتا ہے۔ اسی طرح، جدید آلات، جیسے EEG، انسانی دماغ میں پیدا ہونے والے برقی کرنٹ کی پیمائش کرتے ہیں۔ یہ آلات اعصاب، رگوں، اور پٹھوں میں موجود برقی لہروں کو ناپتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ جسم کس حد تک سکون یا تناؤ کی حالت میں ہے۔ بیداری کے دوران رگیں اور پٹھے بیرونی دباؤ کا مقابلہ کرنے کے لیے کھچاؤ کی حالت میں ہوتے ہیں، جبکہ نیند اور خواب کے دوران یہ مکمل طور پر پر سکون ہو جاتے ہیں، گویا کہ ریشم کی نرمی اختیار کر لیتے ہیں۔(۹)

خوابوں کے حیاتیاتی پہلو بھی اہم ہیں۔ دماغ کے مخصوص حصے، جیسے کہ آمیگڈالا اور ہائپو تھیلمس، خوابوں کی تشکیل میں مرکزی کردار ادا کرتے ہیں۔ ڈاکٹر جان ہوبسن لکھتے ہیں۔

"خواب نیورولوجیکل سرگرمیوں کا نتیجہ ہیں، جو نیند کے دوران دماغ میں پیدا ہوتی ہیں اور یہ ہمارے جذباتی اور ذہنی استحکام کے لیے اہم ہیں" (۱۰)

خواب نیورولوجیکل سرگرمیوں کا نتیجہ ہیں، جو نیند کے دوران دماغ میں پیدا ہوتی ہیں اور انسانی ذہنی و جذباتی استحکام کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ جے ایلن ہوبسن اور دیگر نیوروسائنٹسٹس کی تحقیق کے مطابق، نیند کے REM (Rapid Eye Movement) مرحلے میں دماغ کے کچھ حصے، جیسے لیمبک سسٹم (جو جذبات کو کنٹرول کرتا ہے)، زیادہ متحرک ہو جاتے ہیں، جبکہ پری فرنٹل کارٹیکس (جو منطق اور فیصلہ سازی کا مرکز ہے) نسبتاً کم فعال ہوتا ہے۔ یہی تضاد خوابوں کی غیر منطقی نوعیت اور جذباتی شدت کو واضح کرتا ہے۔

REM نیند کے دوران، دماغ دن بھر کے تجربات کو پروسیس کرتا ہے اور جذباتی تنازعات کو حل کرنے کی کوشش کرتا ہے، جو ہمارے ذہنی استحکام کے لیے ضروری ہے۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی فرد دباؤ والے واقعے سے

گزرتا ہے، تو خواب اس واقعے کے جذباتی اثرات کو کم کرنے اور ذہن کو سکون دینے میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ ہوبسن کی تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ خواب انسانی ذہن کی پروٹوکونشیسنیس (protoconsciousness) یا ابتدائی شعور کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، جو شعوری بیداری اور ذہنی توازن کے درمیان ایک پل کا کام کرتا ہے۔

خواب انسانی ذہن کو ایسے حالات کے لیے تیار کرنے میں بھی مدد دیتے ہیں جن کا سامنا بیداری کے دوران ممکن ہے۔ اس عمل کو "Simulation Hypothesis" کہا جاتا ہے، جو یہ بتاتی ہے کہ خوابوں کے ذریعے دماغ زندگی کے ممکنہ تجربات کی مشق کرتا ہے۔ لہٰذا، خوابوں کی یہ نیورولوجیکل بنیاد ان کے جذباتی اور ذہنی پہلوؤں کو سمجھنے کے لیے نہایت اہم ہے، جو ہمارے ذہنی سکون، یادداشت اور جذباتی توازن کو برقرار رکھنے میں مددگار ہیں۔

یہی خواب اور نیند کی حالت ہے جو نہ صرف جسمانی سکون بلکہ ذہنی توانائی کو بھی بحال کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ خواب، شعور اور لاشعور کے درمیان وہ پل ہیں، جو انسانی زندگی کی گہرائیوں کو سمجھنے کے لیے ایک نیا زاویہ فراہم کرتے ہیں۔ دماغ میں چلنے والے برقی کرنٹ کو عموماً چار گروپوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔(۱۱)

### ۱۔Beta Brain Waves:

یہ لہریں بیداری کی حالت میں انسان پر غالب آجاتی ہیں، جب ذہن اور جسم مکمل طور پر بیرونی دنیا میں مشغول ہوتے ہیں اور مختلف مادی وسائل کے ساتھ انسان کو مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ غم و پریشانی کی حالتوں میں یہ لہریں شدت اختیار کر لیتی ہیں، اور اکثر نفسیاتی امراض میں یہ لہریں بے حد بڑھ چکی ہوتی ہیں۔

### ۲۔Alpha Brain Waves:

جب انسانی دماغ ان لہروں کے ساتھ ہم آہنگ ہو جاتا ہے تو آدمی میں سکون آجاتا ہے اور اس کا دھیان بیرونی دنیا سے ہٹ کر اندرونی دنیا کی طرف مرکوز ہو جاتا ہے۔ آنکھیں بند ہو جاتی ہیں اور اگر آنکھیں کھولیں یا ذہن میں کسی قسم کی پریشانی آئے تو یہ لہریں فوراً غائب ہو جاتی ہیں۔ اگر بے سکونی اور پریشانی برقرار رہے تو یہ لہریں پیدا نہیں ہوتیں۔ جب انسانی ذہن تمام خیالات سے پاک ہو جاتا ہے تو دماغ میں خالص الفالہریں کافی مقدار میں موجود ہوتی ہیں۔ یہ لہریں لاشعور کی طرف جانے کا راستہ فراہم کرتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جینیئس افراد اسی حالت میں نئی ایجادات کرتے ہیں۔

### Theta Brain Waves:-۳

یہ لہریں روحانی طور پر انتہائی پر اسرار ہوتی ہیں، جو نیند کی گہری حالت میں دماغ میں فعال ہو جاتی ہیں۔ ان لہروں اور الفالہروں کے امتزاج سے ذہن خواب دیکھنا شروع کرتا ہے۔ گہرے لاشعوری علوم اور جذبات واحساسات تک رسائی انہی لہروں کے دماغ پر اثرانداز ہونے کے بعد ممکن ہوتی ہے۔ اسی لیے یہ یادداشت، تحقیق، اور مطالعہ کے معاملات میں انتہائی اہمیت رکھتی ہیں۔۔

### Delta Brain Waves:-۴

یہ لہریں گہری نیند کی حالت میں دماغ پر غالب آ جاتی ہیں، جو لاشعور کی سب سے گہری حالت ہوتی ہے۔ نیند کی اس مرحلے میں دن بھر کی جسمانی تھکن اور خرابی کی مرمت ہوتی ہے۔ اس حالت میں متعدد ماورائی واقعات بھی رونما ہوتے ہیں۔ خواب میں بیداری کے عوامل پر تحقیق کرنے والے ماہرین کا کہنا ہے کہ ہم ذہنی اور جسمانی طور پر دن رات تین بڑی حالتوں سے گزرتے ہیں، جو ایک خودکار نظام کے تحت عمل پذیر ہوتی ہیں۔

۱۔ بیداری

۲۔ نیند

۳۔ خواب

وہ ان حالتوں کی وضاحت مندرجہ ذیل انداز میں کرتے ہیں:

**۱۔ بیداری** (Aware fullness )

یہ وہ حالت ہوتی ہے جس میں ذہن اور جسم (بشمول دماغ) مکمل طور پر فعال اور ہر قسم کے بیرونی خطرات اور حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ وہ تمام سرگرمیاں جو انسان بیداری کی حالت میں انجام دیتا ہے، ان میں ذہنی اور جسمانی توانائی کا ایک بڑا حصہ خرچ ہوتا ہے۔

## ۲۔ نیند (Orthodox Sleep)

جب انسان بیداری کی سختیوں سے تھک کر کمزور پڑ جاتا ہے تو ایک خودکار نظام کے تحت وہ نیند کی حالت میں چلا جاتا ہے۔ نیند ایک یکساں حالت نہیں ہوتی، بلکہ نیند کے مختلف درجات ہیں، جن پر تحقیق کرنے والے ماہرین کے مطابق نیند کے چار مختلف مراحل ہوتے ہیں۔

۱۔ ذہن اور جسم پر سکون ہونا

۲۔ نیند کی ابتداء

۳۔ گہری نیند

۴۔ بہت گہری نیند

ایک صحت مند فرد رات بھر ایک خاص روٹین کے تحت ان درجات سے گزرتا رہتا ہے۔ نیند کے پہلے حصے میں گہری نیند غالب آتی ہے، جس دوران نیند کے وقفے طویل اور خوابوں کے وقفے مختصر ہوتے ہیں۔ اگر اس روٹین میں کسی طرح کی مداخلت کی جائے، جیسے ادویات کے استعمال سے، تو نیند کا قدرتی دورانیہ متاثر ہو جاتا ہے، اور اس کے اثرات ذہن اور جسم دونوں پر پڑتے ہیں۔ نیند میں داخل ہونے کے دوران انسان ایک ایسے وقفے سے گزرتا ہے، جہاں تھوڑی دیر کے لیے کچھ آوازیں سنائی دیتی ہیں یا خواب جیسی تصاویر نظر آتی ہیں۔

## ۳۔ اسلامی نظریہ خواب:

خواب دیکھنے اور خواب میں دکھائی دینے والی چیزوں کو عربی میں "الرویا" کہا جاتا ہے، جس کا مادہ "الرویتہ" ہے، جس کا معنی ہے دیکھنا، چاہے وہ بیداری کی حالت میں ہو یا نیند میں۔ خواب کے بارے میں علامہ زمخشری لکھتے ہیں: "یہ فقط نیند میں دکھائی دینے والی چیزوں کے ساتھ خاص ہے۔"(۱۲) عربی میں خواب کے لیے "اضغاث احلام" کی اصطلاح بھی استعمال ہوتی ہے، جس کا مطلب ہے پریشان کن خواب، یعنی وہ خواب جن کی کوئی تعبیر نہیں ہوتی اور جو انسان کے تفکرات، خیالات یا شیطانی وسوسوں کی وجہ سے آتے ہیں۔ اسلام میں خوابوں کے حوالے سے رہنمائی دی گئی ہے، جس کے مطابق نہ تو ہر خواب جھوٹا اور نفسانی خیالات کا عکاس ہوتا ہے اور نہ ہر خواب سچا ہوتا ہے۔ بعض خواب

وہ ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دکھائے جاتے ہیں، جو برحق اور سچے ہوتے ہیں، اور کچھ خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں، جو انسان کے لیے غم اور افسردگی کا سبب بنتے ہیں۔ بعض خواب تخیلاتی بھی ہوتے ہیں، یعنی وہ انسان بیداری کی حالت میں جن چیزوں کے بارے میں سوچتا ہے یا جن کے بارے میں اس کے پوشیدہ احساسات و جذبات ہوتے ہیں، وہ خواب میں دکھائی دیتے ہیں۔ قرآن پاک میں چھ خوابوں کا ذکر آیا ہے۔

**۱۔اِذۡ یُرِیۡکَہُمُ اللّٰہُ فِیۡ مَنَامِکَ قَلِیۡلًا ؕ وَ لَوۡ اَرٰىکَہُمۡ کَثِیۡرًا لَّفَشِلۡتُمۡ وَ لَتَنَازَعۡتُمۡ فِی الۡاَمۡرِ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ سَلَّمَ ؕ اِنَّہٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۴۳﴾ وَ اِذۡ یُرِیۡکُمُوۡہُمۡ اِذِ الۡتَقَیۡتُمۡ فِیۡۤ اَعۡیُنِکُمۡ قَلِیۡلًا وَّ یُقَلِّلُکُمۡ فِیۡۤ اَعۡیُنِہِمۡ لِیَقۡضِیَ اللّٰہُ اَمۡرًا کَانَ مَفۡعُوۡلًا ؕ وَ اِلَی اللّٰہِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۴۴﴾**(۱۳)

اس وقت اللہ نے تمہیں خواب میں کافروں کو تھوڑی تعداد میں دکھایا تھا اور اگر بہت کر کے دکھاتا تو تم لوگ جی چھوڑ دیتے اور جو کام درپیش تھا اس میں جھگڑنے لگتے لیکن اللہ نے تمہیں اس سے بچا لیا بیشک وہ سینوں کی باتوں تک سے واقف ہے۔ اور اس وقت جب تم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو کافروں کو تمہاری نظروں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا اور تم کو انکی نگاہوں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا تاکہ اللہ کو جو کام کرنا منظور تھا اسے کر ڈالے اور سب کاموں کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے۔

**۲۔اِذۡ قَالَ یُوۡسُفُ لِاَبِیۡہِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ رَاَیۡتُ اَحَدَعَشَرَ کَوۡکَبًا وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ رَاَیۡتُہُمۡ لِیۡ سٰجِدِیۡنَ ﴿۴﴾**(۱۴)

جب یوسف نے اپنے والد سے کہا کہ ابا میں نے خواب میں گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے۔ دیکھتا کیا ہوں کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔

**۳۔وَ دَخَلَ مَعَہُ السِّجۡنَ فَتَیٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُہُمَاۤ اِنِّیۡۤ اَرٰىنِیۡۤ اَعۡصِرُ خَمۡرًا ۚ وَ قَالَ الۡاٰخَرُ اِنِّیۡۤ اَرٰىنِیۡۤ اَحۡمِلُ فَوۡقَ رَاۡسِیۡ خُبۡزًا تَاۡکُلُ الطَّیۡرُ مِنۡہُ ؕ نَبِّئۡنَا بِتَاۡوِیۡلِہٖ ۚ اِنَّا نَرٰىکَ مِنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۳۶﴾**(۱۵)

اور ان کے ساتھ دو اور جوان بھی داخل زنداں ہوئے ایک نے ان میں سے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے دیکھتا کیا ہوں کہ شراب کے لیے انگور نچوڑ رہا ہوں دوسرے نے کہا کہ میں نے بھی خواب دیکھا ہے میں یہ دیکھتا ہوں کہ اپنے سر پر

روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں اور پرندے ان میں سے کھا رہے ہیں تو ہمیں ان کی تعبیر بتا دیجئے کہ ہم تمہیں نیکوکار دیکھتے ہیں۔

**۴۔وَ قَالَ الْمَلِکُ اِنِّیۡۤ اَرٰی سَبۡعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاۡکُلُہُنَّ سَبۡعٌ عِجَافٌ وَّ سَبۡعَ سُنۡۢبُلٰتٍ خُضۡرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ ؕ یٰۤاَیُّہَا الۡمَلَاُ اَفۡتُوۡنِیۡ فِیۡ رُءۡیَایَ اِنۡ کُنۡتُمۡ لِلرُّءۡیَا تَعۡبُرُوۡنَ ﴿۴۳﴾**(۱۶)

اور بادشاہ نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے دیکھتا کیا ہوں کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں۔ اور سات خوشے سبز ہیں اور سات خشک۔ اے درباریو اگر تم خوابوں کی تعبیر دے سکتے ہو تو مجھے میرے خواب کی تعبیر بتاؤ۔

**۵۔فَلَمَّا بَلَغَ مَعَہُ السَّعۡیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۰۲﴾**(۱۷)

جب وہ ان کے ساتھ دوڑ دھوپ کی عمر کو پہنچا تو ابراہیم نے کہا کہ بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ گویا تم کو ذبح کر رہا ہوں تو تم سوچ لو کہ تمہارا کیا ارادہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابا جان جو آپ کو حکم ہوا ہے وہی کیجئے اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابروں میں پایئے گا۔

**۶۔لَقَدۡ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوۡلَہُ الرُّءۡیَا بِالۡحَقِّ ۚ لَتَدۡخُلُنَّ الۡمَسۡجِدَ الۡحَرَامَ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ اٰمِنِیۡنَ ۙ مُحَلِّقِیۡنَ رُءُوۡسَکُمۡ وَ مُقَصِّرِیۡنَ ۙ لَا تَخَافُوۡنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمۡ تَعۡلَمُوۡا فَجَعَلَ مِنۡ دُوۡنِ ذٰلِکَ فَتۡحًا قَرِیۡبًا ﴿۲۷﴾**(۱۸)

بیشک اللہ نے اپنے پیغمبر کو سچا اور صحیح خواب دکھایا تھا۔ کہ تم ان شاءاللہ مسجد حرام میں اپنے سر منڈوا کر یا اپنے بال ترشوا کر امن و امان سے داخل ہوگے اور کسی طرح کا خوف نہ کروگے۔ جو بات تم نہیں جانتے تھے اللہ کو معلوم تھی سو اس نے اس سے پہلے ہی جلد ایک فتح عطا فرمائی۔

انبیا کرام کے خواب نفسانی یا تخیلاتی نہیں ہوتے، بلکہ یہ وحی کا حصہ ہوتے ہیں۔ جو خواب ان کو نظر آتے ہیں، وہ اللہ کی طرف سے وحی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیا کرام کو خواب دکھا کر انہیں تسلی دی، بشارتیں دیں یا ان کا امتحان لیا۔ اللہ اپنے نیک بندوں کو سچے خواب دکھاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کا حکم خواب میں دیا۔ انہوں نے اس خواب کو تخیلاتی یا نفسانی خواب قرار دے کر رد

نہیں کیا، بلکہ خواب دیکھنے کے بعد اس کی تکمیل کے لیے تیار ہو گئے اور اپنے بیٹے سے کہا: "میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں، لہٰذا تم مجھے اپنی رائے سے آگاہ کرو اور بتاؤ، کیا اس خواب کی تکمیل میں تم میرا ساتھ دو گے"، حضرت اسماعیل علیہ السلام چونکہ انوارِ نبوت سے فیض یاب تھے اور یہ جانتے تھے کہ یہ کسی عام انسان کا خواب نہیں بلکہ ایک نبی کا خواب ہے اور وحی الٰہی ہے، اس لیے انہوں نے فوراً ہی جواب دیا۔: "ابا جان! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اسے کر گزریے! عنقریب آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے" ۔ اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کا جو خواب تھا، وہ طویل عرصے بعد سچ ثابت ہوا۔ آپ نے فرمایا: "اے میرے والد! یہ میرے پہلے دیکھے ہوئے خواب کی تعبیر ہے، بے شک میرے رب نے میرے خواب کو سچ کر دکھایا"(۱۹) حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے خواب کے سچے ہونے کو حقیقت تسلیم کیا، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انبیائے کرام کے خواب ہمیشہ سچے اور حق ہوتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: "انبیائے کرام کے خواب خدا کی وحی ہوتے ہیں (۲۰)

انبیائے کرام کے خوابوں کے سچے اور برحق ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جب وہ نیند میں ہوتے ہیں تو صرف ان کی آنکھیں سوتی ہیں، لیکن ان کا دل ہمیشہ بیدار اور مستعد رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیائے کرام کے لیے نیند وضو کے ٹوٹنے کا باعث نہیں بنتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ تہجد سے فارغ ہونے کے بعد سو جاتے اور پھر رات کے آخری حصے میں بیدار ہو کر وضو کے بغیر وتر پڑھتے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں (اور پھر وضو کیے بغیر آپ وتر پڑھتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! میری صرف آنکھیں سوتی ہیں، جب کہ میرا دل بیدار رہتا ہے "(۲۱) کچھ خواب ایسے ہوتے ہیں جو مستقبل میں ہونے والے کسی واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہیں، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: "جب نبی ﷺ پر وحی کی ابتدا کی گئی تو سب سے پہلے آپ کو سچے خواب دکھائے گئے، آپ ﷺ جو خواب بھی دیکھتے، اس کی تعبیر سپیدۂ سحر کی طرح آجاتی "(۲۲) بعض اچھے خواب جو نیک وصالح مؤمن کو دکھائے جاتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: "نیک شخص کا اچھا خواب نبوت کے چھیالیس اجزا میں سے ایک جز ہے۔"(۲۳) ایسے خوابوں میں پیچیدہ حقیقتیں آشکار ہو جاتی ہیں۔ مثلاً، مشہور صوفی شاعر حضرت شرف الدین بوصیری کو فالج کا حملہ ہوا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں ایک قصیدہ کہنا شروع کیا، لیکن درمیان میں ایک مصرعہ پر رکاوٹ آئی: "و مبلغ العلم فیہ انہ بشر" اور دوسرے مصرعہ کو مکمل نہ کر پائے۔

انہوں نے بھرپور کوشش کی، مگر وہ زبان پر نہ آیا۔ رات کو جب وہ سوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی زیارت کی، ان کی خیریت دریافت کی۔ حضرت بوصیری نے بتایا کہ دوسرا مصرع موزوں نہیں ہو سکا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوسرا مصرع اس طرح مکمل کرلو: "وانہ خیر خلق اللہ کلھم" پھر آپ ﷺ نے حضرت بوصیری کو چادر پہنائی اور جس جگہ ان کے جسم پر فالج تھا، وہاں اپنا دست مبارک پھیرا۔ حضرت بوصیری جب بیدار ہوئے تو وہ مکمل طور پر شفایاب ہو چکے تھے۔ چناں چہ انہوں نے اس قصیدہ کا نام "البردۃ" رکھا، جس کا مطلب ہے "چادر"۔ اس قسم کے خوابوں کا ابن سینا، ابن رشد اور ابن خلدون نے بھی اعتراف کیا ہے اور کہا ہے کہ ایسے خواب بہت سے پیچیدہ مسائل کو حل کرتے ہیں۔ ابن حزم، جو کہ اسلامی مفکروں میں ایک بلند مقام رکھتے ہیں، خوابوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

> "خواب غلبہ طبیعت کے مطابق نظر آتے ہیں۔ مثلاً جس شخص میں خون کی زیادتی ہو گی وہ سرخ رنگ اور خوشی کے مناظر خواب میں دیکھ سکتا ہے۔ خون سے بھرپور اشخاص کو خوابوں میں آگ نظر آسکتی ہے۔ بلغمی مزاج والے کو برف اور سودائیت کے مریض کو خوف اور دہشت کے مناظر دکھائی دیتے ہیں۔"(۲۴)

امام غزالی کی شخصیت اسلامی مفکروں میں بہت نمایاں ہے۔ خواب پر روشنی ڈالتے ہوئے انہوں نے کہا تھا۔

> "حیوانی روح اور انسانی روح، حیوانی روح کی مدد ہمارے اعضائے متحرک کرتے رہتے ہیں۔ اور جب یہ جسم سے جدا ہوتی ہے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ لیکن انسانی روح غیر فانی ہے۔ انسان نیند کی حالت میں روح کی آنکھ سے مختلف چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے یہی خواب ہے۔"(۲۵)

ابن خلدون مشہور تاریخ داں خواب کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

> "خوابوں کا تعلق روح کے ادراک سے ہے۔۔۔ اگر مریض کوئی خواب دیکھے تو کوشش کر کے اسکی تعبیر معلوم کرے تاکہ نیک خواب سے اسے مسرت حاصل ہو اور بڑے خواب سے وہ بچ سکے۔"(۲۶)

میں آنحضور ﷺ کے اس ارشاد کو نقل کروں گا جو خوابوں کے ضمن میں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

> "نبوت کے آثار میں سے اب مبشرات کے سوا کوئی شے باقی نہیں رہی ہے۔"

صحابہ نے دریافت کیا: مبشرات کیا ہیں۔؟

"جواب ملا۔ اچھے یا سچے خواب۔"(۲۷)

نبی ﷺ اس بات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ نیک اور اچھے خواب خوشخبریوں میں شامل ہیں اور یہ سلسلہ وحی کے منقطع ہونے کے بعد نبوت کے آثار میں سے ہے۔ اس کے بعد کوئی ایسا ذریعہ باقی نہیں رہے گا جس سے آئندہ پیش آنے والے امور کی خبر دی جا سکے، سوائے اچھے خوابوں کے۔ سب سے زیادہ سچا خواب وہ ہوتا ہے جو انسان کی گفتگو میں سب سے زیادہ سچا ہو۔ اسی وجہ سے یہ معروف ہے کہ تمام انبیاء علیہ السلام کے خواب سچے ہوتے ہیں، اگرچہ بعض خوابوں کی تعبیر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح صالحین کے خواب بھی عموماً سچے ہوتے ہیں، اور کچھ خواب ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی تعبیر کی ضرورت نہیں ہوتی۔

## ۴۔ نفسیات اور نظریہ خواب

نفسیات اور نظریۂ خواب کا آپس میں گہرا تعلق ہے، کیونکہ خواب انسانی ذہن اور لاشعور کی پیچیدگیوں کو سمجھنے کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ نیند کے دوران انسانی ذہن میں پیدا ہونے والے خیالات، تصاویر، اور جذبات ایک منفرد انداز میں ظاہر ہوتے ہیں، جو اکثر بے ترتیب اور علامتی نوعیت کے ہوتے ہیں۔ ماہرین نفسیات نے خوابوں کی تفہیم کے لیے مختلف نظریات پیش کیے ہیں، جن میں سگمنڈ فرائیڈ، کارل ژونگ، ریونسو اور جدید ماہرین کے نظریات نمایاں ہیں۔ فرائیڈ کے مطابق، خواب انسانی لاشعوری خواہشات اور دبے ہوئے جذبات کی علامت ہیں، جب کہ ژونگ کا خیال ہے کہ خواب اجتماعی لاشعور کی عکاسی کرتے ہیں اور انسانی تاریخ و ثقافت سے جڑے ہوتے ہیں۔ ریونسو کی تھریٹ سمولیشن تھیوری کے مطابق، خواب ممکنہ خطرات کی شناخت، ان سے بچنے اور ان سے نمٹنے کی مشق کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ جدید تحقیق کے مطابق، خواب یادداشت کو منظم کرنے، جذبات کو پروسیس کرنے، اور مسائل کے حل میں دماغ کی مدد کرتے ہیں۔ خوابوں کی تشریح ایک نفسیاتی تجزیے کا عمل ہے، جو فرد کی زندگی کے تجربات اور ذہنی حالت کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ ان تمام نظریات کا مطالعہ ہمیں نہ صرف خوابوں کی نوعیت کو سمجھنے بلکہ انسانی ذہن کی گہرائیوں کو جاننے میں مدد فراہم کرتا ہے۔(۲۸) یہاں ہم سگمنڈ فرائیڈ، کارل ژونگ، اور ریونسو کے نظریہ خواب کا جائزہ لیں گے۔

## ۱۔سگمنڈ فرائیڈ Sigmund Freud (۱۸۵۶ - ۱۹۳۹ )

سگمنڈ فرائیڈ (۱۸۵۶-۱۹۳۹) آسٹریا کے مشہور ماہرِ نفسیات اور نفسیاتی تجزیے (Psychoanalysis) کے بانی تھے، جنہوں نے جدید نفسیات کی بنیاد رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کا بنیادی کام انسانی ذہن اور لاشعور کی پیچیدگیوں کو سمجھنے اور ان کی تشریح پر مرکوز تھا۔ فرائیڈ نے ذہن کو تین سطحوں میں تقسیم کیا: شعور، تحت الشعور، اور لاشعور، اور ان کا ماننا تھا کہ لاشعور انسانی رویوں، خواہشات، اور خوابوں پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ ان کی مشہور کتاب "The Interpretation of Dreams" میں انہوں نے خوابوں کو دبے ہوئے جذبات اور خواہشات کی علامت قرار دیا۔ فرائیڈ نے ذہنی ساخت کا ایک منفرد ماڈل پیش کیا، جس میں Id (جبلتی خواہشات)، Ego (حقیقت پسندی)، اور Superego (اخلاقی اقدار) شامل ہیں۔ ان کے نظریات نے نہ صرف نفسیات بلکہ ادب، فلسفہ، اور ثقافت پر بھی گہرا اثر ڈالا اور جدید نفسیاتی علاج کے لیے بنیاد فراہم کی۔ ان کی شخصیت اور کام آج بھی نفسیات کے میدان میں تحقیق اور علمی مباحث کا محور ہیں۔(۲۹)

### فرائیڈ کا نظریہ خواب

سگمنڈ فرائیڈ کا نظریہ خواب ان کے نفسیاتی تجزیے کے بنیادی ستونوں میں شامل ہے، جسے انہوں نے اپنی مشہور کتاب "The Interpretation of Dreams" میں پیش کیا۔ ان کے مطابق خواب انسانی لاشعور کی عکاسی کرتے ہیں اور دبے ہوئے خیالات اور خواہشات کو علامتی انداز میں ظاہر کرتے ہیں۔ فرائیڈ کا ماننا تھا کہ خواب "خواہش کی تکمیل (Wish Fulfillment) "کا ایک ذریعہ ہیں، جہاں وہ خیالات جو شعوری طور پر ناقابلِ قبول ہوتے ہیں، نیند کی حالت میں محفوظ طریقے سے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے خواب کو دو سطحوں میں تقسیم کیا: ظاہری مواد (Manifest Content)، جو خواب دیکھنے والے کو یاد رہتا ہے، اور پوشیدہ مواد(Latent Content) ، جو خواب کے حقیقی معنی یا دبے ہوئے جذبات کی نمائندگی کرتا ہے۔(۳۰) فرائیڈ نے خوابوں کی ساخت کو مزید وضاحت کے لیے کئی مراحل میں تقسیم کیا، جن میں علامتی اظہار، جذب، اور منتقلی شامل ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

> "The interpretation of dreams is the royal road to a knowledge of the unconscious activities of the mind."(۳۱ )

یہ نظریہ خوابوں کو سمجھنے اور انسانی ذہن کی پیچیدگیوں کا تجزیہ کرنے کے لیے ایک گہری بصیرت فراہم کرتا ہے۔ ان کے خیالات آج بھی نفسیات، ادب، اور ثقافتی علوم میں تحقیق اور بحث کا اہم موضوع ہیں۔

فرائیڈ کا نظریہ خواب (Freud's Theory of Dreams) نفسیاتی نقطہ نظر سے خوابوں کو سمجھنے کی ایک بنیاد فراہم کرتا ہے۔ سگمنڈ فرائیڈ (Sigmund Freud) نے اپنی کتاب "دی انٹرپریٹیشن آف ڈریمز" (The Interpretation of Dreams) میں خوابوں کو انسان کے لاشعوری ذہن (Unconscious Mind) کا ایک عکس قرار دیا۔ فرائیڈ کے مطابق، خواب ہمارے دبے ہوئے خیالات، احساسات، اور خواہشات کو ظاہر کرتے ہیں۔ درج ذیل نکات اس کے نظریے کے بنیادی اجزاء ہیں:

### ا۔ خواب ماضی کی یادداشت

فرائیڈ کے مطابق خواب اکثر ہمارے ماضی کے تجربات، یادوں اور واقعات پر مبنی ہوتے ہیں۔ ان خوابوں میں وہ یادداشتیں شامل ہوتی ہیں جو ہمارے شعور سے خارج ہو چکی ہوتی ہیں لیکن لاشعور میں محفوظ رہتی ہیں۔

> "Dreams may contain material from the previous day, forgotten experiences, or childhood memories, often distorted or symbolic in form".(۳۲)

یہ نقطہ نظر اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ کیسے کچھ خواب ماضی کے دبے ہوئے واقعات سے جڑے ہوتے ہیں، جو شعوری طور پر یاد نہیں رہتے لیکن لاشعوری طور پر زندہ رہتے ہیں۔ سگمنڈ فرائیڈ کے مطابق، خوابوں کا مواد اکثر ماضی کی یادداشتوں، بھولے ہوئے تجربات، اور بچپن کی یادوں سے جڑا ہوتا ہے۔ یہ یادداشتیں لاشعوری ذہن میں محفوظ رہتی ہیں اور خوابوں کے ذریعے ظاہر ہوتی ہیں، لیکن وہ اپنی اصل شکل میں نہیں ہوتیں بلکہ اکثر مسخ یا علامتی انداز میں سامنے آتی ہیں۔ فرائیڈ نے خوابوں میں روزمرہ کے واقعات کے اثرات کو بھی نمایاں کیا، جنہیں وہ Day Residue کہتے ہیں۔ ان کے مطابق، دن بھر کے دوران دیکھے یا محسوس کیے گئے تجربات خوابوں کا حصہ بن سکتے ہیں، لیکن یہ خواب اکثر تمثیلی یا غیر واضح انداز میں ظاہر ہوتے ہیں۔ مزید برآں، خواب بچپن کی دبائی ہوئی یادوں کو زندہ کر سکتے ہیں، جو شعور سے خارج ہو چکی ہوتی ہیں لیکن لاشعور میں اب بھی متحرک رہتی ہیں۔ فرائیڈ کا یہ نظریہ اس بات کی

وضاحت کرتا ہے کہ خواب انسانی لاشعور کی گہری پرتوں کو سمجھنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہیں اور یہ ماضی کے تجربات اور دبے ہوئے جذبات کو بے نقاب کرتے ہیں۔

## ۲۔خواب ناآسودہ خواہشات کی تکمیل

فرائیڈ کے نزدیک خواب بنیادی طور پر ان خواہشات کی تکمیل کرتے ہیں جو جاگتے وقت پوری نہیں ہو سکتیں۔ یہ خواہشات لاشعوری ذہن میں چھپی ہوتی ہیں اور خواب کے ذریعے علامتی انداز میں ظاہر ہوتی ہیں۔

"A dream is the fulfillment of a wish".(۳۳)

یہ خواہشات اکثر جذباتی یا نفسیاتی نوعیت کی ہوتی ہیں اور خواب ان کی تسکین کا ذریعہ بنتے ہیں، خواہ وہ تسکین علامتی ہو۔ سگمنڈ فرائیڈ کے مطابق، خواب بنیادی طور پر انسان کی دبائی ہوئی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ ہیں۔ ان کے مطابق خواب وہ آرزوئیں یا خواہشات ظاہر کرتے ہیں جو جاگتے ہوئے حقیقت میں پوری نہیں ہو سکتیں اور شعور کی رکاوٹوں کے باعث لاشعور میں دبی رہتی ہیں۔ فرائیڈ کے نزدیک، خوابوں میں یہ خواہشات علامتی یا غیر مستقیم انداز میں ظاہر ہوتی ہیں تاکہ شعور کی مزاحمت یا الجھن پیدا نہ ہو۔ اکثر اوقات، یہ خواہشات سماجی یا اخلاقی پابندیوں کی وجہ سے حقیقت میں اظہار نہیں پا سکتیں، لیکن خواب ان خواہشات کو تسکین فراہم کرنے کا ایک ذریعہ بن جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر، اگر کسی شخص کے دل میں کوئی خاص چیز حاصل کرنے کی خواہش ہو لیکن وہ حقیقت میں ممکن نہ ہو، تو خواب میں وہ خود کو اس چیز کا مالک بنتا ہوا دیکھ سکتا ہے۔ یہ خواب اس کی ناآسودہ خواہش کی علامتی تکمیل ہے، جو شعور کی گرفت سے آزاد ہو کر لاشعوری سطح پر تسکین فراہم کرتا ہے۔

## ۳۔خواب جنسی خواہشات کی تکمیل

فرائیڈ نے زور دیا کہ خواب اکثر جنسی خواہشات کی تسکین کا ذریعہ ہوتے ہیں، خاص طور پر وہ خواہشات جو سماجی یا اخلاقی پابندیوں کی وجہ سے شعوری طور پر دبا دی گئی ہوں۔ یہ جنسی نوعیت کی خواہشات اکثر علامتوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔

"Dreams are often disguised representations of sexual desires that cannot be directly expressed".(۳۴)

سگمنڈ فرائیڈ کے مطابق، خواب انسانی ذہن میں موجود ان دبی ہوئی جنسی خواہشات کا اظہار ہیں جو شعور میں سماجی اور اخلاقی حدود کی وجہ سے ظاہر نہیں ہو سکتیں۔ خواب لاشعوری جنسی خواہشات کو علامتی یا مسخ شدہ شکل میں پیش کرتے ہیں۔ فرائیڈ کا ماننا تھا کہ خواب براہ راست ان خواہشات کو ظاہر کرنے سے قاصر ہوتے ہیں کیونکہ شعوری ذہن ان کی مزاحمت کرتا ہے۔ اس لیے لاشعوری ذہن ان خواہشات کو ایسے علامتی مناظر یا کہانیوں کے ذریعے پیش کرتا ہے جنہیں فوری طور پر جنسی نوعیت کا نہ سمجھا جائے۔ مثال کے طور پر، پانی، چڑھائی، یا کسی بند جگہ کا خواب دیکھنا در حقیقت دبی ہوئی جنسی خواہشات کی نمائندگی ہو سکتا ہے۔ یہ خواب فرد کے ذہنی اور جذباتی تناؤ کو بھی عیاں کرتے ہیں، جو ان خواہشات کے دبنے سے پیدا ہوتا ہے۔ فرائیڈ کے مطابق، خوابوں کی علامتی زبان کو سمجھنا نفسیاتی تجزیے کا ایک اہم حصہ ہے، کیونکہ یہ فرد کے لاشعوری مسائل اور اس کی شخصیت کے گہرے پہلوؤں کو عیاں کرتی ہے۔

## ۴۔ ایڈیپس کمپلکس

فرائیڈ نے خوابوں میں ایڈیپس کمپلکس کے کردار پر بھی روشنی ڈالی، جو بچوں کی اپنے والدین کے ساتھ جذباتی کشمکش کی علامت ہے۔ خاص طور پر، یہ نظریہ بچوں کے والدین میں سے مخالف جنس کی طرف کشش اور اسی جنس کے والدین سے مقابلے کے جذبات کو بیان کرتا ہے۔

"The Oedipus complex lies at the heart of many of our unconscious conflicts, and dreams are one avenue through which these conflicts surface".(۳۵)

سگمنڈ فرائیڈ کے مطابق، ایڈیپس کمپلکس انسان کے لاشعوری ذہن میں موجود ایک بنیادی تنازعہ ہے، جو بچپن میں والدین کے ساتھ جذباتی تعلقات سے جنم لیتا ہے۔ ایڈیپس کمپلکس ایک گہرا لاشعوری مسئلہ ہے، جو انسان کے اندر موجود کشمکش اور جذباتی تنازعات کی جڑ ہے۔ ایڈیپس کمپلکس میں بچہ اپنی والدہ کی طرف کشش محسوس کرتا ہے اور والد کے ساتھ حسد یا رقابت کا جذبہ رکھتا ہے۔ یہ جذبات سماجی اور اخلاقی پابندیوں کی وجہ سے شعور میں ظاہر نہیں ہو پاتے،

بلکہ یہ لاشعور میں دب جاتے ہیں۔ خواب ان دبے ہوئے جذبات اور تنازعات کو علامتی انداز میں ظاہر کرتے ہیں، جیسے خواب میں والدین کے ساتھ تنازعات یا ان کی موجودگی کا احساس۔ فرائیڈ کے مطابق، یہ خواب انسان کے لاشعوری ذہن میں چھپے ہوئے ایڈیپس کمپلکس کو ظاہر کرتے ہیں، جو فرد کی شخصیت کی تشکیل اور نفسیاتی مسائل کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اس طرح خواب، لاشعوری تنازعات کو سامنے لانے کا ایک اہم ذریعہ بنتے ہیں، جس کی مدد سے ان مسائل کا تجزیہ اور حل ممکن ہوتا ہے۔

### ۵۔لاشعوری ذہن

فرائیڈ کے نظریے کا اہم ترین حصہ یہ ہے کہ خواب لاشعوری ذہن کا راستہ ہیں۔ ہمارے خواب ان خیالات، جذبات، اور خواہشات کا عکس ہیں جو شعوری ذہن سے چھپے ہوئے ہیں۔ لاشعوری ذہن میں موجود یہ مواد خوابوں میں مختلف علامتوں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

"The unconscious is the true psychic reality; in its innermost nature, it is as much unknown to us as the reality of the external world".(۳۶)

لاشعوری ذہن نہ صرف خوابوں کو تشکیل دیتا ہے بلکہ وہ ہماری شخصیت اور نفسیاتی مسائل کو بھی متاثر کرتا ہے۔ سگمنڈ فرائیڈ کے مطابق لاشعور انسان کی ذہنی حقیقت کا اصل اور گہرا حصہ ہے، جو ہمارے شعور سے بالکل پوشیدہ ہوتا ہے۔ انسانی ذہن کا سب سے اہم اور طاقتور حصہ وہ ہے جو ہم شعوری طور پر نہیں جان پاتے۔ لاشعوری ذہن میں وہ تمام خیالات، جذبات، یادیں اور خواہشات چھپی ہوتی ہیں جو ہماری شعوری نظر سے اوجھل رہتی ہیں، اور یہ ہماری شخصیت، رویوں اور جذباتی ردعمل کو تشکیل دیتی ہیں۔

فرائیڈ کا ماننا تھا کہ لاشعور وہ مقام ہے جہاں ہمارے دبے ہوئے جذبات، مسائل اور تنازعات محفوظ رہتے ہیں، جو شعور میں آگے آکر ہمارے لیے قابل فہم نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ لاشعور کو "حقیقی نفسیاتی حقیقت" قرار دیتے ہیں، کیونکہ یہ انسان کی گہری نفسیات کو تشکیل دیتا ہے۔ تاہم، جیسے دنیا کی حقیقت کو ہم مکمل طور پر نہیں سمجھ پاتے،

ویسے ہی لاشعوری ذہن کی حقیقت بھی ہمارے لیے ایک پہیلی بن کر رہتی ہے۔ فرائیڈ کے مطابق، لاشعور نہ صرف ہمارے ماضی کے تجربات کا ذخیرہ ہے، بلکہ یہ ہمارے مستقبل کے نفسیاتی رد عمل اور رویوں کو بھی متاثر کرتا ہے۔(۳۷)

## ۲۔کارل گوستاو ژونگ CARL GUSTAV JUNG (۱۸۷۵ – ۱۹۶۱)

کارل گوستاو ژونگ (Carl Gustav Jung) 26جولائی ۱۸۷۵کو سوئٹزرلینڈ کے قصبے کیزول میں پیدا ہوئے اور ۶ جون ۱۹۶۱کو زیورخ میں وفات پائی۔ ژونگ ۲۰ویں صدی کے ایک مشہور ماہر نفسیات تھے جنہوں نے جدید نفسیات اور ماہر نفسیاتی تجزیہ کے میدان میں گہرے اثرات مرتب کیے۔ انہوں نے زیورخ یونیورسٹی سے طب کی تعلیم حاصل کی اور نفسیات میں تخصص کیا۔ اپنے کیریئر کے آغاز میں زیورخ کے برگھولزلی ہسپتال میں نفسیاتی مریضوں کے ساتھ کام کرتے ہوئے ژونگ نے انسانی شعور اور لاشعور کے بارے میں اپنی تحقیق کا آغاز کیا۔ ان کا سگمنڈ فرائیڈ کے ساتھ قریبی تعلق رہا، لیکن لاشعور کی نوعیت پر نظریاتی اختلافات کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان علیحدگی ہوگئی۔

ژونگ کے اہم نظریات میں لاشعور کی ساخت شامل ہے، جسے انہوں نے ذاتی لاشعور اور اجتماعی لاشعور میں تقسیم کیا۔ ان کے مطابق اجتماعی لاشعور ایک ایسی نفسیاتی سطح ہے جس میں تمام انسانوں کے مشترکہ تجربات اور آرکیٹائپس محفوظ ہیں۔ آرکیٹائپس قدیم اور عالمگیر علامات ہیں، جیسے کہ ماں، ہیرو، اور سایہ، جو انسانی تجربات میں بار بار ظاہر ہوتے ہیں۔ ان کے مطابق انسانی زندگی کا مقصد "خودی(Self) "کا حصول ہے، جہاں شعور اور لاشعور کے درمیان توازن قائم ہوتا ہے۔

ژونگ نے مشرقی فلسفے، مذاہب، اور علائم کی گہرائی سے تحقیق کی اور ان کے نظریات نے ادب، فلسفہ، اور روحانیات پر بھی گہرا اثر ڈالا۔ ان کی مشہور کتابوں میں Man and His Symbols، Psychological Types، اور The Archetypes and the Collective Unconscious شامل ہیں۔ اگرچہ ژونگ اور فرائیڈ کے نظریات میں اختلاف تھا، لیکن ژونگ کی تحقیق نے نفسیات کے شعبے کو وسعت دی اور ژونگین نفسیات کے نام سے ایک نئی تحریک کی بنیاد رکھی، جو آج بھی تحقیق اور عملی معالجے میں اہمیت رکھتی ہے۔ ژونگ کی زندگی اور کام نے نفسیات کے ساتھ ساتھ تخلیقی اور روحانی میدانوں میں بھی ناقابل فراموش اثرات چھوڑے ہیں۔(۳۸)

## ژونگ کا نظریہ خواب

کارل ژونگ کے مطابق خواب انسانی لاشعور کے اظہار کا ایک ذریعہ ہیں جو شعور کے ساتھ ایک پل کا کام کرتے ہیں۔ ژونگ کے نزدیک خواب محض بے ترتیب خیالات یا واقعات کا مجموعہ نہیں ہوتے بلکہ یہ علامتی طور پر انسانی نفسیاتی حالت اور داخلی حقائق کو ظاہر کرتے ہیں۔ خوابوں کے ذریعے فرد کے شعور اور لاشعور کے درمیان تعامل ہوتا ہے، جس میں ماضی، حال، اور مستقبل کے تجربات اور مسائل کی عکاسی کی جاتی ہے۔ درج ذیل نکات میں ان کے نظریات کی وضاحت کی گئی ہے:

### ا۔ خواب حقیقت پر مبنی

ژونگ کے مطابق خواب اکثر زندگی کی حقیقتوں پر مبنی ہوتے ہیں اور انسان کے ذاتی تجربات اور یادداشتوں کا عکس پیش کرتے ہیں۔ خواب ماضی کے واقعات یا موجودہ مسائل کو ایک علامتی شکل میں پیش کرتے ہیں۔

"Dreams are the facts from which we must proceed. They reflect the real situation of the psyche in a symbolic form." (۳۹)

کارل ژونگ کے مطابق خواب انسانی ذہن کی اصل حالت کا علامتی اظہار ہیں۔ ژونگ کا نظریہ ہے کہ خواب محض خیالی یا بے ترتیب خیالات کا مجموعہ نہیں ہوتے بلکہ یہ نفسیاتی حقائق کی عکاسی کرتے ہیں جنہیں شعوری طور پر سمجھنا ممکن نہیں ہوتا۔ خواب ہمارے ذہن کے ان گوشوں کو نمایاں کرتے ہیں جو لاشعور میں پوشیدہ ہوتے ہیں، اور یہ علامتی اشکال یا کہانیوں کے ذریعے شعور پر ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ علامتیں فرد کی اندرونی کشمکش، جذبات، یا وہ مسائل ظاہر کرتی ہیں جو شعوری سطح پر نظر نہیں آتے۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی شخص خوفزدہ خواب دیکھ رہا ہے، تو یہ اس کے اندرونی اضطراب یا لاشعور میں موجود خوف کی علامت ہو سکتا ہے۔ ژونگ کے نزدیک خواب لاشعور اور شعور کے درمیان ایک پل کا کام کرتے ہیں، اور ان کا مطالعہ انسانی نفسیات کو گہرائی سے سمجھنے کا ذریعہ ہے۔

## ۲۔ خواب داخلی صداقت کے ترجمان

ژونگ کا ماننا تھا کہ خواب انسان کے لاشعور کے گہرے سچ کو ظاہر کرتے ہیں، جو شعور میں واضح نہیں ہوتا۔ یہ خواب اس داخلی صداقت کو بے نقاب کرتے ہیں جو انسان کے جذبات، خواہشات، اور تنازعات کی عکاسی کرتی ہے۔

"The dream is a spontaneous self-portrayal, in symbolic form, of the actual situation in the unconscious."(۴۰)

کارل ژونگ کے مطابق، خواب لاشعوری ذہن کی حقیقی صورت حال کو خود بخود اور علامتی انداز میں پیش کرتے ہیں۔ ژونگ کے نزدیک، خواب انسانی نفسیات کا آئینہ ہوتے ہیں، جو لاشعور کی اندرونی کیفیات کو ظاہر کرتے ہیں۔ خواب ایک قدرتی عمل کے تحت تشکیل پاتے ہیں اور یہ لاشعور کے ان خیالات، جذبات، یا تجربات کو ظاہر کرتے ہیں جو شعور تک براہِ راست رسائی نہیں رکھتے۔ چونکہ لاشعوری ذہن اپنی زبان میں بات کرتا ہے، اس لیے خواب اکثر علامتوں اور استعارات کے ذریعے اپنی بات سمجھاتے ہیں۔ مثلاً، کسی خواب میں پانی کا بہاؤ جذباتی زندگی میں تبدیلی یا کسی نئے آغاز کی علامت ہو سکتا ہے۔ خواب محض بے ترتیب خیالات کا مجموعہ نہیں ہیں، بلکہ یہ انسان کے نفسیاتی مسائل، داخلی تضادات، یا جذباتی ضروریات کو بیان کرنے کا ذریعہ ہیں۔ ان کی تشریح کر کے فرد اپنے لاشعور کی گہری سطحوں تک رسائی حاصل کر سکتا ہے، جس سے وہ اپنے مسائل کو بہتر طور پر سمجھ سکتا ہے اور ان کے حل کی طرف قدم بڑھا سکتا ہے۔

## ۳۔ خواب پیش گوئی

ژونگ کے مطابق بعض خواب پیش گوئی کی نوعیت کے حامل ہو سکتے ہیں۔ یہ خواب مستقبل کے امکانات اور خطرات کو لاشعوری طور پر ظاہر کرتے ہیں۔ ژونگ اسے "Prospective Function" کہتے ہیں۔

"Dreams prepare, announce, or warn about certain situations, often long before they actually happen." (۴۱)

کارل ژونگ کے مطابق، خواب مستقبل کی تیاری کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ ژونگ کا نظریہ ہے کہ خواب انسانی لاشعور اور شعور کے درمیان رابطے کا ایک پل ہیں، جو خواب دیکھنے والے کو مستقبل کے لیے اشارے، تنبیہات، اور

مسائل کے حل فراہم کرتے ہیں۔ یہ خواب عموماً علامتی ہوتے ہیں اور کسی واقعے یا کیفیت کو پہلے سے محسوس کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ مثلاً، خواب میں کسی خطرناک راستے کا نظر آنا مستقبل میں کسی ممکنہ مسئلے یا خطرے کی نشاندہی ہو سکتی ہے۔ اسی طرح، خواب کسی الجھن یا کشمکش کے بارے میں رہنمائی فراہم کر سکتے ہیں، جس سے فرد اپنے فیصلے بہتر طور پر کر سکے۔ ژونگ کے مطابق، خوابوں کی یہ پیشگوئی کرنے والی نوعیت انہیں نفسیاتی ترقی کا ایک اہم ذریعہ بناتی ہے۔ وہ انسان کو اس کی زندگی کے پوشیدہ پہلوؤں سے آگاہ کرتے ہیں اور ایسے حل یا امکانات پیش کرتے ہیں جو شعور کی سطح پر واضح نہ ہوں۔ ان کی تشریح کر کے خواب دیکھنے والا اپنی زندگی میں پیش آنے والے چیلنجز کے لیے تیار ہو سکتا ہے اور ان کا بہتر طور پر سامنا کر سکتا ہے۔

### ۴۔ اجتماعی لاشعور کا دخل

ژونگ کا سب سے منفرد نظریہ "اجتماعی لاشعور (Collective Unconscious) " ہے۔ ان کے مطابق خواب صرف ذاتی نہیں ہوتے بلکہ اجتماعی لاشعور کی علامتوں (archetypes) کو بھی ظاہر کرتے ہیں، جو کہ تمام انسانوں میں مشترک ہیں۔ یہ علامتیں خوابوں میں مختلف اشکال میں ظاہر ہو سکتی ہیں، جیسے ہیرو، سایہ، یا عظیم ماں۔

> "The collective unconscious is a part of the psyche which can be distinguished from a personal unconscious by the fact that it does not owe its existence to personal experience."(۴۲)

کارل ژونگ کے مطابق اجتماعی لاشعور انسانی ذہن کا ایک ایسا حصہ ہے جو ذاتی تجربات سے آزاد ہے اور تمام انسانوں میں مشترک ہے۔ ژونگ کے مطابق، یہ نفسیاتی ڈھانچہ انسانی فطرت کا ایک وراثتی پہلو ہے، جو نسل در نسل منتقل ہوتا ہے اور انسانی شعور کے زیر اثر نہیں آتا۔ اجتماعی لاشعور ذاتی لاشعور سے اس طرح مختلف ہے کہ ذاتی لاشعور فرد کے اپنے تجربات، یادداشتوں اور دبے ہوئے خیالات پر مبنی ہوتا ہے، جبکہ اجتماعی لاشعور ان قدیم نمونوں(archetypes) اور علامتی ڈھانچوں پر مشتمل ہوتا ہے جو پوری انسانیت میں یکساں پائے جاتے ہیں۔ یہ نمونے خوابوں، اساطیری کہانیوں، اور ثقافتی روایات میں ظاہر ہوتے ہیں، جیسے ہیرو، عظیم ماں، یا سایہ جیسی علامتیں۔ ژونگ کا یہ نظریہ اس بات کی

نشاندہی کرتا ہے کہ اجتماعی لاشعور فرد کی شخصیت اور اس کے تجربات پر گہرا اثر ڈال سکتا ہے، اور خواب اس لاشعور کو سمجھنے کا ایک اہم ذریعہ ہیں

کارل ژونگ کا نظریہ خواب نہ صرف انسان کی داخلی نفسیات کا تجزیہ کرتا ہے بلکہ اجتماعی انسانی تجربے کو بھی سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ ان کے خیالات میں خوابوں کی حقیقت، داخلی صداقت، پیش گوئی، اور اجتماعی لاشعور کا کردار نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔(۴۳)

### ۳۔ریونسو Revonsuo

انتی ریونسو (Antti Revonsuo) ایک مشہور نیورو سائنسدان اور فلسفی ہیں جنہوں نے خوابوں کی نفسیات اور شعور پر گہری تحقیق کی۔ وہ "خطرے سے بچاؤ کے ماڈل"(Threat Simulation Theory) کے بانی ہیں، جس کے مطابق خواب انسانی ارتقائی نظام کا حصہ ہیں جو خطرناک حالات کی مشق فراہم کرتے ہیں تاکہ فرد حقیقی زندگی میں بہتر طریقے سے ان کا سامنا کر سکے۔ ریونسو ۱۹۶۳ میں فن لینڈ میں پیدا ہوئے اور اپنی تعلیم نیورو سائنس اور فلسفے میں حاصل کی۔ وہ تُرکو یونیورسٹی سمیت مختلف اداروں میں پروفیسر کے طور پر خدمات انجام دے چکے ہیں۔ ان کی کتاب "Inner Presence: Consciousness as a Biological Phenomenon" شعور اور خوابوں کے تعلق پر ایک نمایاں تصنیف ہے۔ ان کا کام نیورو بائیولوجیکل ڈیٹا اور تجرباتی شواہد پر مبنی ہے، جو خوابوں کو سائنسی زاویے سے سمجھنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔(۴۴)

### ریونسو کا نظریہ خواب(Threat Simulation Theory)

ریونسو کا نظریہ خوابوں کو ایک ارتقائی خصلت کے طور پر دیکھتا ہے۔ اس کے مطابق، خواب انسان کے ارتقائی ماضی میں خطرات سے نمٹنے کی تیاری کا ایک ذریعہ ہیں۔ یہ نظریہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ خوابوں میں اکثر خطرناک یا پریشان کن حالات کیوں نظر آتے ہیں اور یہ دماغ کو ممکنہ خطرات کا سامنا کرنے کے لیے تیار کرتے ہیں۔

### ۱۔ خطرات سے آگاہی

ریونسو کے مطابق، خوابوں کا بنیادی مقصد خطرات کی شناخت اور ان سے نمٹنے کے لیے پیشگی تیاری کرنا ہے۔ خواب میں خطرناک حالات کی تخلیق دراصل دماغ کی طرف سے ممکنہ خطرات کو سمجھنے اور ان کا سامنا کرنے کی مشق ہے۔

> "Dreaming evolved as a biological defense mechanism to simulate threatening events, allowing the brain to rehearse effective responses". (۴۵)

خواب دیکھنے کا عمل ایک حیاتیاتی دفاعی نظام کے طور پر ارتقاپذیر ہوا ہے، جس کا مقصد خطرناک حالات کی نقل کر کے دماغ کو مؤثر ردعمل کی مشق کا موقع فراہم کرنا ہے۔ اس نظریے کے مطابق، خوابوں میں اکثر ایسے حالات تخلیق کیے جاتے ہیں جو ممکنہ طور پر خطرناک یا پریشان کن ہو سکتے ہیں، جیسے کسی کا پیچھا کرنا یا حادثے کا سامنا کرنا۔ یہ حالات دماغ کو مختلف ردعمل آزمانے اور بہترین حل تلاش کرنے کی تربیت دیتے ہیں۔ ابتدائی انسانوں کے لیے یہ نظام خاص طور پر فائدہ مند تھا، کیونکہ وہ خوابوں کے ذریعے شکاری جانوروں یا دشمنوں کے حملوں جیسے خطرات سے ذہنی طور پر تیار ہو جاتے تھے۔ اس طرح خواب دیکھنا زندگی بچانے کا ایک آلہ بن گیا۔ اس کے علاوہ، خواب جذباتی حالات کو پروسیس کرنے اور ماضی کے تجربات سے سیکھنے کا بھی ایک ذریعہ ہیں، جو ہمیں حقیقی زندگی کے دباؤ سے نمٹنے میں مدد دیتے ہیں۔ یوں خواب دیکھنے کا یہ قدرتی عمل ہمیں محفوظ رکھنے اور ہماری بقا کی صلاحیت کو بہتر بنانے کے لیے ارتقا کے دوران ترقی کرتا رہا ہے۔

### ۲۔ دماغ کا فائٹ یا فلائٹ سیکشن

دماغ کا "فائٹ یا فلائٹ" ردعمل، جو "امیگڈالا" سے منسلک ہے، خوابوں میں فعال رہتا ہے۔ Revonsuo کے مطابق، خواب اس ردعمل کو فعال کرتے ہیں تاکہ خطرناک حالات میں تیزی سے فیصلے کرنے کی صلاحیت پیدا ہو۔ مثلاً، خواب میں کسی دشمن سے بھاگنے یا لڑنے کی مشق دماغ کو حقیقی زندگی کے لیے تیار کرتی ہے۔

"The activation of the brain's threat response system during dreaming provides a safe environment to rehearse escape or defense behaviors".(۴۶)

خواب دیکھنے کے دوران دماغ کا خطرے کا رد عمل دینے والا نظام فعال ہو جاتا ہے، جو ہمیں ایک محفوظ ماحول فراہم کرتا ہے تاکہ ہم خطرناک حالات سے نمٹنے کی تیاری کر سکیں۔ دماغ میں امیگڈالا جیسے حصے خطرے کا پتہ لگانے اور رد عمل دینے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، اور خوابوں میں ان حصوں کی فعالیت ہمیں فرار ہونے یا دفاع کرنے کے مختلف رویے آزمانے کا موقع دیتی ہے۔ یہ عمل ہمیں حقیقی زندگی میں پیش آنے والے خطرات سے بہتر طور پر نمٹنے کے لیے ذہنی طور پر تیار کرتا ہے۔ خوابوں کے دوران ان رویوں کی مشق کرنے سے ہم اپنی بقا کی حکمت عملیوں کو بہتر بناتے ہیں، کیونکہ خواب ایک محفوظ ماحول فراہم کرتے ہیں جہاں خطرے کا حقیقی نقصان نہیں ہوتا۔ اس طرح خواب نہ صرف ہمارے جذباتی حالات کو پروسیس کرتے ہیں بلکہ ہمیں حقیقی خطرات سے نمٹنے کی تیاری بھی فراہم کرتے ہیں۔

### ۳۔ منفی خواب

منفی خواب، جیسے ڈراؤنے خواب یا خوفناک خواب، عام طور پر خطرناک حالات کو ظاہر کرتے ہیں۔ ریونسو کے مطابق، یہ خواب زیادہ اہمیت رکھتے ہیں کیونکہ یہ دماغ کو غیر متوقع خطرات کے لیے تیار کرتے ہیں۔

"The prevalence of negative dreams highlights their functional role in simulating real-life threats and fostering survival skills".(۴۷)

منفی خوابوں کی کثرت اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ ان کا ایک اہم عملی مقصد ہے۔ یہ خواب در حقیقت حقیقی زندگی کے ممکنہ خطرات کی مشق کرنے کا ایک ذریعہ ہیں، جن میں ناخوشگوار یا پریشان کن حالات کی نقل کی جاتی ہے، جیسے کسی خطرناک صورتحال کا سامنا کرنا یا نقصان اٹھانا۔ ان خوابوں کے دوران دماغ ان حالات سے نمٹنے کے لیے مختلف رد عمل کا جائزہ لیتا ہے اور مؤثر طریقے تلاش کرتا ہے، جو ہماری بقا کی صلاحیتوں کو بہتر بناتے ہیں۔ یہ عمل ارتقائی لحاظ سے بھی اہم ہے، کیونکہ ہمارے اجداد نے ان خوابوں کے ذریعے شکاری جانوروں یا دیگر خطرناک حالات سے بچاؤ کی مشق

کی۔اس طرح منفی خوابوں کا مقصد صرف خوف یا پریشانی پیدا کرنا نہیں بلکہ ہمارے دماغ کو حقیقی زندگی کے خطرات سے نمٹنے کے لیے تیار کرنا اور ضروری بقا کی مہارتوں کو فروغ دینا ہے۔

### ۴۔خوابوں کی ارتقائی خصلت

یہ نظریہ بتاتا ہے کہ خواب ارتقائی ماضی کا حصہ ہیں، جہاں انسانوں کو روزانہ کی بنیاد پر خطرات جیسے شکاریوں، دشمنوں، اور قدرتی آفات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ خوابوں نے ان خطرات کا سامنا کرنے کی مشق کے طور پر ترقی کی۔ارتقائی لحاظ سے خواب اس وقت زیادہ اہم تھے جب انسانوں کو بقا کے لیے تیز اور مؤثر فیصلے کرنے کی ضرورت تھی۔ یہ نظریہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ خوابوں کی نوعیت کیوں عموماً خطرناک یا پریشان کن ہوتی ہے۔

## ۵۔ خواب کی اقسام:

خوابوں کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے، چینی قلم کاروں نے خوابوں کو کئی اقسام میں بانٹا ہے ان کے نزدیک خواب کی چھ اقسام ہیں۔جن میں معمولی، دہشت ناک، فکرانگیز، بیدار، پرمسرت اور ڈراؤنے خواب شامل ہیں۔ یہ اقسام ۵۰۰ سال قبل مسیح کی ایک کتاب لیؤزو (LIO-TEU) میں درج ہیں۔اسی طرح ہندوستانی نظریہ خواب کے مطابق خوابوں کی دو اقسام بتائی جاتی ہیں۔پہلی قسم ان خوابوں کی ہے جو عام تجربات سے تعلق رکھتے ہیں اور دوسری قسم ان خوابوں کی ہے جن کی ایک عام اور کشادہ رمزیت ہوتی ہے۔(۴۸) یہاں ہم اسلامی اور سائنسی نقطہ نظر کو مدِ نظر رکھتے ہوئے خواب کی اقسام کا جائزہ لیں گے۔اسلامی نظریہ خواب کے مطابق خواب کو تین اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا خواب تین قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ اللہ کی طرف سے بشارت

۲۔ خیالی باتیں

۳۔ شیطان کا خوف زدہ کرنا(۴۹)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: خواب تین قسم کا ہوتا ہے بعض ہوتے ہیں جو شیاطین کی جانب سے خوف کنندہ ہوتے ہیں تاکہ وہ انسان کو رنجیدہ کرے بعض وہ

ہوتے ہیں جس کا انسان بیداری میں خیال کرتا ہے اور سوچتا ہے اور بعض وہ ہیں جو نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے (یعنی خواب ہے جو خدا کی جانب سے ہے۔(۵۰)

اگر اسلامی نظریہ خواب کو دیکھیں تو پہلی قسم جس کو من جانب اللہ بشارت کہا گیا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کے خواب میں بشارت دیتا ہے اوراس کے قلب کے آئینہ میں بطورِ اشارات وعلامات ان چیزوں کو مشکل کرکے دکھاتا ہے جو آئندہ وقوع پذیر ہونے والی ہوتی ہے یا جن کا تعلق مؤمن کی روحانی وقلبی بالیدگی وطمانیت سے ہوتا ہے وہ بندہ خوش ہو اور طلب حق میں تروتازگی محسوس کرے، نیز حق تعالیٰ سے حسن اعتقاد اور امید آوری رکھے، خواب کی یہی وہ قسم ہے جو لائق اعتبار اور قابل تعبیر ہے اور جس کی فضیلت وتعریف حدیث میں بیان کی گئی ہے۔

دوسری قسم نفس کا خیال ہے، یعنی انسان دن بھر جن امور میں مشغول رہتا ہے اوراس کے دل ودماغ پر جو باتیں چھائی رہتی ہیں وہی رات میں بہ صورتِ خواب مشکّل ہو کر نظر آتی ہیں، مثلاً ایک شخص اپنے پیشہ ور روزگار میں مصروف رہتا ہے اور اس کا ذہن وخیال ان ہی باتوں کی فکر اور ادھیڑ بن میں لگا رہتا ہے جو اس کے پیشہ ور روزگار سے متعلق ہیں تو خواب میں اس کو وہی چیزیں نظر آتی ہیں، یا ایک شخص اپنے محبوب کے خیال میں مگن رہتا ہے اوراس کے ذہن پر ہر وقت اسی محبوب کا سایہ رہتا ہے تو اس کے خواب کی دنیا پر بھی وہی محبوب چھایا رہتا ہے۔ غرض کہ عالمِ بیداری میں جس شخص کے ذہن وخیال پر جو چیز زیادہ چھائی رہتی ہے، وہی اس کو خواب میں نظر آتی ہے۔ اس طرح کے خواب کا کوئی اعتبار نہیں۔

خواب کی تیسری قسم ڈراؤنا خواب ہے، یہ خواب اصل میں شیطانی اثرات کا پرتو ہوتا ہے۔ شیطان چوں کہ ازل سے بنی آدم کا دشمن ہے اور وہ جس طرح عالم بیداری میں انسان کو گمراہ کرنے اور پریشان کرنے کی کوشش کرتا ہے اسی طرح نیند کی حالت میں بھی وہ انسان کو چین نہیں لینے دیتا۔ چنانچہ وہ انسان کو خواب میں پریشان کرنے اورڈرانے کے لیے طرح طرح کے حربے استعمال کرتا ہے۔ کبھی تو وہ کسی ڈراؤنی شکل وصورت میں نظر آتا ہے جس سے خواب دیکھنے والا انتہائی خوفزدہ ہو جاتا ہے، کبھی اس طرح کے خواب دکھلاتا ہے جس میں سونے والے کو اپنی زندگی جاتی نظر آتی ہے جیسے وہ دیکھتا ہے کہ میرا سر قلم ہو گیا وغیرہ وغیرہ اسی طرح خواب میں احتلام کا ہونا کہ جو موجب غسل ہوتا ہے

اور بسا اوقات اس کی وجہ سے نماز فوت یا قضا ہو جاتی ہے اسی شیطانی اثرات کا کرشمہ ہوتا ہے۔ پہلی قسم کی طرح یہ بھی بے اعتبار اور ناقابل تعبیر ہوتی ہے۔ اسی طرح کے ڈراؤنے اور برے خواب سے حفاظت کے لیے حدیث میں اس دعا کی ہدایت دی گئی ہے۔ **"اَعُوْذُبِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعَذَابِہٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ہَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنَ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ"** ترجمہ "میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات تامات کے ذریعہ خود اس کے غضب اور عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانی وساوس و اثرات سے اور اس بات سے کہ شیاطین میرے پاس آئیں اور مجھے ستائیں"۔(۵۱)

نفسیات کے میدان میں خواب کی اقسام کو مختلف نفسیات دانوں نے الگ الگ طریقوں سے بیان کیا ہے۔ ماہرین نفسیات کے مطابق، خواب ایک ایسا سلسلہ ہے جو مسلسل جاری رہتا ہے اور انسان کے ذہنی عمل کا ایک اہم حصہ ہے۔ یہاں ہم فرائیڈ (Freud)، ژونگ (Jung)، اور ریونسو (Revonsuo) کے نظریات کو مد نظر رکھے ہوئے خواب کی اقسام کو بیان کرتے ہیں۔ فرائیڈ نے خوابوں کو لاشعور کی خواہشات کا اظہار قرار دیا، جب کہ ژونگ نے خوابوں کو اجتماعی لاشعور سے جوڑا اور اس میں انسانی تجربات کے مشترکہ عناصر کی شناخت کی۔ ریونسو نے خوابوں کو ارتقائی نقطہ نظر سے دیکھا اور ان کو خطرات کی شناخت اور بقا کے لیے ایک تدابیر کی شکل میں پیش کیا۔ ان ماہرین کے نظریات انسانی نفسیات، لاشعور کی گہرائیوں، اور خوابوں کے ارتقائی پہلوؤں کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں، اور یہ خوابوں کی حقیقت، مقصد اور ان کی نفسیاتی اہمیت کو واضح کرتے ہیں۔ خواب نہ صرف فرد کی نفسیاتی حالت کی عکاسی کرتے ہیں بلکہ وہ انسان کے بقا اور فلاح کے لیے اہم تدابیر بھی فراہم کرتے ہیں، جو ہماری روزمرہ زندگی اور ذہنی صحت کو بہتر بنانے میں معاون ثابت ہو سکتی ہیں۔

## فرائیڈ کے نظریہ خواب کے مطابق خواب کی اقسام

سگمنڈ فرائیڈ کے مطابق، خواب انسانی لاشعور کی عکاسی کرتے ہیں اور ان میں دبی ہوئی خواہشات، خوف، اور جذبات ظاہر ہوتے ہیں۔ انہوں نے خوابوں کو دو اقسام میں تقسیم کیا:

### ا۔ ظاہری مواد:(Manifest Content)

ظاہری مواد خواب کا وہ حصہ ہوتا ہے جو خواب دیکھنے والے کو بیداری میں یاد رہتا ہے اور وہ اس کو براہ راست بیان کر سکتا ہے۔ یہ خواب کا سطحی اور واضح پہلو ہوتا ہے، جس میں خواب کی ظاہری صورتیں، واقعات، اور منظر نامے شامل ہوتے ہیں۔ فرائیڈ کے مطابق، ظاہری مواد دراصل خواب کی اصل حقیقت کو چھپاتا ہے اور یہ صرف ان علامتی شکلوں کی نمائندگی کرتا ہے جو لاشعور میں موجود دبی ہوئی خواہشات یا جذبات کا اظہار کرتی ہیں۔ خواب میں ہونے والے واقعات عموماً غیر منطقی، بکھرے ہوئے یا مبہم ہوتے ہیں، اور ان کا تعلق خواب دیکھنے والے کی روزمرہ کی زندگی سے ہوتا ہے۔(۵۲)

### ۲۔ پوشیدہ مواد:(Latent Content)

پوشیدہ مواد وہ گہرا اور باطنی حصہ ہوتا ہے جو خواب کے پیچھے چھپی ہوئی لاشعوری خواہشات، جذبات، یا خوف کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ خواب کا اصل مطلب ہوتا ہے، جو ظاہری مواد میں چھپ کر رہتا ہے۔ فرائیڈ کے مطابق، جب انسان کے ذہن میں دبے ہوئے خیالات اور خواہشات ابھرتی ہیں تو وہ خوابوں کے ذریعے ظاہر ہوتی ہیں، لیکن یہ براہ راست ظاہر نہیں ہوتیں۔ پوشیدہ مواد خواب کی گہری حقیقت ہوتی ہے اور اسے سمجھنے کے لیے خواب کا تجزیہ ضروری ہوتا ہے۔ یہ مواد فرد کی ذہنی حالت، دبی ہوئی خواہشات، یا بے چینی کی عکاسی کرتا ہے، جو خواب کی ظاہری صورت میں چھپ کر آتا ہے۔(۵۳)

## ژونگ کے نظریہ خواب کے مطابق خواب کی اقسام

کارل ژونگ نے خوابوں کو شعور اور لاشعور کے درمیان ایک پل کے طور پر دیکھا اور ان کے نزدیک خواب کی دو اقسام ہیں :

### ا۔ ذاتی خواب:(Personal Dreams)

ذاتی خواب وہ خواب ہوتے ہیں جو خواب دیکھنے والے کے ذاتی تجربات، یادوں، اور روزمرہ کی زندگی سے جڑے ہوتے ہیں۔ یہ خواب فرد کی انفرادی زندگی کی عکاسی کرتے ہیں اور اس میں خواب دیکھنے والے کے احساسات،

خواہشات، اور تنازعات شامل ہوتے ہیں۔ ذاتی خواب عموماً فرد کی ذہنی حالت، جذباتی صورتحال، اور موجودہ مسائل پر مبنی ہوتے ہیں۔ یہ خواب فرد کے لاشعور میں موجود دبی ہوئی خواہشات یا خوف کو ظاہر کرتے ہیں اور ان کا مقصد فرد کی ذاتی زندگی کی نوعیت، تعلقات یا مشکلات پر روشنی ڈالنا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی شخص کسی مشکل صورت حال کا سامنا کر رہا ہو، تو اس کے خواب میں اس صورتحال کا انعکاس ہو سکتا ہے۔(۵۴)

### ۲۔اجتماعی خواب:(Collective Dreams)

اجتماعی خواب وہ خواب ہوتے ہیں جو انسانوں کی مشترکہ ثقافت، تجربات، اور اجتماعی لاشعور سے جڑے ہوتے ہیں۔ کارل ژونگ کے مطابق، اجتماعی خواب انسانوں کے مشترکہ لاشعور یا "Collective Unconscious" کی عکاسی کرتے ہیں، جس میں قدیم آرکیٹائپس، علامات، اور انسانیت کی مشترکہ تجربات شامل ہیں۔ یہ خواب کسی فرد کے ذاتی تجربات سے ہٹ کر، پورے انسانیت کے مشترکہ احساسات اور تصورات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اجتماعی خوابوں میں انسانوں کی بنیادی، مشترکہ جبلتیں اور خواہشات ظاہر ہوتی ہیں، جیسے محبت، خوف، یا بقا کے مسائل۔ ژونگ کے مطابق، ان خوابوں میں موجود آرکیٹائپس (جیسے ہیرو، ماں، سایہ وغیرہ) انسان کی مشترکہ تاریخ اور ثقافت کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اجتماعی خواب عموماً انفرادی یا ذاتی سطح پر نہیں بلکہ وسیع تر انسانیت کی سطح پر اثر انداز ہوتے ہیں۔(۵۵)

## ریونسو کے نظریہ خواب کے مطابق خواب کی اقسام

اینٹی ریونسو نے خوابوں کو ارتقائی خصلت کے طور پر دیکھا، جو خطرناک حالات سے نمٹنے کے لیے دماغ کی تیاری کرتے ہیں۔ انہوں نے خوابوں کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا:

### ا۔تھریٹ سیمولیشن خواب:(Threat Simulation Dreams)

تھریٹ سیمولیشن خواب وہ خواب ہیں جو انسان کے دماغ میں خطرات کے امکانات کو دوبارہ تخلیق کرنے اور ان پر ردعمل ظاہر کرنے کی صلاحیت کو بہتر بنانے کے لیے پیدا ہوتے ہیں۔ اینٹی ریونسو کے مطابق، یہ خواب ارتقائی طور پر دماغ کی بقا کی حکمت عملی کا حصہ ہیں، جس میں دماغ خطرات کی نشاندہی کرتا ہے اور ان سے نمٹنے کے طریقے سیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ ان خوابوں میں انسان کسی خطرناک یا کشیدہ صورتحال کا سامنا کرتا ہے، جیسے کسی جان لیوا جانور سے

مقابلہ، بھاگنا یا بچنا۔ یہ خواب دماغ کو ان حالات کی مشق کرنے کا موقع دیتے ہیں تا کہ انسان اس نوعیت کے خطرات کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہو سکے۔ اس طرح کے خواب ایک نیچرل "سیمیولیشن" کے طور پر کام کرتے ہیں، جس کا مقصد بقا کی حکمت عملیوں کو بہتر بنانا اور اس نوعیت کے حالات کے لیے فرد کو ذہنی طور پر تیار کرنا ہے۔(۵۶)

## ۲۔ ارتقائی خواب:(Evolutionary Dreams)

ارتقائی خواب وہ خواب ہیں جو انسان کے ارتقائی عمل اور بقا کی حکمت عملیوں کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہ خواب ایک ارتقائی نقطہ نظر سے انسان کے ذہن کی تیاری اور اس کے بقا کے عمل میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ ریونسو کے مطابق، یہ خواب فرد کی جسمانی، ذہنی، اور جذباتی بقا کے لیے اہم ہیں کیونکہ وہ فرد کو زندگی کے مختلف چیلنجز سے نمٹنے کے لیے تیار کرتے ہیں۔ ارتقائی خواب انسان کی فطری جبلتوں جیسے خوف، محبت، اور بقا کے حوالے سے مخصوص حالات کو پیش کرتے ہیں تا کہ فرد ان کے بارے میں بہتر ردعمل ظاہر کر سکے۔ ان خوابوں میں بسا اوقات شکار کرنا، حفاظت حاصل کرنا، یا کسی خطرے سے بچنا شامل ہوتا ہے، اور یہ خواب انسانی ارتقا کے دوران ان مسائل کو حل کرنے کے طریقوں کی عکاسی کرتے ہیں جن سے انسانوں کو بقا کے دوران سامنا ہوتا تھا۔ ارتقائی خواب فرد کو خود کو بہتر بنانے اور بقا کی حکمت عملیوں کو سیکھنے کے لیے ایک طرح سے تربیت فراہم کرتے ہیں۔(۵۷)

سائنسی نظریہ خواب میں خواب کی بارہ اقسام بیان کی گئی ہیں۔ جرمن نفسیات دان وان ایڈن نے خواب پر تحقیق کی ہے، خواب کے حوالے سے ان کی کتب "جاگتے میں خواب" (Lucid Dreams) اور "خواب دیکھنے کی تھیوری" (Study of Dreams) ہیں۔ ایڈن نے اپنی کتاب Society for Psychical Research میں خوابوں کی اقسام بیان کی ہیں۔ ان کے نزدیک خوابوں کی تقسیم کے سلسلہ میں ان کا یہ ابتدائی کام ہے۔ انھوں نے خواب کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| ا۔ دن کے خواب | Day Dreams |
| ۲۔ افسانوی خواب | Epic Dreams |
| ۳۔ دہرائے جانے والے خواب | Recurring Dreams |

۴۔الجھے ہوئے خواب Wrong Waking up ( Phantasma )

۵۔شیطانی خواب Demon Dreams or Nightmares

۶۔جاگتے خواب Lucid Dreams

۷۔باہمی خواب General Dreams Sensations

۸۔دور خیال خواب Telepathic Dreams

۹۔اہم اور واضح خواب Vivid Dreams

۱۰۔عام خواب Ordinary Dreams

۱۱۔پیغمبری خواب Precognitive or Prophetic Dreams

۱۲۔ابتدائی خواب Initial Dreams

خوابوں کو ان بارہ اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے، یہاں ہم ان کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں: (۵۸)

**۱۔دن کے خواب Day Dreams**

"دن میں خواب دیکھنا" ایک جاگتے ہوئے خیالی تصور یا خیال جس میں خواہشات، توقعات، اور دیگر امکانات کو تخیل میں دکھایا جاتا ہے۔ انسان کے مکمل جاگنے اور نیند کے درمیان شعوری کیفیت کو دن کے خواب کہتے ہیں۔ جاگتے وقت ہمارے خیال کا ہجوم ہمیں دور لے جاتا ہے۔ جس سے ہمارا دماغ بھٹکتا ہے۔ سوتے وقت انسانی دماغ کی فریکونسی جتنی کم ہوتی ہے دن کے خوابوں میں بھی اتنی ہی کم ہوتی ہے۔ دن کے خواب ہر صاحب عقل دیکھتا ہے، اور احساس طمانیت محسوس کرتا ہے۔ کبھی ایسے خواب بھی آتے ہیں جن میں گزرے ہوئے دن کے واقعات اور تجربات کا خیال آتا ہے۔ فرائیڈ کے نزدیک کا کسی نہ کسی حوالے سے پچھلے روز کے واقعے سے تعلق ہوتا ہے۔

## ۲۔افسانوی خواب Epic Dreams

دلفریب، خوش گوار، طویل اور سہانے خوابوں کو ہی افسانوی خواب کہا جاتا ہے۔ یہ خواب ہمیشہ یاد رہنے والے ہوتے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ خواب ابھی دیکھے ہیں۔ ان خوابوں میں گہرے رموز ہوتے ہیں جو حل طلب ہوتے ہیں۔ ان خوابوں کے سحر سے نکلنا مشکل ہوتا ہے یوں محسوس ہوتا جیسے کوئی حقیقت کا راز پالیا ہو۔

## ۳۔دہرائے جانے والے خواب Recurring Dreams

یہ خواب ڈراونے بھی ہوتے ہیں، معمولی تبدیلی کے ساتھ یہ خواب خود کو دہرآتے ہیں۔ ایسے خواب اچھے اور برے دونوں نوعیتوں میں ہوسکتے ہیں۔ کسی خواب میں جب کوئی نکتہ یا واقعہ رہ جائے تو یہ خواب بار بار خود کو دہر آتے ہیں۔ جب وہ نکتہ یا واقعہ حل ہو جائے تو یہ خواب دوبارہ نہیں آتے۔ کبھی کبھی حقیقی زندگی میں پیش آنے والا واقعہ خواب میں ہمیں بار بار نظر آتا ہے۔

## ۴۔الجھے ہوئے خواب Wrong Waking up ( Phantasma )

جاگنے سے پہلے آنے والے خواب جن کو خیالی یا تصوراتی خواب بھی کہا جاتا ہے۔ جب انسان بیدار ہونے کے قریب ہوتا ہے تو اسے یوں محسوس ہوتا ہے کہ لوگ اس کے قریب چل پھر رہے ہیں۔ عجیب سا شور محسوس ہوتا ہے یہ خواب اکثر ڈرآتے ہیں۔ اور ہم نہ چاہتے ہوئے بھی اٹھ بیٹھتے ہیں، پر اسرار کیفیت سے باہر نکل آتے ہیں۔ ان خوابوں کو ہم جاگتے خوابوں سے نہیں ملاسکتے کیوں کہ یہ الجھے ہوئے خواب میں جن، بھوت صاف نظر آتے ہیں اور خواب دیکھنے والا دماغ سمجھ جاتا ہے کہ یہ خواب ڈراونا ہے اور ایسی حالت میں وہ جاگنے کی کوشش بھی کرتا ہے۔

## ۵۔شیطانی خواب Demon Dreams or Nightmares

یہ ایسے خواب ہوتے ہیں جو دیکھنے والے کے ذہن میں بے چینی اور تجسس پیدا کرتے ہیں۔ گزرے ہوئے وقت میں ایسے حالات جو انسان کو پریشان کرتے ہیں یا ایسے حالات و واقعات جن کو کسی وجہ سے قبول نہیں کیا جاتا وہ خواب میں ظاہر ہوتے ہیں جن کو شیطانی خواب بھی کیا جاتا ہے۔ یہ ڈراونے خواب خوف کی علامت ہیں جدید تحقیق کے مطابق اس طرح کے خواب دیکھنے والوں کے خاندان میں اکثر لوگ نفسیاتی مسائل، نشہ، خودکشی یا الجھنوں کا شکار ہوتے

ہیں۔خوف سے جڑے ہوئے ان خوابوں سے بچنے کا ایک ہی حل ہوتا ہے کہ ان محرکات کا پتا کیا جائے جس وجہ سے یہ خواب آتے ہیں، اور لاشعور سے ان محرکات کا خاتمہ کیا جائے۔

### ٦۔جاگتے خواب Lucid Dreams

جاگتے خوابوں کو لوسڈ بھی کہا جاتا ہے۔یہ خواب صبح پانچ سے آٹھ کے درمیان آتے ہیں۔ان خوابوں میں خوب صورت مناظر، بلند و بالا پہاڑیاں، ابر آلود آسمان، خوب صورت قدرتی مناظر اور دلکش فطری نظارے دیکھائی دیتے ہیں۔اس وقت دکھائی دینے والے خوابوں میں اکثر انسان خود کو آسمانوں میں اڑتا محسوس کرتے ہیں۔یہ بہت دلچسپ خواب ہوتے ہیں اور دیکھنے والا خود کو اسی ماحول میں محسوس کرتا ہے۔خواب دیکھنے والے کی اگر آنکھ کھل جائے تو اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ آنکھ نہ کھولے اور اس خواب کو مزید دیکھے کے اس کے بعد کیا ہونے والا ہے۔خواب دیکھنے والے ایسے خوابوں میں فیصلہ بھی کرتا ہے کو اکثر اس کی عملی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

### ٧۔باہمی خواب General Dreams Sensations

خوابوں کی اس قسم پر ایڈن نے تحقیق کی ،ایڈن کے مطابق یہ ایسے خواب ہوتے ہیں جن میں کوئی تصویر، عکس، واقعہ، لفظ اور نام نہیں ہوتا بلکہ دیکھنے والا طویل گہری نیند میں کسی ایک شخص کے ساتھ گھومتا ہے۔اور اس کے ساتھ کسی خاص جگہ یا خیال میں مصروف رہتا ہے۔جاگنے کے بعد یہ خواب یاد بھی رہتا ہے۔

### ٨۔دور خیال خواب Telepathic Dreams

یہ ایسے خواب ہوتے ہیں جن کو فرشتوں کے خواب بھی کہا جاتا ہے۔ان خوابوں میں زندہ اور مردہ لوگوں میں بات چیت ہوتی ہے۔خوابوں کی اس قسم میں زندہ اور مردہ لوگوں میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی اور زندہ لوگ بھی جیتے ہوئے جنت کی سیر کر رہے ہوتے ہیں۔ان خوابوں میں دو زندہ اشخاص کے خیالات اور جذبات بھی ایک دوسرے تک پہنچ جاتے ہیں۔ایسے خواب رات کی روح اور دن کی جسمانی دنیا کے درمیان میں رابطہ قائم کرتے ہیں۔

## ۹۔اہم اور واضح خواب Vivid Dreams

یہ ایسے خواب ہوتے ہیں جو دیکھنے والے پر بہت دیر تک اثر چھوڑتے ہیں۔اور دیکھنے والا کافی عرصے تک اس کے سحر میں محور رہتا ہے۔یہ خواب دیکھنے والے پر کبھی تو گھنٹوں تک اس کا اثر رہتا ہے یا پھر مہینوں اور سالوں تک۔ان خوابوں کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ یہ دیکھنے والے کی جسمانی خرابی کے باعث نظر آتے ہیں لیکن یہ لازم بھی نہیں کہ ایسا ہو۔ان خوابوں کو پیغمبری خوابوں سے بھی جوڑا جاتا ہے، یہ خواب دلفریب نہیں ہوتے بلکہ احساس جرم ہونے کی وجہ سے ان خوابوں میں بے چینی پائی جاتی ہے۔

## ۱۰۔عام خواب Ordinary Dreams

عام خوابوں کا تعلق ہمارے لاشعور سے ہے۔ہمارا شعور دن بھر کام کرتا ہے اور لاشعور رات کو کام کرتا ہے۔ دن بھر ہونے والے کام کاج جو شعور میں ہوتے ہیں وہ ہمارے لاشعور میں محفوظ ہوتے ہیں اور جب رات کو لاشعور ذمہ داری سنبھالتا ہے تو وہ شعور کی مدد سے حاصل کردہ مواد کو جو چاہے ایک دن، مہینہ یا سال پر مشتمل واقعات کے عکس ہو دہراتا ہے۔عام خواب میں روح کا عمل دخل بھی ہوتا ہے۔جس میں روح دماغ کی آنکھوں کی مدد سے کچھ یادوں کو ہمارے سامنے لاتی ہے۔اس طرح کے خوابوں کہ الفاظ اور اشارات پر بہت توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔کیوں کہ یہ اشارات ہمیں بتا سکتے ہیں کہ ہمیں کب بیدار ہونا ہے اور اپنے بہتر مستقبل کے لیے بہتر فیصلہ کیا جاسکے۔یہ خواب ہر کسی کو دیکھائی دیتے ہیں یہ نہ ہی سہانے ہوتے ہیں اور نہ ڈراونے۔ان خوابوں کے لیے جسم کا تھکا ہونا یا مخصوص وقت کی کوئی قید نہیں ہوتی۔

## ۱۱۔پیغمبری خواب Precognitive or Prophetic Dreams

ان خوابوں کو پیشن گوئی والے خواب بھی کہا جاتا ہے۔یہ خواب انسان کو اس کے مستقبل کے بارے میں بتاتے ہیں۔اسلامی نقطہ نظر میں یہ خواب اللہ کی طرف سے اشارہ ہوتے ہیں اور اللہ اپنے نیک بندوں کو ہی ایسے خواب دیکھاتا ہے۔اور اللہ اپنے نیک بندوں کو آنے والے اچھے یا برے حالات و واقعات سے آگاہ کرتا ہے۔جس طرح قرآن پاک میں چھ خوابوں کا ذکر ملتا ہے جن میں سے تین خواب حضرت یوسفؑ سے متعلقہ ہیں۔اس کے علاوہ نبی پاک ﷺ سے متعلقہ جن میں جنگ احد، جنگ بدر اور دیگر خواب شامل ہیں۔

## ۱۲۔ابتدائی خواب Initial Dreams

بہت کم دکھائی دینے والے سے خواب نیند کے ابتدائی حصے میں آتے ہیں۔ یہ خواب خاص اہمیت کے حامل ہوتے ہیں، لیکن خوابوں کے لیے شرط یہ ہے کہ جسم تن درست ہو بہت تھکا ہوا نہ ہو۔ جب ہم سونے کے لیے بستر پر جاتے ہیں اور بیداری سے نیند کی طرف جاتے ہوئے وہ لمحہ جو ہمارے شعور سے ہمارے تعلق کو منقطع کرتا ہے۔ اس دورانیہ میں ہم جو خواب دیکھتے ہیں ان کو ابتدائی خواب کہا جاتا ہے۔ ان خوابوں کی کیفیت بھی دوسرے خوابوں کی طرح ہوتی ہے، اور یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ میں سو رہا ہوں اور کہاں سو رہا ہوں، لیکن جسم سے داخلی اور خارجی احساسات خارج ہو جاتے ہیں۔ ان خوابوں میں معمولی تھکن کی وجہ سے خواب دیکھنے والا خود کو تیرتا یا اڑتا ہوا محسوس کرتا ہے۔

# حوالہ جات


۱۔ عبدالحی جمیل علوی، تحلیل نفسی اور تعبیر خواب، ادارہ دانش و حکمت ،حیدر آباد دکن، ۱۹۴۵، ص ۸۴، ۸۳

۲۔ صوفی گلزار حسین، مرتبہ، کشاف اصطلاحات نفسیات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۳، ص ۱۱۷

۳۔ امریکن ہیریٹیج ڈکشنری آف دی انگلش لینگوتج، امریکن ہیریٹیج پبلشنگ کمپنی، ۱۹۶۹

۴۔ عبدالحی جمیل علوی، تحلیل نفسی اور تعبیر خواب، ادارہ دانش و حکمت ،حیدر آباد دکن، ۱۹۴۵، ص ۹۴

۵۔ کشور نائید، باقی ماندہ خواب، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۲ء، ص ۲۴۹

۶۔ ف س اعجاز، خواب ایک نفسیاتی و سائنسی ے تجزیہ، نگارشات پبلشرز، ۱۹۹۸، ص ۴۳، ۴۶

۷۔ http://ksars.org/topics/ خواب کیوں نظر آتے ہیں۔

۸۔ http://ksars.org/topics/ خواب اور سائنس۔

۹۔ http://ksars.org/topics/ خواب اور سائنس۔

۱۰۔ Hobson, J. A. (2009). REM sleep and dreaming: Towards a theory of preconsciousness. *Nature Reviews Neuroscience*, 10(11), 803–813. https://doi.org/10.1038/nrn2716

۱۱۔ https://psyfitms,com/tyees-of-brain-waves

۱۲۔ زمخشری، علامہ، تفسیر کشاف، دارالمعرفتہ، لبنان: جلد: ۲، ص ۴۴۴

۱۳۔ القرآن، سورۃ الانفال، آیت: ۴۳، ۴۴، مترجم: احمد علی لاہوری، مولانا، فرید بک ڈپو، دہلی

۱۴۔ القرآن، سورۃ یوسف، آیت: ۰۴

۱۵۔ ایضاً، آیت: ۳۶

۱۶۔ ایضاً، آیت: ۴۳

۱۷۔ القرآن، سورۃ الصافات، آیت: ۱۰۲

۱۸۔ القرآن، سورۃ الفتح، آیت:۲۷

۱۹۔ القرآن، سورۃ یوسف، آیت:۱۰۰

۲۰۔ عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم نیشاپوری، المستدرک (جلد سوم)، مترجم: محمد شفیق الرحمن قادری رضوی ، شبیر برادرز، لاہور، ۲۰۱۰، ص ۴۳۰

۲۱۔ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، باب: کتاب نماز تراویح پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر:۲۰۱۳

۲۲۔ ایضًا، باب: کتاب وحی کے بیان میں، حدیث نمبر:۳

۲۳۔ ایضًا، باب: خوابوں کی تعبیر کے بیان میں، حدیث نمبر:۶۹۸۳

۲۴۔ امام ابن حزم اندلسی، المُحلّی اُردو، جلد اوّل، دارالدعوۃ السلفیۃ، لاہور، ۱۹۸۴، ص ۲۹۵

۲۵۔ محمد حنیف ندوی، افکار غزالی (علم وعقائد)، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۴۳۱

۲۶۔ ابنِ خلدون، مقدمہ ابنِ خلدون، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۲۰۰۱، ص ۴۴

۲۷۔ صحیح بخاری، باب: کتاب خوابوں کی تعبیر کے بیان میں، حدیث نمبر:۶۹۹۰

۲۸۔ ف س اعجاز، خواب ایک نفسیاتی وسائنسی ے تجزیہ، نگارشات پبلشرز، ۱۹۹۸، ص ۴۳، ۴۲

۲۹۔ سی۔اے قادر، ڈاکٹر، فرائیڈ اور اس کی تعلیمات، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور، ۱۹۸۷، ص ا۔۱۲

۳۰۔ نعیم احمد، ڈاکٹر، سگمنڈ فرائیڈ نظریہ تحلیل نفسی، نگارشات، لاہور، ۲۰۲۱، ص ۷۱، ۷۰

۳۱۔ Freud, Sigmund. The Interpretation of Dreams. Translated and edited by James Strachey. Standard Edition. Vol. 4. London: Hogarth Press, 1953. Originally published in 1899. p. 647.

۳۲۔ Freud, Sigmund. The Interpretation of Dreams. Translated and edited by James Strachey. Standard Edition. Vol. 4. London: Hogarth Press, 1953. Originally published in 1899. p. 253.

۳۳۔ Freud, Sigmund. The Interpretation of Dreams. Translated and edited by James Strachey. Standard Edition. Vol. 4. London: Hogarth Press, 1953. Originally published in 1899. p. 122.

۳۴۔ Freud, Sigmund. The Interpretation of Dreams. Translated and edited by James Strachey. Standard Edition. Vol. 5. London: Hogarth Press, 1953. Originally published in 1899. p. 509.

۳۵۔ Freud, Sigmund. The Interpretation of Dreams. Translated and edited by James Strachey. Standard Edition. Vol. 4. London: Hogarth Press, 1953. Originally published in 1899. p. 238.

۳۶۔ Freud, Sigmund. The Interpretation of Dreams. Translated and edited by James Strachey. Standard Edition. Vol. 5. London: Hogarth Press, 1953. Originally published in 1899. p. 613.

۳۷۔ سی۔اے قادر،ڈاکٹر،فرائیڈ اور اس کی تعلیمات، مغربی پاکستان اردواکیڈمی،لاہور،۱۹۸۷،ص۴۶،۴۵

۳۸۔ ف س اعجاز،خواب ایک نفسیاتی وسائنسی تجزیہ،نگارشات پبلشرز،۱۹۹۸،ص۸۸،۸۷

۳۹۔ Jung, Carl G. *Man and His Symbols*. New York: Doubleday, 1964. p. 12.

۴۰۔ Jung, Carl G. Memories, Dreams, Reflections. Edited by Aniela Jaffé. Translated by Richard and Clara Winston. New York: Random House, 1963. Pages 161-162.

۴۱۔ Jung, Carl G. The Symbolic Life: Miscellaneous Writings. Vol. 18 of The Collected Works of C.G. Jung. Edited by Gerhard Adler and

translated by R.F.C. Hull. Princeton, NJ: Princeton University Press, 1977.

۴۲۔ Jung, Carl G. The Archetypes and the Collective Unconscious. Vol. 9, Part 1 of The Collected Works of C.G. Jung. Edited by Gerhard Adler and translated by R.F.C. Hull. Princeton, NJ: Princeton University Press, 1981. p. 3.

۴۳۔ ف س اعجاز،خواب ایک نفسیاتی و سائنسی تجزیہ،نگارشات پبلشرز،۱۹۹۸،ص۱۰۲،۱۰۰

۴۴۔ https://www.his.se/en/about-us/staff/antti.revonsuo/

۴۵۔ Revonsuo, Antti. "The Reinterpretation of Dreams: An Evolutionary Hypothesis of the Function of Dreaming." Behavioral and Brain Sciences 23, no. 6 (2000),p 877–901. https://doi.org/10.1017/S0140525X00004015.

۴٦۔ Revonsuo, Antti. "The Reinterpretation of Dreams: An Evolutionary Hypothesis of the Function of Dreaming." Behavioral and Brain Sciences 23, no. 6 (2000): 877–901. https://doi.org/10.1017/S0140525X00004015.

۴۷۔ Valli, Katja, and Antti Revonsuo. "The Threat Simulation Theory in Light of Recent Empirical Evidence." Consciousness and Cognition 18, no. 1 (2009): 9–13. https://doi.org/10.1016/j.concog.2008.10.004.

۴۸۔ ف س اعجاز،خواب ایک نفسیاتی و سائنسی تجزیہ،نگارشات پبلشرز،۱۹۹۸،ص۱٦۴

۴۹۔ ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ،سنن ابن ماجہ،حصہ سوم، مترجم:علامہ وحید الزماں، حدیث نمبر:۳۹۰٦

۵۰۔ ایضًا، باب: کتاب تعبیر الرویہ، اسلامی اکادمی،لاہور، ص۳۷۶

۵۱۔ ایضًا، ص۳۷۷

۵۲۔ Freud, Sigmund. The Interpretation of Dreams. Edited and translated by James Strachey. Standard Edition, Vol. 4. London: Hogarth Press, 1953. Chapter 2, p. 79.

۵۳۔ Freud, Sigmund. The Interpretation of Dreams. Edited and translated by James Strachey. Standard Edition, Vol. 4. London: Hogarth Press, 1953. Chapter 4, p. 112.

۵۴۔ Jung, Carl G. Man and His Symbols. New York: Doubleday, 1964. Chapter 1, p. 23.

۵۵۔ Jung, Carl G. Man and His Symbols. New York: Doubleday, 1964. Chapter 3, p. 72.

۵۶۔ Revonsuo, Antti. "The Reinterpretation of Dreams: An Evolutionary Hypothesis of the Function of Dreaming." Consciousness and Cognition 9, no. 1 (2000): 17–28. https://doi.org/10.1006/ccog.2000.0433.

۵۷۔ Revonsuo, Antti. "The Reinterpretation of Dreams: An Evolutionary Hypothesis of the Function of Dreaming." Behavioral and Brain Sciences 23, no. 6 (2000): 877–901. https://doi.org/10.1017/S0140525X00004015.

۵۸۔ http://psychology.about.com/library/classics/bleeden-dm0.htm

باب: دوم

# فرائیڈ کا نظریہ خواب بہ طور تکنیک :منتخب افسانہ نگاروں کا مطالعہ

فرائیڈ کا نظریہ خواب جدید افسانہ نگاری میں بطور تکنیک کئی افسانہ نگاروں کے یہاں نظر آتا ہے۔۱۹۶۰ کے بعد جدید اردو افسانہ نگاری کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس دور کے اولین لکھنے والے جدید ادب اور جدید علوم کے تراجم سے واقفیت حاصل کر رہے تھے۔اس دور میں نفسیات کے تراجم اردو زبان میں کیے گئے اور فرائیڈ کے مختلف نظریات پر علمی اور ادبی حلقوں میں مباحث ہونے لگے۔اس دور کے لکھنے والوں نے جب نفسیات کا مطالعہ کیا تو ان کو فرائیڈ کے نظریات نے کافی متاثر کیا۔ اس لیے کہ فرائیڈ کے نظریات انسان کی بنیادی نفسیات کو واضح کرتے ہیں۔جدید اردو افسانہ نگاری کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ رشید امجد، منشا یاد، اسد محمد خان ،احمد جاوید اور سریندر پرکاش کے ہاں کئی ایسے افسانے لکھے گئے ہیں جو فرائیڈ کے نظریہ خواب کو بیان کرتے ہیں۔ان کے یہاں فرائیڈ کے نظریہ خواب کو بطور تکنیک استعمال کیا گیا ہے ۔

جدید افسانہ نگاروں نے نظریہ خواب کے حوالے سے کئی طرح کےافسانے تحریر کیے ۔ان افسانوں میں نہ آسودہ خواہشات ،ایڈیپس کمپلیکس، جنسی نا آسودگی ، لاشعوری ذہن پر متعدد طرح کے افسانے تحریر کیے گئے ہیں۔افسانے کے یہ موضوعات جدید افسانہ نگاری میں اہمیت کے حامل ہیں۔یہ جدید انسان کے ذہن کی پیچیدگیوں کی تشریح کرتے ہیں جس سے کئی طرح کے مسائل کو سمجھا جا سکتا ہے۔ہسٹیریا کا مرض جسے ایک خاص وقت تک مرض ہی نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ یہ کہہ کر ہسٹیریا کی مریضہ کو سائیڈ پر کر دیا جاتا تھا کہ اس پر جن اور بھوتوں کا اثر ہے۔یا ڈپریشن جیسی بیماری کو بیماری تصور نہیں کیا جاتا تھا۔نفسیات کے یہ خاص عوامل بنیادی طور پر اپنی اصل تشریح کے ساتھ سامنے آئے ہیں اور مسائل کو دور کرنے کے لیے عملی سطح پر اس کا حل پیش کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا افسانہ نگار جن کا فرائیڈ کے نظریہ خواب کے حوالے سے تعلق بیان کیا گیا ہے بنیادی طور پر انہوں نے جو افسانے تخلیق کیے وہ ان کے نظریہ خواب کی مختلف حوالے سے توجیہات پیش کرتے ہیں۔بنیادی وجہ یہ ہے کہ نفسیات کے علمی تراجم نے اردو فکشن کو بھی خاصہ متاثر کیا ہے۔یہاں پر مشہور نفسیات دان جن کے تراجم کیے گئے ہیں اُن میں فرائیڈ ،ژونگ اور ایڈلر شامل ہیں۔ان نفسیات دانوں کے کئی نظریات کو اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے جس سے نفسیات کے جدید علم تک رسائی حاصل ہوتی ہے ۔یہی وجہ ہے کہ جدید افسانے میں فرائیڈ کے نظریات خاص اہمیت کے حامل ہیں۔جدید افسانہ نگاروں نے ان کو موثر طریقے سے بیان کیا ہے اور فکشن کا حصہ بنانے کی کوشش کی ہے۔جدید اردو افسانے کے نمائندہ افسانہ نگاروں کے یہاں فرائیڈ کے نظریات کا اثر پوری طرح سے موجود ہے بلکہ احمد جاوید،سریندر پرکاش اور رشید امجد مزاج کے اعتبار سے ایسے افسانہ نگار ہیں جو کہ انسانی نفسیات کی گتھیوں کو سلجھاتے ہیں اور اس کے اثر سے کرداروں کی نفسیات کو مزید واضح انداز میں اپنے افسانے میں پیش کرتے ہیں۔

اردو زبان میں فرائیڈ کے نظریات نے جب شہرت حاصل کی تو یہاں کے ادیب اور تنقید نگاروں نے فرائیڈ کے نظریات کے حوالے سے اپنی آرا پیش کرنی شروع کیں۔حسن عسکری بنیادی طور پر ان ادیبوں میں سے ہیں جنہوں نے فرائیڈ کے نظریات کے آغاز کے دور کو قریب سے دیکھا ہے۔یہ نظریات ادب میں کس طرح داخل ہوئے اور یہاں کے ادیبوں اور افسانہ نگاروں نے ان نظریات کو کس طرح سے اپنی تخلیق میں پیش کیا۔حسن عسکری نے اپنی کتاب میں اسے علمی حوالوں سے بیان کیا ہے ۔

فرائیڈ کے نظریات سے ان جدید مباحثوں کا آغاز ہوا ہے جنہوں نے ادب میں آگے چل کر کئی طرح کے میدان بنائے ہیں۔اُردو میں خاص طور پر نفسیاتی تنقید علیحدہ سے اپنی شناخت بنانے میں کامیاب ہوئی ہے۔حسن عسکری بنیادی طور پر نفسیات کے اس رویے کو اہم سمجھتے ہیں جس کا تعلق لاشعوری ذہن کے ساتھ ہے۔بنیادی طور پر حسن عسکری لاشعوری کیفیات کا مطالعہ اس فکر کے ساتھ کرتے ہیں کہ یہ فرد کے لیے کئی طرح کی راہیں کھولتا ہے جس سے فکری معاملات کو نئے زاویوں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ادب میں مقبول ہوتے فرائیڈ کے نظریات کے

حوالے سے حسن عسکری نے اپنی کتاب "ستارہ بادبان " میں ان کے نظریات اور اس کی بڑھتی ہوئی فکر کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔عہد جدید میں نفسیات کے بڑھتے ہوئے علم کی ضرورت اور اہمیت کو سمجھتے ہوئے ضروری خیال کیا کہ ان نظریات نے ادب کے دامن میں بھی وسعت پیدا کی کہ اب شعوری سطح پر ایسے کردار تخلیق کیے جارہے ہیں جو پیچیدہ نفسیات کے حامل ہیں۔حسن عسکری لکھتے ہیں۔

"جب سے فرائیڈ کی نفسیات مقبول ہوئی ہے یہ عام خیال ہو گیا ہے کہ فنی تخلیق کے ذریعے فنکار کی نفسیاتی الجھنوں کو ارتقا حاصل ہوتا ہے یعنی جب کوئی جبلت براہ راست اپنی تسکین نہیں کر سکتی تو وہ اس تسکین کا بدل ڈھونڈتی ہے۔ تسکین کے ثانوی ذرائع دو قسم کے ہوتے ہیں کچھ تو فرد اور سماج دونوں کے لیے مضر رساں اور کچھ بالکل بے ضرر۔فنی تخلیق ایسی چیز ہے جس کے ذریعے محرومیوں کی تلافی بھی ہو جاتی ہے اور پڑوسیوں کی نیند میں بھی خلل نہیں پڑتا یعنی ہلدی لگے نہ پھٹکڑی اور رنگ بھی چوکھا آئے والا مضمون رہتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تخلیقی کام میں فنکار کا سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے "(۱)

فرائیڈ کے نظریات پر کئی حوالوں سے کام کیا گیا ہے۔خاص طور پر فکشن میں فرائیڈ کے عموما نظریات کا مطالعہ کیا جا چکا ہے لیکن فرائیڈ کے نظریہ خواب کو بطور تکنیک مطالعہ کرنے کا اختصاص یہ ہے کہ جدید افسانے کی تکنیک جن میں الخصوص خواب کی تکنیک نے جو ادب تخلیق کرنے میں معاونت کی ہے اس کو جدید عہد کے متعدد افسانہ نگاروں کے یہاں دیکھا جا سکتا ہے ۔جدید ادب کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ بہت کم افسانہ نگار ایسے ہیں جنوں نے فرائیڈ کے نظریات کے حوالے سے افسانے تحریر نہ کیے ہوں۔

بنیادی طور پر ایسے افسانہ نگار جو انسانی نفسیات سے دلچسپی رکھتے ہیں اور اس کی گتھیوں کو سلجھانا چاہتے ہیں بنیادی طور پر انہوں نے ایسے افسانوں کا انتخاب کیا جو کہ فرائیڈ کی نفسیات اور ان کے نظریات کے قریب قریب تھے۔جدید افسانہ نگاری کا مطالعہ بتاتا ہے کہ یہاں کئی افسانہ نگار ایسے ہیں جو مزاج کے اعتبار سے ایسے موضوعات کا انتخاب کرتے ہیں جو ان کے مزاج کے

قریب ہوں ۔بنیادی طور پر فرائیڈ کے نظریات ان افسانہ نگاروں کے ذہن کے زیادہ قریب ہیں جو انسانی نفسیات کی پیچیدگی سے دلچسپی رکھتے ہیں اور ایسے کردار تخلیق کرنا چاہتے ہیں جو اپنی پیچیدہ نفسیات کی وجہ سے قاری کی توجہ حاصل کریں۔نفسیات کے علم میں بنیادی طور پر فکشن کو خاصا متاثر کیا ہے۔

فرائیڈ نے خوابوں کے حوالے سے پانچ بڑی اقسام کا ذکر کیا تھا۔ان کے یہاں خواب ان پانچ تعبیرات کے باہر نہیں ہوتے اور عموما انہی کے اندر رہتے ہوئے کوئی بھی فرد خواب دیکھتا ہے۔اس حوالے سے انہوں نے سب سے پہلے "عیاں مافیہ"خوابوں کا ذکر کیا۔بنیادی طور پر یہ ایسے خواب ہوتے ہیں جن میں خواب کے تمام تر واقعات ٹھیک طرح سے دکھائی دیتے ہیں اور دیکھنے والا نیند سے بیدار ہونے کے بعد ان کو جذیات کے ساتھ بیان کر سکتا ہے۔دوسری طرح کے خواب ایسے ہوتے ہیں جنہیں " پنہاں مافیا "کہا جاتا ہے۔یہ خواب بنیادی طور ایسے خواب ہوتے ہیں جو دیکھنے والے کی یاداشت کا حصہ نہیں بن پآتے اور نہ ہی ان کی تشریح و تعبیر ممکن نہیں ہوتی ہے۔ اس لیے کہ واقعات کی تفصیل یاداشت میں نہیں ہوتی ۔اس لیے ایسے خوابوں کو پنہا مافیا خواب کہا جاتا ہے۔اس کے بعد تمنائی خواب جو فرد کی مختلف آرزوؤں اور تمناؤں کو تسکین پہنچآتے ہیں اور خواب میں وہ تمام باتیں جو کہ فرد کی خواہش اور تمنا کی تسکین کے لیے ضروری ہوتی ہیں ظاہر ہوتی ہیں۔ان آرزوں اور تمناؤں کا سلسلہ ماضی قریب اور ماضی بعید دونوں سے ہو سکتا ہے۔ چوتھی قسم کے خواب ایسے ہیں جن کو تشویشی خواب کہا جاتا ہے۔ایسے خواب عموما جنسی ہوتے ہیں اور یہ خوابوں میں ایسا بھیس بدل کر داخل ہوتی ہیں کہ ہمارے شعوری محتسب کو اس کا اندازہ نہیں ہوتا۔

فرائیڈ کے نزدیک تشویشی خوابوں میں تسکین کا پہلو موجود ہوتا ہے جو خواب دیکھنے والے کے لیے ضروری ہے۔پانچویں قسم تعزیراتی خوابوں کی ہے جس میں لاشعوری خواہشات کی تسکین ہوتی ہے۔زندگی کے ایسے بہت سے معاملات جو ہمارے ایگو کو نقصان پہنچآتے ہیں ان کو خواب میں دیکھا جاتا ہے۔ان خوابوں میں سپر ایگو فرد کو ایسے رویوں پر سزا دیتی ہے جو اس کے دماغ

میں خلل کا سبب بنتے ہیں۔اس کے بعد خواب دیکھنے والا اطمینان اور سکون محسوس کرتا ہے ۔فرائیڈ کے نظریہ خواب کو بطور تکنیک ادب میں کئی سطحوں پر اس کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

۱۔خواب ماضی کی یادداشت۔

۲۔خواب نا آسودہ خواہشات کی تکمیل۔

۳۔خواب جنسی خواہشات کی تکمیل۔

۴۔ایڈیپس کمپلیکس

۵۔لاشعوری ذہن

## ۱۔ خواب ماضی کی یادداشت :

سگمنڈ فرائیڈ کے نظریات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ فرائیڈ ایک ایسے نفسیات دان ہیں جنہوں نے جدید نفسیات میں نئے نظریات کا اضافہ کر کے نفسیات کے دامن کو وسیع کیا ہے ۔اس حوالے سے انہوں نے مختلف نظریات پیش کیے ہیں جو کہ انسانی دماغ اور اس میں پیدا ہونے والی فکر کو سمجھنے میں آسانی پیدا کرتے ہیں ۔بنیادی طور پر انہوں نے دماغ کے ان حصوں پر تحقیق کی ہے جو بنیادی طور پر جدید نفسیات سے تعلق رکھتے ہیں ۔ انہوں نے خوابوں کے حوالے سے بھی اپنا نظریہ وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے۔ بنیادی طور پر فرائیڈ خوابوں کو بہت اہمیت دیتے ہیں ۔اس لیے کہ یہ ہمارے شعور کے ساتھ ساتھ ایک ایسا راستہ فراہم کرتا ہے جس سے خیالات اپنی ترسیل کا ذریعہ ڈھونڈتے ہیں ۔ان کے نزدیک کسی بھی فرد کی زندگی میں خواب بہت اہم ہوتے ہیں کیونکہ خواب کسی بھی فرد کی بہت سی ایسی خواہشات کو پورا کرتے ہیں جو کہ وہ حقیقی زندگی میں پوری نہیں ہو پاتیں۔

ماضی کی یادداشتوں کے حوالے سے خواب فرد کو کئی طرح سے اپنے حسار میں لے لیتے ہیں ۔ خواب میں اپنی ماضی کی بھولی بسری اچھی یابری یادوں کو فرد دوبارہ سے دیکھتا ہے۔ بنیادی طور پر خوابوں میں لاشعوری ذہن کی کار فرمائی کی وجہ سے یہ عمل ممکن ہوتا ہے۔ فرد چاہتے نہ چاہتے

ہوئے خواب دیکھتا ہے ۔بعض اوقات یہ خواب یاد رہتے ہیں اور بعض اوقات یہ خواب اس قدر دھندلے ہوتے ہیں کہ فرد ان کو یاد نہیں کر سکتا۔ ماضی کی یادداشتوں کے حوالے سے فرائیڈ نے اپنے نظریہ خواب میں کئی طرح سے اس کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔فرائیڈ کے نظریہ خواب کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ خواب بنیادی طور پر کسی بھی فرد کے لاشعوری ذہن سے ان واقعات کو خواب کی صورت میں منتقل کرتے ہیں جو دماغ میں تشویش اور الجھن کا سبب بنیں۔فرد خود بھی اس کی وجہ نہیں جانتا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔فرد ایسے خوابوں کے بعد ایک سکون محسوس کرتا ہے ۔اس لیے کہ لاشعوری ذہن کی کار فرمائی پوری طرح سے دماغ شعوری سطح پر منتقل کر چکا ہوتا ہے۔ایسے لوگ جو زندگی میں کسی بڑے حادثے یا ٹرامہ کا شکار ہوئے ہوتے ہیں وہ اپنے خوابوں کی وجہ سے بھی کئی طرح کی الجھنوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ڈاکٹر نعیم احمد لکھتے ہیں۔

> "مریضوں کے علاج کے دوران ہی فرائیڈ کو معلوم ہوا کہ مریض اپنا کوئی خواب بیان کر کے خود کو بڑا ہلکا پھلکا محسوس کرتا ہے چنانچہ فرائیڈ نے اپنی توجہ خوابوں پر مرکوز کر دی۔دوران تحقیق اس پر یہ انکشاف ہوا کہ خواب دبی ہوئی نا آسودہ خواہشات کی جزوی تکمیل کرتے ہیں خواہشات ہمیشہ مختلف قسم کی علامات کا لبادہ اوڑھ کر خوابوں کے اسٹیج پر نامودار ہوتی ہیں اگلے گریڈ میں ترقی کا خواہشمند خواب میں دیکھے گا کہ سیڑھیاں چڑھ رہا ہے ۔شادی کا آرزو مند پھول سونگے گا وغیرہ ۔ماضی کی یادداشتیں اور ناسودہ خواہشات کے واقعات بھی خوابوں کی دنیا میں نئے رنگ روپ کے ساتھ جلوہ گر ہوتے ہیں اس طرح فرائیڈ کو خوابوں کی تعبیر سے یہ پتہ چلا کہ ذہن کی گہری تہوں میں ایک پوری کائنات چھپی ہوتی ہے۔"(۲)

جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ رشید امجد، سریندر پر کاش، احمد جاوید اور منشا یاد کے یہاں بھی خوابوں میں ماضی کی یادداشتوں کو تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بنیادی طور پر اس موضوع کے حوالے سے لکھے گئے افسانے کسی بھی فرد کے ماضی کو کھنگالنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں ۔بنیادی طور پر کوئی بھی فرد اپنی زندگی میں کئی طرح کے حالات سے دوچار ہوتا ہے یہ تمام حالات شعوری سطح پر رہتے ہوئے کچھ لاشعور میں منتقل ہو

جاتے ہیں اور پھر خوابوں کی صورت میں کبھی کبھار انسان کے سامنے آ جاتے ہیں جس میں ماضی کی یادداشتوں کو تلاش کیا جا سکتا ہے۔

یہ بنیادی طور پر تحلیل نفسی کے ذریعے ممکن ہوتا ہے۔ جب کوئی فرد خواب دیکھتا ہے تو وہ اپنا خواب ماہر نفسیات کے ساتھ ڈسکس کرتا ہے۔ ماہر نفسیات بنیادی طور پر اس خواب کی علامات سے فرد کے لاشعوری ذہن تک رسائی حاصل کرتا ہے اور فرد کو جو یاداشتیں تنگ کر رہی ہوتی ہیں انہیں شعور کی سطح پر لاتا ہے۔ اسی سے ہی کوئی فرد اپنے ماضی کے گھناونے اور ناپسندیدہ واقعات تک پہنچ کر انہیں حل کرتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ فرد اپنے خواب کی ان علامات کو یاد رکھے جو کہ اسے خواب میں نظر آتی ہیں۔ ان علامات سے آگے خواب تک رسائی حاصل کی جا سکتی ہے۔بنیادی طور پر تحلیل نفسی کے ذریعے خواب تک پہنچنا اور ماضی کی یادداشتوں کو تلاش کرنا جدید نفسیات کی بدولت ہی ممکن ہوا ہے اور یہ سائنٹیفک طریقہ ہے جس سے ماہرین نفسیات اپنے معالج کے علاج کے لیے استعمال کرتے ہیں اور ان یادداشتوں تک پہنچتے ہیں جو خوابوں میں ماضی کے حوالے سے مختلف طریقے سے ٹرگر ہوتی رہتی ہیں۔

بنیادی طور پر یہ یاداشتیں لاشعور سے شعور میں منتقل ہوتی ہیں تو فرد اس کو پورے شعور کے ساتھ محسوس کرتا ہے اور اس کے اثر کو قبول کرتا ہے۔جدید نفسیات نے خوابوں تک رسائی حاصل کرنے کے لیے ان علامات کو ضروری قرار دیا ہے جو کوئی بھی شخص خواب میں دیکھتا ہے۔فرائیڈ نے اپنے نظریہ خواب کو درج زیل صورتوں میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے جس میں لاشعور کی موجودگی کا مطالعہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ڈاکٹر نعیم احمد لکھتے ہیں۔

> "اکثر خواب دیکھنے والے کے بچپن کے ابتدائی ادوار کے تاثرات دوبارہ پیش ہوتے ہیں جن کے بارے میں ہم قطعیت کے ساتھ یہ دعوی کر سکتے ہیں کہ وہ نہ صرف فراموش شدہ ہیں بلکہ احتباس کے عمل کی بدولت لاشعوری بن چکے ہیں اس سے اس بات کی توضیح ہوتی ہے کہ اعصابی اختلال کے تحلیلی علاج کے دوران جب ہم خواب دیکھنے والے کی ابتدائی زندگی کی اثر نو تشکیل کرتے ہیں تو ہمیں خوابوں سے اتنی مدد ملتی ہے عموما اس مدد کے بغیر کامیابی ممکن نہیں۔"(۳)

جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ہمارے یہاں ان موضوعات پر کئی طرح کے افسانے لکھے گئے ہیں جو کہ ماضی کی یادداشتوں کو واضح کرتے ہیں ۔

## ۲۔ خواب نا آسودہ خواہشات کی تکمیل:

سگمنڈ فرائیڈ کے نظریے خواب کے حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ انہوں نے خوابوں کو نا آسودہ خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ بتایا ہے سگمنڈ فرائیڈ کا اس حوالے سے کہنا یہ ہے کہ ہر فرد اپنی زندگی میں بہت سی ایسی خواہشات آرزوئیں اور تمنائیں رکھتا ہے جو حقیقی زندگی میں پوری نہیں ہو سکتی لیکن وہ فرد کے دماغ کے اندر موجود رہتی ہیں اور اپنا اثر رکھتی ہیں۔

یہ نا آسودہ خواہشات عام طور پر خوابوں کی صورت میں اپنا اظہار کرتی ہیں اور خواب میں فرد اپنی ناسودگیوں کو آسودہ کرتا ہے اور ان خواہشات کی تکمیل کر لیتا ہے جن کی تکمیل حقیقی زندگی میں ممکن نہیں ہوتی یا وہ خواہش ایسی ہوتی ہے جو لبیڈو اپنے سینسر سے نہیں گزارتا اور نہ ہی اس کی اجازت دیتا ہے۔ ایسی پابندیاں بنیادی طور پر معاشرتی اخلاق کی اور ماروثی ہوتی ہیں جن کی وضاحت اور تشریح کرنے سے ہی اس بات کا علم ہوتا ہے کہ دماغ لاشعوری طور پر ان نا آسودگیوں کو کس طرح سے آسودگی میں تبدیل کرتا ہے۔ اس حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ فرائیڈ بنیادی طور پر خواب دیکھنے والے کے خواب کی تحلیل نفسی کرتے ہیں اور اس کے ذریعے ان نا آسودہ خواہشات تک پہنچتے ہیں جن تک عام فرد اپنی شعوری حالت میں نہیں پہنچ سکتا۔ جس فرد کا لبیڈو زیادہ مضبوط ہوتا ہے جو کہ لاشعور کی ایسی باتوں کو سامنے نہیں آنے دیتا جو کہ فرد کے لیے کسی بھی مسئلے کا باعث ہو سکتی ہیں ۔یہ نا آسودہ خواہشات کئی طرح کی ہو سکتی ہیں عام طور پر نا آسودہ خواہشات بچپن سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایسی خواہشات جو کہ بچپن میں پوری نہیں ہوتی اور ان کی چاہت زیادہ ہوتی ہے تو وہ عملی صورت اختیار نہیں کر پاتی جس کے لیے دماغ ان کو لاشعور میں منتقل کر دیتا ہے یا پھر انسان کی زندگی میں ایسے معاملات جو کہ انسان کی سوچ اور فکر کے برعکس پیش آتے ہیں ۔وہ معاملات بنیادی طور پر لاشعور کا حصہ بنتے ہیں اور پھر اپنے اظہار کے لیے خواب کا راستہ اختیار کرتے ہیں جس سے فرد کہ وہ نہ آسودہ خواہشات بھی پوری ہو جاتی ہیں۔

فرائیڈ نے اپنے ایک مضمون" خواب کی تعبیر" میں لکھا تھا کہ لاشعور کی تحقیقات کے دوران معلوم ہوا کہ خوابوں کا تعلق زمانہ ماضی کے واقعات سے ہوتا ہے اور یہ فرد کی نا آسودہ خواہشوں کی تکمیل گاہیں جو بیداری کے عالم میں پوری نہیں ہو سکتی۔ وہ خواب میں تسکین حاصل کر لیتی ہیں۔ اس حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات درست نظر آتی ہے کہ انسان اپنی ناآسودہ خواہشات کو خوابوں میں پورا کرتا ہے ۔

جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو خوابوں کے حوالے سے کئی ایسے افسانے ملتے ہیں جو فرد کی نا آسودہ خواہشات پر تحریر کیے گئے ہیں ۔ان افسانوں میں بنیادی طور پر خوابوں کو موضوع بنایا گیا ہے اور اس میں فرد کی ایسی خواہشات اور تمناؤں کی بات کی گئی ہے جو کہ حقیقی زندگی میں پوری نہیں ہوتی لیکن فرد کسی نہ کسی طور پہ خواب میں ان کو پورا کر رہا ہوتا ہے بہت سے مستقبل کے ایسے وسوسے جو کہ نا آسودگی کے باعث جنم لیتے ہیں اس کے دماغ کا حصہ بنتے ہیں جن کو دور کرنا ضروری ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر فرائیڈ ماہر نفسیات تھے اور اپنے مریضوں کے لیے ایسے تحلیل نفسی کے اصول متعین کرتے تھے جس سے وہ زیادہ سے زیادہ اپنے مریضوں کے دماغ میں جھانک پائیں اور ان کی لاشعور کی کارکردگی کا مطالعہ کر سکیں ۔جدید اردو افسانہ نگاری کا مطالعہ کیا جائے تو کئی نمائندہ افسانہ نگاروں نے اس حوالے سے افسانے تحریر کیے ہیں۔

## ۳۔ خواب جنسی خواہشات کی تکمیل:

خواب جنسی خواہشات کی تکمیل جدید نفسیات کا ایک اہم موضوع ہے جس پر جدید اردو افسانے میں کئی طرح کے افسانے لکھے گئے ہیں جس میں خواب جنسی خواہشات کی تکمیل کو کہانی اور افسانے کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔اس حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ۱۹۶۰ کے بعد جدید نفسیات کے مطالعہ نے ان موضوعات کو ادب میں لایا ہے۔ یہ رویے ادب میں پہلے کلاسیکل انداز میں موجود تھے جو کہ مختلف قصوں اور کہانیاں سے ظاہر ہوتے ہیں لیکن جدید تراجم نے اس سلسلے کو آگے بڑھایا اور نفسیات کے میدان میں نت نئے نظریات سامنے آنے لگے۔نفسیات کے مطالعہ سے جدید افسانہ نگاروں نے جدید موضوعات کو تخلیقی انداز میں برتنے کی کوشش کی اور ایسے افسانے تحریر کیے جو انسانی نفسیات کی باریکیوں کو بیان کرتے ہیں بلکہ انسانی ذہن میں پیدا ہونے غیر متناسب عوامل جس کو مختلف ذہنی بیماریوں سے تعبیر کیا جاتا ہے کو جدید نفسیات

کے ذریعے ہی سمجھا جاسکتا ہے۔اس کے لیے سیگمنڈ فرائیڈ نے تحلیل نفسی کے عمل کے ذریعے ان کو ممکن بنایا ہے اور جدید نفسیات کے ایسے موضوعات کو پیش کیا ہے جو پہلے مطالعات کا حصہ نہیں تھے اور نہ ہی ان کی طرف توجہ دی گئی تھی۔ فرائیڈ نے باقاعدہ جدید نفسیات کو سائیکیٹری کے ساتھ جوڑا ہے اور اب سائیکیٹری کا عمل سائیکالوجسٹ کے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔اس لیے کہ ان ذہنی بیماریوں کے علاج جہاں ادویات سے ممکن ہوتے ہیں وہیں ان کو تھیراپی کے ذریعے بھی درست کیا جاسکتا ہے اور اس کے ذریعے مریض کے لاشعوری ذہن تک رسائی حاصل کر کے اس کا علاج ممکن بنایا جاسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جدید نفسیات میں فرائیڈ کو اتنی اہمیت دی جاتی ہے کیونکہ اس کے نظریات عموماً اس کے مریضوں کی کیس ہسٹری سے اخذ کیے گئے ہیں اور فرائیڈ نے اس حوالے سے کئی تجربات اپنے مریضوں پر کیے ہیں اور ان کے لاشعوری ذہن تک پہنچ کر انہیں صحت یاب کیا ہے۔ڈاکٹر سلیم آغا قزلباش لکھتے ہیں:

> " انسانی نفسیات کو سمجھنے کی کوشش ہر دور میں ہوتی رہی ہے۔ اگر ہم ماضی بعید کے قصوں ،کہانیوں، حقائق اور داستانوں کا مطالعہ بغور کریں تو ہمیں ان میں انسانی نفسیات کی پیشکش کے مختلف زاویے ملیں گے۔ بالخصوص اساطیری ادب کے مطالعے سے قبل از تاریخ عہد کے انسان کے نفسی قوائف کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ علاوہ عظیم اس دور کے انسان کے جنسی رویوں اخلاقی ضابطوں اور معاشی اور معاشرتی اصولوں کے پیچھے کار فرما ان کے ذہن کی نفسیاتی اور لاشعوری صورتحال کا بھی پتہ چلتا ہے۔"(۴)

اس حوالے سے جدید نفسیات کے تراجم اور فرائیڈ کے مختلف نظریات کے اردو تراجم نے اردو ادب میں ایک نئے رویے کا آغاز کیا۔ جس میں ایسے کرداروں کو پیش کرنا تھا جو خواب میں جنسی خواہشات پوری کرتے ہیں کیونکہ ہمارا شعوری عمل جن چیزوں پر پردہ ڈال کر رکھتا ہے بنیادی طور پر نیند اس پردے کو توڑ دیتی ہے اور شعور اور لاشعور کے درمیانی کڑیاں ایک ہو جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے کوئی بھی فرد خواب میں اس عمل کو پورا کر سکتا ہے ۔ جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ جنسی خواہشات کی تکمیل اور خواب میں اس عمل کا ظہور پذیر ہونا لاشعوری ذہن کی کار فرمائی کو ظاہر کرتا ہے۔ جدید اردو افسانے میں اس موضوع کو سریندر پرکاش، احمد جاوید رشید امجد، اسد محمد خان اور منشایاد نے کئی افسانوں میں پیش کیا ہے۔اس حوالے سے احمد جاوید ،رشید امجد اور سریندر پرکاش کے افسانے کئی طرح کی جنسی خواہشات کی تکمیل کا وسیلہ بنے ہیں جو کہ خواب کی کارگزاری کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ جنسی ناآسودگیوں کے حوالے سے ایسے

افسانے بنیادی طور پر کسی بھی معاشرے کے لوگوں کے ذہنی اعمال کو ظاہر کرتے ہیں اس لیے کہ معاشرے میں جنسی بے راہ رویوں کے پیچھے بنیادی طور پر یہی ذہنی عوامل کار فرما ہوتے ہیں جو کہ فرد کے اندر جنسی گھٹن اور ذہنی خلفشاری کے سبب پیدا ہوتے ہیں ۔نا آسودہ خواہشات کے پیچھے بڑی وجہ اس معاشرے کا گھٹن زدہ ماحول ہوتا ہے جو فرد کو متاثر کرتا ہے۔ اس کی ذہنی زندگی کو غیر صحت مند بناتا ہے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ان نا آسودہ خواہشات کی تکمیل کا واحد ذریعہ خواب ہوتے ہیں جہاں فرد اپنی خواہشات کو مکمل کرتا ہے لیکن اس کا علم فرد کو نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے شعور کے احاطہ میں ایسی بات آسکتی ہے۔ بنیادی طور پر یہ عمل نفسیا دان کا ہوتا ہے جو علاج کے دوران مریض کے دماغ سے ایسی باتوں کو باہر نکالتا ہے جو اس کی زندگی میں پریشانی کا سبب بنتی ہیں۔ ڈاکٹر سی اے قادر لکھتے ہیں۔

> "فرائڈ کی تحقیقات اس مقام پر پہنچ گئی تھیں جہاں فرائیڈ کے لیے یہ دعوی کرنا ممکن ہو گیا کہ ہر قسم کا عصبی مرض جنسی فساد کی بدولت ہوتا ہے۔ یہ دعوی جو تحلیل نفسی کے حامیوں نے کبھی نہیں چھوڑا آج تک موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ فرائیڈ کے کئی خیالات آج کل آمیانہ نظر آتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اصبیت کے مختلف اقسام کے اسباب مختلف قسم کی جنسی بے راہ رویوں میں پائے جاتے ہیں۔"(۵)

فرائیڈ بنیادی طور پر جنسی خواہش کو بھی جسم کی اور خواہشات کی طرح لیتا ہے ۔ انسانی کی مختلف جبلتوں کی طرح جنس بھی ایک جبلت کے طور پر سامنے آتی ہے۔ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ انسانی اعمال کے بیشتر پہلوؤں پر کم و بیش یہ جذبہ مختلف طرح سے حامی رہتا ہے اور لاشعوری طور پر کئی اعمال میں ظاہر ہوتا ہے۔ فرائیڈ کے نزدیک یہ جذبہ منہ زور ہے اور اپنے اندر کافی قوت اور شدت رکھتا ہے جس کی وجہ سے فرد لاشعوری طور پر ایسے اعمال سر انجام دیتا ہے جس میں جنسی جبلت کی نشانیاں واضح طور پر دکھائی دیتی ہیں۔ اس حوالے سے انسانی شعور کی کار فرمائی جہاں شعوری طور پر جنس کے جذبے کو روکتی ہے وہیں یہ جذبہ لاشعوری راستہ اختیار کرتا ہے اور خواب کے ذریعے ظاہر ہوتا ہے۔ فرائیڈ کے حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ فرائیڈ کو اپنے نظریے جنس کی وجہ سے کئی طرح کے اختلافات کا سامنا کرنا پڑا تھا اور یہ نظریہ اس کی بدنامی کا سبب بھی بنا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مذہبی طبقے کی مخصوص فکر اس نظریے کو سمجھنے سے قاصر تھی لیکن آہستہ آہستہ فرائیڈ نے تحلیل نفسی کے ذریعے جب اس جذبے کی کار فرمائی کو پیش کیا تو دنیا

بھر میں فرائیڈ کی اس نظریے کی وجہ سے شہرت ہوئی اور دنیائے ادب میں نفسیات کو موضوع بنا کر ادب لکھا جانے لگا۔ دیویندر اسر لکھتے ہیں۔

"فرائیڈ کے نظریات کے زیر عصر ادب کے مواد میں کئی طرح کی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔مثال کے طور پر ادب کے موضوعات اور تخلیق میں خواب اور خواب کی علامتیں ، طفلی جنسیت ،ایڈیپس کمپلیکس،ابتدائی سماج کی رسوم ،بطن کا عہد طفلی کی طرف مراجعت وغیرہ کو اہمیت ملی ۔۔۔بالخصوص جنسی آزادی کو موضوع بنایا جانے لگا اور جنس کو شجرہ ممنوعہ قرار دے کر اسے ادب کی بنیادی محرکات اور موضوعات میں شامل کیا جانے لگا۔"(٦)

جدید اردو افسانے کے ساتھ ہی ان نئے موضوعات کا آغاز ہوا۔ اردو ادب میں بھی فرائیڈ کے نظریات پر افسانے لکھے جانے لگے۔ اس حوالے سے رشید امجد،احمد جاوید، منشایاد، سریندر پرکاش نے بھی متعدد افسانے لکھے ہیں جو خواب جنسی خواہشات کی تکمیل کو واضح کرتے ہیں۔ یہ افسانے بنیادی طور پر کلاسیکل افسانے سے بالکل مختلف ہیں۔یہ افسانے کہانی کے ساتھ ساتھ افسانویت کی ان پرتوں کو بھی کھولتے ہیں جہاں انسانی نفسیات کو واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے اور کسی بھی کردار کے افعال واعمال سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ کردار جنسی طور پر کن پریشانیوں سے گزر رہا ہے۔ بنیادی طور پر فرائیڈ کی تحلیل نفسی کے عمل میں ایسی علامات واضح ہوتی ہیں جو کسی بھی کردار کی جنسی خواہشات کی تکمیل کو واضح کرتی ہیں۔اس حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا ہسٹیریا ایک ایسا ہی مرض ہے جس پر متعدد افسانے لکھے گئے ہیں۔ یہ مرض بنیادی طور پر قدیم روایتوں میں کسی بھی عورت پر جن یا پری کے عاشق ہونے پر ہوتا تھا لیکن فرائیڈ کی جدید نفسیات نے کئی ایسے مریضوں کو سٹڈی کیا ہے جس سے اس مرض کی اہم نشانیاں سامنے آئی ہیں اور ان وجوہات کا علم ہوا ہے جس کی وجہ سے یہ مرض لاحق ہوتا ہے۔ فرائیڈ کی وجہ سے بنیادی طور پر ایسے امراض کا علاج بھی ممکن ہوا ہے جو کہ جدید نفسیات کے زیر اثر پروان چڑھے اور اس کی بنیاد تحلیل نفسی کو مانا گیا۔یہی وجہ ہے کہ جہاں جدید نفسیات نے ذہن انسانی کو سمجھنے میں مدد دی ہے وہیں انسانی زندگی کہ تاریک پہلوؤں کو بھی روشن کیا ہے اور ایسے امراض کی کھوج کی ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو فائدہ ہوسکے۔ شجاعت حسین بخاری لکھتے ہیں۔

"خواہش کے عام پسند نقطہ نظر کے خلاف پیش کیے جانے والے حقائق وہ ہیں جن کا تحلیل نفسی نے مطالعہ کیا ہے۔یوں تو تمام انسانوں میں ہم دیکھتے ہیں لیکن انتہائی نمایاں طور پر ان میں جو

ہسٹریا کی بعض مخصوص اقسام کا شکار ہوں۔ ایسی خواہشات موجود ہوتی ہیں جنہیں غیر شعوری خواہشات کا نام دیا جاتا ہے اور جو خواہشات عام رائے میں خود فریبی پر نظر ڈالتی ہیں "(۷)

## ۴۔ ایڈپس کمپلکس:

ایڈیپس کمپلیکس کے حوالے سے فرائیڈ نے سب سے پہلے اس کے بارے میں وضاحت کی اور جدید نفسیات میں ایڈیپس کمپلیکس کے حوالے سے بنیادی وضاحت کو جدید نفسیات کے مطالعات میں شامل کیا ۔ایڈیپس کمپلیکس ایک ایسا ذہنی خلفشار ہے جو کہ کسی بھی فرد کے رویے میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ بنیادی طور ایڈیپس ایک بادشاہ کا بیٹا تھا جس کی کہانی ایڈیپس کمپلیکس سے واضح ہوتی ہے۔

اس بادشاہ کا جب بیٹا پیدا ہوا تو وہاں کے جوتشیوں نے کہا تھا کہ جب یہ پیدا ہوگا تو یہ اپنے باپ کو مار ڈالے گا۔ اس لیے کہیں اس کو ایسی جگہ پھینک دیا جہاں اس کی موت یقینی تھی لیکن ماں چونکہ اپنے بچے کو چھوڑنا نہیں چاہتی تو ماں نے شاہی مہر اس بچے پر لگا دی اور بچہ بڑی دور چلا گیا۔ یعنی دریا میں بہتا ہوا سسلی کے پار یونان پہنچ گیا۔

یونان میں اس کی پرورش ہوئی اور پھر اس کی ملاقات اپنی ماں سے ہوئی جس کے ساتھ اس نے جنسی تعلق استوار کیے اور اپنے باپ سے نفرت کی۔ اس کی سزا کے طور پر اس نے آخر میں خود کو مار ڈالا۔ اس لیے کہ اس سے کچھ ایسی غلطیاں سرزد ہو گئی تھیں جس کی تاب نہ لاتے ہوئے اس نے زندگی کو خیر آباد کہہ دیا۔ بنیادی طور پر اسی عمل کو ایڈیپس کمپلیکس کہا جاتا ہے جس کی وضاحت جدید نفسیات میں باپ کے ساتھ رقابت کے حوالے سے اہم ہے۔ فرائیڈ نے اپنے نظریے ایڈیپس کمپلیکس میں ان چیزوں کی وضاحت کر کے ادبیات عالم میں ایک نئے موضوع کا اضافہ کیا ہے جس پر کئی طرح سے ادب تحریر کیا گیا ہے۔ ۱۹۳۰ کے بعد اردو میں جدید نفسیات کے تراجم نے کئی ایسے موضوعات کو بیان کیا ہے جو کہ ہمارے کلاسیکل لٹریچر کا حصہ نہیں تھے۔ نئے دور کے نئے علوم نے انسانی ذہن کی مختلف پرتو کو سمجھنے کی کوشش کی ہے اور جس سے انسان کی شخصیت کو بہتر کرنے میں مدد ملی ہے۔ بنیادی طور پر کئی ایسی بیماریاں جو کہ ذہن سے تعلق رکھتی تھی ان کو نظر انداز کر دیا جاتا تھا بلکہ ان کے بارے میں لوگوں کو علم بھی نہیں ہوتا تھا لیکن جدید نفسیات کے علم نے ان چیزوں کی

وضاحت کر کے انسانی ذہن کو مزید پیچیدہ کیا ہے اور ذہنی انسانی کی صحت کے لیے کئی ایسے نظریات تعبیر کیے گئے ہیں جو اس کی درست ذہن سازی کر سکیں۔

بنیادی طور پر ایڈ یپس کمپلیکس میں بچہ جہاں ماں سے محبت کرتا ہے وہیں اس کے لیے باپ سے رقابت پیدا ہوتی ہے۔ یہ عمل غیر محسوس طریقے سے بچے کے ذہن میں آگے بڑھتا ہے اور بچہ اپنے باپ کو اپنا دشمن سمجھنے لگتا ہے۔ باپ کا روب و دبدبہ گھر پر اس کا کنٹرول اور آزادہ روی سے میل جول بچے کے ذہن میں سوال پیدا کرتا ہے کہ میں بھی اسی جیسا بنوں گا۔ اس کو باپ کے مرد مقابل لا کھڑا کرتا ہے۔ یہاں فطری جبلی تقاضوں کی تسکین کو راہ نہ ملنے کی وجہ سے بچے کے ذہن میں کئی طرح کی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں جو بچے کی ذہنی معذوری کا سبب بنتی ہیں۔ فرائیڈ نے اس حوالے سے اپنے مریضوں پر کئی طرح کے تجربات کیے ہیں اور تحلیل نفسی کے عمل میں کئی ایسے سوالوں کے جواب ڈھونڈے ہیں جو کہ لاشعور کی سطح سے شعور تک ابھرے ہیں۔

فرائیڈ ایڈ یپس کمپلیکس کا مطالعہ کرتے ہوئے اسے گہرائی سے دیکھتے ہیں اور بہن بھائیوں کے درمیان بھی اس تعلق کے اثرات کا مطالعہ کرتے ہیں جہاں ایک سے زیادہ بہن بھائی ماں باپ کی توجہ حاصل کرنے کی کوشش میں آپس میں جھگڑا کرتے ہیں۔ جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ جدید نفسیات کے تراجم کہ علم کے ساتھ ساتھ ہمارے ادب میں بھی ایسے کردار واضح ہوئے ہیں۔ بنیادی طور پر اس عہد کے افسانہ نگاروں نے جدید علوم پڑھنے اور تراجم پر توجہ دی ہے۔ جس کی وجہ سے دوسری زبانوں کا علم بھی اردو زبان میں شامل ہوا ہے اور جدید ادب کا حصہ بنا ہے۔ جدید اردو افسانہ نگاری میں سریندر پرکاش، رشید امجد احمد جاوید منشایاد اور اسد محمد خان نے کئی ایسے افسانے تحریر کیے ہیں جو کہ ایڈ یپس کمپلیکس کی مختلف صورتوں میں وضاحت کرتے ہیں۔ یہ افسانے چونکہ مکمل طور پر ایڈ یپس کمپلیکس کے نظریے کو بیان نہیں کرتے اس لیے ایڈ یپس کمپلیکس کے شکار کرداروں کی وضاحت ان میں ضرور نظر آتی ہے جو کئی حوالوں سے اہمیت رکھتی ہے۔ بنیادی طور پر ایڈ یپس کمپلیکس میں بچہ جب اپنے والد کہ جیسا بننے کی خواہش کرتا ہے تو اس کے اندر ایگو پیدا ہوتی ہے اور یہ ایگو وہ اپنے آئیڈیل سے حاصل کرتا ہے۔ یہ عمل بچے کے اندر ہارمونیکل تبدیلیاں پیدا کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کا رویہ اور سوچنے کا انداز بالکل تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے سیگمنڈ فرائیڈ لکھتے ہیں۔

"ہر فرد میں ایگو اور ایگو ائیڈیل کے درمیان کوئی لمبا چوڑا فرق نہیں ہوتا اور دونوں کا نہایت اسانی سے ملاپ ہو سکتا ہے۔۔۔ گروپ کے جذباتی ناتوں کا انحصار ایگو اور ایگو ائیڈیل کے فرق پر ہوتا ہے اس سے دو قسم کے رشتوں کی تشکیل ممکن ہوتی ہے۔ ایک میں فرد اپنے محبوب سے عینیت قائم کرتا ہے اور دوسرے میں وہ اسے ایگو ائیڈیل کی جگہ دے دیتا ہے۔ اس مفروضے سے ایگو میں مختلف تفریقاتی مدارج کا سراغ ملتا ہے جو اپنا ثبوت نفسیات کی متعدد شاخوں میں فراہم کر چکے ہیں۔"(۸)

بنیادی طور پر جدید نفسیات نے جن موضوعات کو ابھارا ہے جدید ادب میں اس حوالے سے کئی طرح کا ادب تحریر کیا جا رہا ہے۔ جدید اردو افسانے میں یہ موضوعات کئی حوالوں سے اہم سمجھے جاتے ہیں جہاں جدید نفسیات کا علم سے وقفیت ہونے کے ساتھ ساتھ ادب کے اہم کرداروں میں بھی اس کی شناخت کو ممکن بنایا جا سکتا ہے جو کسی بھی افسانہ نگار کے ذہن میں لاشعوری طور پر آیا اور اس نے کہانی کے طور پر پیش کیا۔ اس حوالے سے سریندر پرکاش کا افسانہ "برف پر مکالمہ" "دیگر احوال یہ ہے انور علی خان "رشید امجد کا افسانہ "یہ گھر" اسد محمد خان کا افسانہ، "دارالخلافے اور لوگ" اس حوالے سے اہم افسانے ہیں۔ ان افسانہ نگاروں کے علاوہ بھی جدید اردو افسانے میں اس موضوع کو کئی ٹیکنیکس کے ساتھ برتا گیا ہے۔

## ۵۔ لاشعوری ذہن:

فرائیڈ کی نفسیات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ فرائیڈ نے دماغ کو بنیادی طور پر تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ان کے نزدیک سب سے پہلے شعور اس کے بعد تحت الشعور اور اس کے بعد لاشعور موجود ہوتا ہے۔ فرائیڈ نے اپنے ایک مضمون میں لکھا تھا کہ لاشعور شاعروں کی ایجاد ہے۔ میں نے اس حوالے سے متعدد تحقیقات میں اس بات پر غور کیا ہے کہ شاعر ہی اصل میں لاشعور کو دریافت کرنے والے ہیں۔ فلسیوں نے اس کی تفہیم و تعبیر کی ہے اور لاشعوری عمل کی وضاحت کے لیے انسانی فکر کا مطالعہ کیا ہے جہاں ایک نئی دنیا آباد ہے۔ فرائڈ نے لاشعور کی وضاحت کرنے سے پہلے لاشعور کے بارے میں بتایا تھا کہ فلسفے کے قدیم علوم میں لاشعور کا تذکرہ کہیں نہ کہیں ملتا ہے اور شاعروں کے یہاں تو اس کا تصور کہیں زیادہ واضح ہے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ لاشعور کو سائنسی بنیادوں پر سمجھنے اور زندگی میں اس کی دخل اندازی کو سمجھنا نہایت اہم ہے چونکہ لاشعور ایک ایسی دنیا ہے جہاں کئی ایسی چیزیں موجود ہیں جنہیں فرد شعور کے احاطہ کار میں نہیں لا سکتا۔

فرائیڈ کے نزدیک ان کو سمجھنا ہی اہم ہے جو کہ فرد کی زندگی میں نئے امکانات کو پیدا کرتا ہے۔ فرائیڈ کی بنیادی تحقیقات کے دوران انہوں نے لاشعور کو مختلف زاویوں سے دیکھنے کی کوشش کی۔ بنیادی طور پر لاشعور میں چھپے خیالات کس طرح سے شعور کے احاطہ کار میں اسکتے ہیں اور ان کا انسانی زندگی پر کیا اثر ہوتا ہے ۔خواب بھی لاشعور کے اندر چھپے خیالات کے اظہار کا طریقہ ہے جس سے لاشعور کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ لاشعور کے ابتدائی مطالعات میں یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ فرد کبھی بیٹھے بیٹھے کوئی ایسی بات سوچتا ہے جو کا اس کو اندازہ بھی نہیں ہوتا اور اس نے کبھی سوچی بھی نہیں ہوتی ۔ ایسی بات کا تعلق لاشعور کے ساتھ جوڑا جاتا ہے۔ ہم کسی عمل کو لاشعوری عمل اس وقت مانتے ہیں جب کوئی ایسی بات ذہن میں اجائے جس کا ہم شعور نہ رکھتے ہوں۔ ڈاکٹر نعیم احمد لکھتے ہیں۔

"نفسی زندگی کے حقائق کی تشریح و توضیح کے لیے فرائیڈ پہلے لاشعور تہت الشعوراور شعور کے تصورات استعمال کرتا ہے۔۔۔ایک دفعہ فرائیڈ کے اعزاز میں اس ایک استقبالیہ دیا گیا جس میں اسے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اس سے نظریہ لاشعور کا خالق قرار دیا گیا اس پر فرائیڈ نے اعتراض کیا اور کہا کہ لاشعور کی دریافت میں نے نہیں بلکہ اس سے پہلے کئی فلسفیوں اور شاعروں نے اس کا تذکرہ کیا ہے اس کا کام صرف لاشعور کی دنیا کو سائنسی انداز میں سمجھانا اور پیش کرنا ہے (۹)"۔

فرائیڈ کے اس نقطہ نظر کے حوالے سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسانی ذہن لاشعوری عمل سے بہت پہلے آگاہ ہو چکا تھا لیکن اس کی دریافت اور سائنٹیفک طریقہ کار کا علم نہیں تھا جس کی وجہ سے یہ موضوع بحث نہیں بن سکا۔ سیگمنڈ فرائیڈ اور اس دور کے جدید نفسیات دانوں نے لاشعور کے عمل کو سمجھنے کے لیے تحلیل نفسی کا سہارا لیا جس کے ذریعے لاشعور میں چھپی کئی باتوں کا علم ہوا۔ فرائیڈ نے اپنی ۳۰ سالہ تحقیقات کے دوران مختلف مریضوں کے ذہنی عمل کا جائزہ لیا اور ان مریضوں کی لاشعوری ذہنی کارفرمائی کو سمجھتے ہوئے ان باتوں کی وضاحت کی گئی جس کی وجہ سے فرد کی نفسیات متاثر ہوئی تھی۔ جدید نفسیات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ فرائیڈ نے ڈپریشن کے کئی مریضوں کی تحلیل نفسی کے دوران ایسی باتوں کو سامنے لایا جس کا علم فرد کو نہیں تھا بلکہ اس کا تعلق فرد کے ماضی کے ساتھ جڑا ہوا تھا۔ ایسے واقعات جو کہ فرد اپنی زندگی میں بھول چکا تھا لیکن نفسیاتی طور پر وہ واقعات فرد کو کسی نہ کسی صورت میں پریشان کرتے تھے یا خوابوں میں ان پریشانیوں کو مختلف علامات میں ظاہر کرتے تھے جس کی وجہ سے فرد کا شعوری عمل انتشار کا شکار ہوتا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ جدید نفسیات نے ذہن انسانی کو سمجھتے ہوئے کئی ایسے معاملات کو حل کیا ہے جس کا تعلق لاشعور کے ساتھ استوار تھا۔

فرائیڈ بنیادی طور پر فرد کے ذہن میں پیدا ہونے والے چھوٹے چھوٹے خیالات کو موضوع بناتا ہے۔ جس سے لاشعوری عمل کی کار فرمائی کو سمجھا جا سکتا ہے۔ انسان جب سوچتا ہے تو اسے کئی چیزیں آسانی سے یاد آتی ہیں لیکن کچھ چیزیں آسانی سے یاد نہیں اتی بلکہ ان کے بارے میں سوچنا پڑتا ہے تب یاد آتی ہیں۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب چیزیں یاد نہیں آرہی تھیں تو تب وہ کہاں جاتی ہیں اور اگر ایک چیز جو کہ آپ کو کسی بھی صورت یاد بھی نہیں ہے اور کبھی وہ آپ کے سامنے آجاتی ہے تو اس کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے کہ یہ چیز کہاں سے آئی ہے۔ بنیادی طور پر فرائیڈ اس کا تعلق لاشعور کے ساتھ جوڑتے ہیں اور لاشعور کو ایک ایسی دنیا قرار دیتے ہیں جس میں بہت سی چیزیں موجود ہیں جو فرد کے احاطہ شعور میں نہیں۔ اس حوالے سے فرد کو اپنے لاشعوری ذہن کی طرف جھکاؤ کرنا پڑتا ہے اور اسے سمجھنے کے لیے اپنی زندگی کے چھوٹے چھوٹے افعال و اعمال کا جائزہ لینا پڑتا ہے جس کے راستے پر چل کر لاشعور تک رسائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ فرائیڈ کے نزدیک لاشعور سے مراد صرف ایسے خیالات نہیں ہیں جو ہمارے شعور کے احاطہ کار سے چھپے ہوئے ہیں بلکہ یہ تفصیل سے اس بات کا مطالعہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قبل شعور اور لاشعور میں ایسا فرق کیوں ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر اس فرق سے ہی ان کو علیحدہ کیا جاتا ہے اور ان کے مطالعے کا طریقہ کار وضع کیا جاتا ہے جس سے ان کو سمجھنے میں آسانی ہو سکتی ہے۔ ڈاکٹر سی اے قادر لکھتے ہیں۔

> "جو خیالات شعور میں موجود نہیں ہوتے وہ مخفی ہوتے ہیں یا لاشعور کا حصہ ہوتے ہیں۔ اس لیے فرائیڈ کہتا ہے کہ لاشعوری خیال وہ ہو گا جس کا ادراک ہم نہیں کر رہے ہوتے لیکن جس کا وجود دوسری کئی وجوہات کی بنا پر ہمیں تسلیم کرنا ہوتا ہے۔ سبھی لاشعوری خیالات ایک ہی نوعیت کے نہیں ہوتے کچھ آسانی سے شعور کی سطح پر آ جاتے ہیں اور کچھ کوشش اور جدوجہد کے بعد آتے ہیں انہیں قبل شعوری کہا جاتا ہے اور جو شعور کے احاطہ کار میں نہیں آسکتے۔ انہیں لاشعوری کہا جاتا ہے۔(۱۰)

جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ لاشعوری معاملات کے حوالے سے بھی کئی افسانے تحریر کیے گئے ہیں۔ یہ افسانے بنیادی طور پر کسی بھی فرد کے ایسے رویوں کو بیان کرتے ہیں جس میں

لاشعور کی کارگزاری نظر آتی ہے ۔ جدید اردو افسانے میں اس حوالے سے کئی افسانے اہم ہیں جن میں لاشعوری عمل کی وضاحت کو دیکھا جا سکتا ہے اس حوالے سے اسد محمد خان کا افسانہ "ایک میٹھے دن کا انت "اور داستان سرائے اہم افسانے ہیں۔اس حوالے سے سریندر پر کاش کا افسانہ "رک جاؤ"اور جیل خانی اہم افسانے ہیں ۔لاشعور کی کارگزاری کے حوالے سے منشایاد کا افسانہ "تماشہ "اور "تیسرا گھر " بھی ایسے ہی افسانے ہیں جن میں لاشعوری عمل کی کارگزاری کو دیکھا جا سکتا ہے۔

یہ افسانے بنیادی طور پر کلاسیکل افسانوں سے کہیں مختلف ہیں اور ان میں عموما کرداری افسانے لکھے گئے ہیں جو کہ کسی ایک فرد کے ذہنی عمل کی تفہیم و تعبیر میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔

## ڈاکٹر رشید امجد:

### ا۔خواب ماضی کی یادداشت:

رشید امجد جدید افسانہ نگاری میں ایسے افسانہ نگار ہیں جو مزاج کے اعتبار سے نفسیاتی افسانوں کو تخلیقی فنکاری کے ساتھ برتتے ہیں۔انہوں نے اپنے افسانوں میں فرائیڈ کے کئی نظریات کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ان کے یہاں بنیادی طور پر تخلیقی سطح پر وہ مسائل جو کہ افسانہ نگار اپنے نظریات میں پیش کرنا چاہتے ہیں عمدگی کے ساتھ تخلیقی سطح پر پیش کرتے ہیں۔

رشید امجد کا افسانہ" ڈوبتی پہچان " نمائندہ افسانہ ہے کہ افسانہ نگار نے کردار کے باطن میں چھپے اس مسئلے کو بیان کیا ہے جو کہ لاشعوری سطح پر اسے کئی حوالوں سے تنگ کرتا ہے۔یہ کردار بنیادی طور پر حالات اور وقت کے ساتھ ساتھ اپنی ماں کی قبر کی شناخت بھول چکا ہے۔اسے علم نہیں ہے کہ اس کی ماں کی قبر کون سی ہے ۔یہ خواب میں دیکھتا ہے۔ کہ اس کی ماں قبر کی حالت کی وجہ سے برے حال میں ہے۔یہ گلا کر رہی ہے کہ میرے بیٹے نے میری خبر نہیں لی۔یہ کردار بنیادی طور پر اپنی ماں کے حوالے سے سوچتا ہے اور لاشعوری طور پر خواب میں بھی ماں کی قبر کو ڈھونڈتا رہتا ہے۔اس خواب میں اس کے لیے ایک انجانہ سا خوف ہے جو اس کی ماں کے ساتھ جڑا ہوا ہے ۔افسانے میں علامات لاشعوری عمل کی طرف اشارہ کر رہی ہیں ۔بنیادی طور پر یہ

علامات اس کے اندر کا خوف ہیں جو خواب میں لاشعوری عمل کے طور پہ سامنے آجاتی ہیں اور کردار بے قرار ہو جاتا ہے۔رشید امجد لکھتے ہیں۔

"اب ہر رات وہ خواب دیکھتا کہ قبر کی چھت پر بیٹھی ہے۔پانی بوند بوند برس رہا ہے اور ماں سردی سے ٹھٹھر رہی ہے۔تصویر کے منظر میں اداس میلے کبوتر اڑ رہے ہیں ۔ان کی اڑان میں شکست اور تھکاوٹ ہے اور خوف جسموں پر دستک دے رہا ہے ۔جسم بھر رہے ہیں ریزہ ریزہ۔۔۔ریزہ ریزہ "(۱۱)

رشید امجد کا یہ افسانہ بنیادی طور پر ماضی کی یادداشت کو واضح کرتا ہے۔یہ اپنی ماں کی قبر کو خواب میں دیکھتا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کی ماں کی قبر کی حالت ٹھیک نہیں ہے اور بارشیں ہونے کی وجہ سے اس کی ماں بے سکون ہے بنیادی طور پر یہ واقعات اس کے لاشعوری دماغ کی اگاہی دیتے ہیں کہ وہ اس بات کو قبول نہیں کر پایا کہ وہ اپنی ماں کی قبر کو بھول گیا ہے اور اب اسے یاد نہیں ہے۔یہ کردار بنیادی طور پر اپنی ماں کی قبر کے دھوکے میں قبرستان کی ساری قبروں کو ٹھیک کرتا ہے لیکن اسے اپنی ماں کی قبر کہیں نہیں ملتی۔بنیادی طور پر یہ کردار ماضی کے ان واقعات کی طرف اشارہ کرتا ہے جن میں یہ اس قدر محو رہا کہ اسے اپنی ماں کی قبر کی نشانیاں بھی بھول گئیں۔بنیادی طور پر یہ لاشعوری ان خلا کی کیفیت اسے ہر بار خواب میں تنگ کرتی ہے اور وہ ماضی کے ان واقعات کی طرف لوٹتا ہے جو اس سے ہمیشہ تذبذب کا شکار رکھتے۔

فرائیڈ بنیادی طور پر ایسے ہی واقعات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ فرد کے ذہنی زندگی کو متاثر کرتے ہیں ان کو دور کر کے فرد بہتر فکری زندگی گزار سکتا ہے۔جدید دور میں نفسیات کے ان مسائل کی طرف توجہ دی گئی جن پر دنیا میں مختلف طرح کا ادب لکھا گیا۔جدید اردو افسانے کا دامن بھی ان موضوعات سے خالی نہیں ہے۔رشید امجد نے ان موضوعات پر متعدد افسانے لکھے جن میں" خواب رستہ"،"سوالیہ ہاتھوں کے دروازوں میں" اہم افسانے ہیں۔تخلیقی سطح پر مطالعہ کیا جائے تو یہ کسی بھی افسانہ نگار کا کمال ہے کہ وہ جدید نفسیات کے ان موضوعات کو کہانی کی شکل میں کردار کی نفسیات میں ایسے بیان کر پائے کہ وہ نفسیاتی المیہ پوری طرح سے تخلیقی سطح پر

افسانے کا حصہ بن سکے۔اس معیار کے حوالے سے رشید امجد کے افسانے متعدد حوالوں سے قاری کی توجہ کا مرکز بنتے ہیں چونکہ یہ اپنے افسانے کا بیانیہ ایسے تخلیق کرتے ہیں جو انسانی نفسیات کی باریکیوں کو بیان کرتے ہوئے کہانی کو تشکیل دیتے ہیں۔ان کا افسانہ ڈوبتی پہچان بھی بنیادی طور پر ویسے ہی گہرے نفسیاتی عارضے کو بیان کرتا ہے جس میں کردار اپنے لاشعور کی تہوں کو خواب کے اندر کھنگالتا ہے اور وہ المیہ جو کہ اس کے لاشعور میں کار فرما ہوتا ہے شعوری سطح پر اس کے سامنے آ جاتا ہے۔رشید امجد کے افسانوں کا اختصاص یہی ہے کہ وہ نفسیاتی پیچیدگیوں کو کہانی کی سطح پر لا کر بیان کرتے ہیں جو ان کی تخلیق میں ادبیت پیدا کرتا ہے۔

## ۲۔خواب ناآسودہ خواہشات کی تکمیل:

رشید امجد جدید افسانہ میں ایسے کئی موضوعات کو لے کر آئے ہیں۔ ان کا افسانہ"دشتِ امکان"اسی موضوع پر لکھا گیا افسانہ ہے۔یہ افسانہ ماں کے خواب کو بیان کرتا ہے۔جس میں وہ دیکھتی ہے کہ ان کے گھر میں خزانہ موجود ہے ۔یہ خواب بنیادی طور پر اس کو کئی مرتبہ آچکا تھا اور یہ خواب چونکہ خزانے کے حوالے سے ہے اور اس کی علامات بتاتی ہیں کہ یہ نا آسودہ خواہشات کی علامت کے طور پر ظاہر ہو رہا ہے جس میں خواب کو بطور ٹکنیک استعمال کیا گیا ہے۔

یہ خواب بنیادی طور پر نا آسودہ خواہشات کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ نا آسودگی کئی حوالوں سے ممکن ہے۔ اس کی پہلی جہد تو غربت ہے جس کو دور کرنے کے لیے کئی طرح کی کوششیں کی جاتی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ خواب ماں کی ناآسودہ خواہشات کو بھی بیان کرتا ہے۔ اس لیے کہ اس کا والد ایک عرصے سے مر چکا ہے اور بظاہر اس کی اب کوئی یاد نہیں رہی لیکن یہ خواب کی صورت میں سامنے رہتا ہے۔ رشید امجد افسانے میں لکھتے ہیں۔

> " خزانے والا خواب برسوں پرانا تھا ایک صبح ناشتہ کرتے ہوئے ماں نے کہا تھا مجھے یقین ہے کہ اس گھر میں کہیں خزانہ ہے اس نے ہنستے ہوئے کہا تو پھر نکال کیوں نہیں لائیں بس ماں نے جھرجری لی میں وہاں تک پہنچ گئی تھی لیکن کیا چھوٹی بہن نے جلدی سے پوچھا جب میں نے ہاتھ بڑھا کر اٹھانا چاہا تو ماں نے پھر جھرجھری لی ایک لمحے کے لیے جیسے خواب اس کی آنکھ میں مجسم ہو گیا کسی نے کلائی پکڑ لی وہ ہنس پڑا

خزانے کے سانپ کی بات تو سنی ہے لیکن سانپ نے کلائی کب سے پکڑنی شروع کر دی ہے ماں نے برا سا منہ بنایا اور بولی تم بس مذاق ہی اڑانے کے لیے ہو لیکن میں سچ کہتی ہوں اس گھر میں کہیں خزانہ ضرور ہے ایک د تم یاد رکھنا"(۱۲)

یہ خواب بنیادی طور پر ماں کی غربت کی علامت ہے اس لیے کہ اس اس افسانے کا بیانیہ یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ یہ ایک لور مڈل کلاس فیملی کا گھر ہے جہاں پر مختلف طرح کے مسائل ائے دن ان کو جھیلنے پڑتے ہیں اور خاص طور پر گھروں کے اخراجات بلوں کے اخراجات اور دوسرے اخراجات جہاں لور مڈل کلاس طبقے کو تنگ کرتے ہیں وہیں ایسے معاملات ان کے لاشعور میں منتقل ہو کر خواب کی صورت بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ ماں کا خزانے کا یہ خواب بنیادی طور پر ان کے لاشعور کی کار فرما ہی کو ظاہر کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ماں کے مرنے کے بعد یہ خواب اس کے بیٹے کو منتقل ہو جاتا ہے فرائڈ نے بہت سے ایسے خوابوں کا ذکر کیا ہے جو ماروثی طور پر منتقل ہوتے ہیں۔ بہت سے خواب جو کہ ہمارے آباؤ اجداد نے دیکھے ہوتے ہیں ہمارے لاشعوری ذہن میں منتقل ہو جاتے ہیں اور وہی خواب ہم دیکھتے ہیں جو ہمارے اباؤ اجداد نے دیکھے تھے یہ افسانہ بنیادی طور پر اسی طرح کے خواب کا تذکرہ کرتا ہے کہ دادی کا خواب پوتے کو منتقل ہوتا ہے بنیادی طور پر یہ رشید امجد کے افسانوں کا اختصاص ہے کہ وہ کسی بھی موضوع کو پیش کرتے ہوئے وضاحت کے ساتھ اس کے بیانیے کو ترتیب دیتے ہیں تاکہ آسانی سے سمجھا جاسکے
۔

اس افسانے کا بیانیہ بھی ایسے انداز میں ترتیب دیا گیا ہے جو کہ ان ناآسودہ خواہشات کو بیان کرتا ہے جو ماروثی طور پر منتقل ہوتی ہیں ۔جدید اردو افسانے میں رشید امجد اولین افسانہ نگار ہیں۔ جنہوں نے اس مرکزے پر افسانہ تحریر کیا ہے ایسے افسانے بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں جن کو ماروثی حوالوں سے ترتیب دیا گیا ہو۔ یہ افسانے چونکہ تخلیقی سطح پر کافی پیچیدگیاں رکھتے ہیں ۔اس لیے ایسے موضوعات کو کم کم ہی افسانوں میں برتا جاتا ہے رشید امجد کے ہاں ایسے افسانے کئی صورتیں حال میں لکھے گئے ہیں جو قاری کو خواب کے نئے زاویوں سے آگاہ کرتے ہیں۔ وقار عظیم لکھتے ہیں۔

" مغرب سے ہمارے افسانہ نگاروں نے بہت سی ملی ویڈیو چیزیں لی نفسیاتی شعور کی رو کا نظریہ اور نفسیاتی گہرائی میں ڈوبی ہوئی کردار نگاری لارنس کے افسانوں سے جنسی جذبے کی تسکین اور اس کے مادی نتیجوں کی مصوری چیخوف کا دیا ہوا انسانی محبت کا جذبہ فرائیڈ کی نفسیات اور اس کے نظریے کی گود میں پلے ہوئے نئے اشارے کنارے اظہار خیال کا زیادہ بامعنی زیادہ تصور اور پر تاخر طرز اظہار"(۱۳)

## ۳۔خواب جنسی خواہشات کی تکمیل:

جنسی خواہشات کی تکمیل کے حوالے سے رشید امجد کے یہاں کئی افسانے لکھے گئے ہیں۔جدید اردو افسانے میں رشید امجد نے عموماایسے موضوعات پر افسانے لکھے ہیں جو جدید نفسیات کو پیش کرتے ہیں اور آج کے انسان کی نفسیات کی ایسی گتھیوں کو سلجھاتے ہیں اور جدید نفسیات کی ذیل میں آتی ہیں۔جدید نفسیات کے تراجم کے ساتھ جدید ادب میں بھی کئی طرح کی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں جو کہ جدید نفسیات کے موضوعات کی وجہ سے ہیں۔اردو زبان میں نفسیات کے جدید تراجم کے ساتھ کئی ایسے موضوعات سامنے آئے ہیں جو پہلے افسانوی ادب کا حصہ نہیں تھے لیکن فرائیڈ، ژونگ، ایڈلر وغیرہ کے تراجم نے ادب میں نئی طرح ڈالی اور ایسا ادب تخلیق ہونے لگا جو انسانی نفسیات کی گتھیوں کو سلجھاتا تھا بلکہ ذہنی انسانی کی نئی تفہیم و تعبیر کرتا تھا۔بنیادی طور پر یہ عمل تحلیل نفسی کے ذریعے ہی ممکن ہوا فرائیڈ نے ذہن انسانی کے حوالے سے کئی طرح کے نظریات پیش کیے ہیں جس میں اہم نظریہ جنس کا ہے اور اس نظریے کا اثر انسان کی زندگی پر کافی گہرا ہوتا ہے۔

فرائیڈ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ جنس انسانی زندگی پر غالب رہتی ہے اور اس کے شعوری اور لاشعوری عوامل میں اس کا کئی سطح پر عمل دخل ہوتا ہے جس کو سمجھنے کے لیے۔جدید نفسیات کا سہارا لینا پڑتا ہے فرائیڈ کے نزدیک تحلیل نفسی ایک اہم عمل ہے جو کسی بھی فرد کے ذہن کے لاشعوری عوامل کا مطالعہ کرتی ہے اور اسے فرد کی زندگی کے ساتھ جوڑتی ہے۔رشید امجد کا افسانہ "جاگنے کو ملادیوے خواب کے ساتھ" بھی ایک ایسا ہی افسانہ ہے جو کہ دو کرداروں کے دو خوابوں کو پیش کرتا ہے۔پہلا خواب ایک عورت کا ہے جو کہ خواب میں جنسی عمل سے گزرنے کے بعد ایک بچے کو دیکھتی ہے اور دوسرا خواب اس بچے کا ہے جو کہ ماں

کی کوکھ کی لذت سے باہر نہیں آیا۔ وہ دنیا کو بھی ماں کی کوکھ کی طرح سمجھتا ہے اور لذت محسوس کرتا ہے۔ رشید امجد لکھتے ہیں۔

"یہ جو چند لمحوں کے لیے غوطہ سالگ جاتا ہے اور ہم کچھ دیر کے لیے اپنے آپ کو کسی اور دنیا میں پاتے ہیں تو لمحہ بھر کے لیے سارے رشتے سارے سلسلے گڑبڑ ہو جاتے ہیں۔ میں جو دریا پر بہتا ایک پھول تھا اور جسے میری ماں نے اٹھا کر جھولی میں ڈال دیا تھا۔ کہاں سے بہتا ہوا آ رہا تھا۔۔۔ کیا یہ زمانوں سے ماورا کسی پر اسرار ماضی کی کشش ہے یا کہیں آگے نکل جانے کی خواہش۔ میرا یہ سفر تو ایک دائرہ ایک زبان کا پابند ہے۔"(۱۴)

بنیادی طور پر جدید نفسیات کے ان موضوعات پر کئی طرح کے افسانے لکھے گئے ہیں رشید امجد کا یہ افسانہ بنیادی طور پر ایک ایسے کردار کو پیش کرتا ہے جو ماں کی کوک میں رہنے کے عمل کو دنیا کے ساتھ جوڑ کر دیکھتا ہے۔ وہاں کا سکون اور وہاں کی لذت کا عمل کردار کو جنسی لذتیت کی طرف مائل کرتا ہے جس میں اسے یہ دنیا خواب کی طرح معلوم ہوتی ہے اور وہ اس خواب کو ماں کے خواب کے ساتھ جوڑ کر دیکھتا ہے جہاں وہ اپنے بیٹے کو ایک پھول کے روپ میں دیکھ رہی ہے۔ یہاں پر ماں کا بیٹے کو پھول کے روپ میں دیکھنا بھی جنسی خواہش کی فسوں کاری کو ظاہر کرتا ہے۔ بنیادی طور پر جدید افسانے کے یہ موضوعات اپنے اندر فکری بالیدگی اور موضوعاتی پیچیدگی دونوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس حوالے سے رشید امجد کا افسانہ "بنجر لہو کا منظر" بھی جدید نفسیات کے موضوعات کو پیش کرتا ہے۔

یہ افسانہ بھی جنسی ناآسودگی کے گرد گھومتا ہے اور اپنے فکری خدوخال فرائیڈ کے نظریے سے تعبیر کرتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ افسانہ ایک کیسے کردار کو پیش کرتا ہے جو اپنی بیوی اور بیٹی سے بہت پیار کرتا ہے لیکن ایک فکر بھی اسے اندر ہی اندر بیٹی کے حوالے سے ستائی جا رہی ہے اس لیے کہ وہ بڑی ہو رہی ہے۔ بنیادی طور پر یہ کردار بیٹی کے جنسی عمل کی وجہ سے پریشان ہے جس کو یہ خواب میں دیکھتا ہے۔ خواب میں یہ دیکھنے کا عمل اس کی روزمرہ کی زندگی کو متاثر کرتا ہے اور لاشعوری طور پر یہ ایسے افعال و اعمال کرتا ہے جو اس کے اندر کے بکھراؤ کو ظاہر کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ کردار نفسیاتی طور پر کئی طرح کی الجھنوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ رشید امجد لکھتے ہیں۔

"میں خواب دیکھتا ہوں کہ جیسے خوبصورت باغ میں ہوں۔چاروں طرف پھول کھلے ہیں۔ پھل شاخوں سے جھول رہے ہیں پرندے چہچہا رہے ہیں۔میری بیوی کہتی ہے کتنی اچھی خوشبو ہے ۔امی پھول کتنے پیارے ہیں۔میری بیٹی چہکتی ہے مگر اس کی اواز تیز شور میں ڈوب جاتی ہے ۔سوروں کا ایک گروہ کا گروہ شور مچاتا دندناتا باغ کی دیواروں کو توڑ تاروی شو کیاریوں اور پودوں کو روندتا چاروں طرف پھیل جاتا ہے۔میری بیٹی میری بیٹی میں ایک طرف بڑھتا ہوں درد کی ایک ٹیس "(۱۵)

یہ افسانہ بنیادی طور پر جنسی عمل کی وضاحت ایک ایسے عمل کے ذریعے کرتا ہے جو کہ معاشرتی نظام کے درست نہ ہونے کی وجہ سے انسانی نفسیات کو متاثر کرتا ہے۔یہ کردار اپنی بیوی سے خواب میں جنسی عمل کی تسکین اور پھر بیٹی کو ایک ایسے جنسی جذبے سے گزرتے ہوئے دکھانا جو اس کے ارادے کے خلاف ہے ۔انسانی نفسیات کی جنسی گتھیوں کو کوئی طرح سے کھولتا ہے۔جدید نفسیات عموما ایسے رویوں کا مطالعہ تحلیل نفسی کے ذریعے کرتی ہے جو کہ نفسیاتی طور پر کردار کا مطالعہ کرتی ہے اور ان علامات کو واضح کرتی ہے جو کسی بھی کردار میں ظاہر ہوتی ہیں۔رشید امجد کے ہاں فرائیڈ کے نظریات کے حوالے سے کئی افسانے ملتے ہیں جو موضوعاتی سطح پر جدید نفسیات کو پیش کرتے ہیں۔اس حوالے سے سریندر پرکاش بھی اہم افسانہ نگار ہیں جنہوں نے فرائیڈ کے نظریے جنس کے حوالے سے متعدد افسانے لکھے ہیں۔یہ افسانے جہاں فرائیڈ کے نظریات کو پیش کرتے ہیں وہیں اپنے معاشرے کا ایسا عکس بھی پیش کرتے ہیں جس کے مختلف کردار کئی حوالوں سے جنسی ناآسودگی کا شکار ہیں۔

### ۴۔ایڈیپس کمپلکس:

رشید امجد کا افسانہ "یہ گھر" بھی اسی موضوع پر لکھا گیا افسانہ ہے۔اس افسانے میں ایک ایسے کردار کی کہانی بیان کی گئی ہے جو اپنے باپ کے طور طریقوں کے مطابق زندگی گزار رہا ہے لیکن ان طور طریقوں میں وہ کافی گھٹن محسوس کرتا ہے جس کی وجہ سے اسے باپ سے نفرت ہوتی ہے اور وہ رات خواب میں خود کو ایک کبوتر کے روپ میں دیکھتا ہے۔یہ خود کو آزاد محسوس کرتا ہے اور ان طور طریقوں سے دور رکھنے کی کوشش کرتا ہے جو کہ اسے باپ کی طرف سے وراثت میں ملے ہیں۔یہ کردار کوئی کام نہیں کرتا اور صرف اپنے باپ

کے بنائے ہوئے مکان کا کرایہ کھاتا رہتا ہے اور اسی خول میں بند رہتا ہے جس میں اس کا باپ رہا کرتا تھا۔ اس حوالے سے رشید امجد لکھتے ہیں۔

"اسی رات میں نے خواب میں دیکھا ایک سفید کبوتر خلا میں اڑا جا رہا ہے۔ اس کے پیچھے پیچھے میں لیکن میں جسم سے باہر ہوں۔ ایک نقطہ سا ہے۔ جیسے اپنے ہونے کا احساس ہے۔ کبوتر اڑا جا رہا ہے اور لمحہ بہ لمحہ ایک بلیک ہول کے قریب ہوتا جا رہا ہے لیکن اس کی اڑان میں ایک ایسی مستی اور جلال ہے کہ وہ اپنا ہی رخ اختیار کر رہا ہے اور میں جو صرف ایک نقطہ ہوں ہونے کے احساس کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے بلیک ہول کی کشش سے بچنے کی کوشش کر رہا ہے۔"(۱۶)

بنیادی طور پر ایڈ پس کمپلیکس کا تصور فرائیڈ کے نزدیک ایسا ہے جس کا ادراک فرد کو نہیں ہوتا۔ اس سے پہلے یہ اپنے لاشعوری ذریعہ اظہار تک محدود رہتا ہے جو کہ شعور کے پردے پر اپنی علامتوں کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ کسی بھی بچے کے اندر یہ پیدا ہونا فطری ہے لیکن کچھ وجوہات کی بنا پر یہ کمپلیکس ذہنی بیماری کی صورت اختیار کرتا ہے۔ اس کا تعلق بچے کی ماضی کی زندگی کے ساتھ ہوتا ہے جہاں وہ اپنے ماں باپ کو کسی ایسے جذبے میں گرفتار دیکھتا ہے کہ اس کے اندر ہارمونل تبدیلیاں پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ تبدیلیاں اپنے اندر مثبت یا منفی ہو سکتی ہیں لیکن سیگمنڈ فرائڈ کے نزدیک زیادہ تر کیسز میں یہ منفی اثرات مرتب کرتی ہیں۔ بچے کی ایگو کی بڑھوتری میں بھی ایڈیپس کمپلیکس کا عمل دخل ہوتا ہے جو کہ بچے کے اندر کئی طرح کی مثبت تبدیلیاں پیدا کرتا ہے۔

### ۵۔لاشعوری ذہن:

رشید امجد کا افسانہ "بے راستوں کا ذائقہ" بھی اہم افسانہ ہے یہ افسانہ ایک لاشعوری کیفیت کو ظاہر کرتا ہے جس میں فرد اپنی ذات میں گم ہوتا جاتا ہے اور کوئی راستہ نہ ملنے کی وجہ سے اسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مر چکا ہے۔ لاشعور کی کار فرمائی اس سے سب کچھ کرنے کا موقع دیتی ہے لیکن وہ اس کیفیت سے باہر نہیں آپاتا۔ وہ اپنی موت سے گفتگو کرتا ہے جو کہ ہر لمحہ اس کے قریب ہے۔ موت اس کردار سے مکالمہ کرتی ہے اور کردار موت سے پوچھتا ہے کہ تم کہاں موجود ہو موت اسے بتاتی ہے کہ میں کہیں باہر موجود نہیں ہوں بلکہ تمہارے ہی اندر موجود ہوں اور تمہیں لینے ائی ہوں یہ خود سے باہر اتا ہے اور کہتا ہے کہ میں باہر ہوں اور

میرے جسم میں موت موجود ہے یہ کردار اسی مخمصے میں قید رہتا ہے اور اپنے اپ کو یہ باور نہیں کروا پاتا کہ وہ زندہ ہے بلکہ اسے ہر لمحہ یہی محسوس ہوتا ہے کہ میں مر چکا ہوں۔ رشید امجد لکھتے ہیں۔

"وہ سہم گیا اور ڈری آواز میں بولا کون۔ موت نے سر گوشی کی دروازہ کھولو میں۔ دروازہ نہیں کھولوں گا۔ وہ کپکپاتی آواز میں بولا میں تمہیں اندر نہیں آنے دوں گا۔ موت کھل کھلا کر ہنسی میں تو تمہارے اندر ہی ہوں تو پھر یہ باہر سے دروازہ کون کھٹکا تا رہا ہے۔ تم خود۔ میں اس نے بکھلا کر اپنے سارے وجود کو ٹٹولا۔ وہ کھل کھلا کر ہنسی اور ہنستے ہنستے دوہری ہو گئی تو میں اپنے جسم سے باہر ہوں اور موت میرے اندر ہے۔"(۱۷)

یہ موضوع جدید افسانے کا موضوع خاص رہا ہے۔ ۱۹۶۰اور ۷۰ کی دہائی کے لکھنے والوں نے لاشعوری عمل کو موضوع بنایا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ شعور کی رو اور ازاد تلازمہ خیال کی تکنیک کے استعمال سے لاشعور کی کارگزاری کو افسانوں میں ظاہر کیا گیا ہے۔

## منشا یاد:

### ا۔ خواب ماضی کی یادداشت:

منشا یاد نے بھی خواب کی ٹیکنیک میں ماضی کی یادداشتوں پر مانی خیز اسان نے تحریر کیے ہیں۔ ان کے یہاں بھی تخلیقیت پوری طرح سے افسانے کا حصہ ہے اور ماضی کی یادداشت کے حوالے سے انہوں نے "دوپہر اور جگنو" افسانہ تحریر کیا ہے۔ یہ افسانہ بنیادی طور پر بنگلہ دیش کے پس منظر میں لکھا گیا ہے۔ یہ کردار خواب میں دیکھتا ہے کہ بنگلہ دیش ہم سے علیحدہ ہو گیا ہے اور جنگ کے مناظر جو یہ خواب میں دیکھتا ہے وہ اسے بہت ہی افسردہ کر دیتے ہیں۔ بنیادی طور پر ان دنوں میں بنگلہ دیش پاکستان سے علیحدہ ہو گیا تھا جو کہ لاشعوری طور پر افسانہ نگار کے دماغ میں رہ گیا اور انہوں نے خواب کی صورت میں اس کو بیان کیا۔ یہ افسانہ اپنے اندر نہایت دلچسپی کا

حامل ہے اس لیے کہ اس میں فرائیڈ کے نظریے خواب کو کمال باریک بینی سے افسانے کا حصہ بنایا گیا ہے جو کہ تخلیقی سطح پر مکمل معنویت کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔

جدید اردو افسانے میں منشا یاد کااختصاص یہ ہے کہ وہ اپنے موضوعات کو مکمل تخلیقیت کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔بنیادی طور پر منشا یاد ایسے افسانہ نگار ہیں جو اپنے مطمع نظر کو تخلیقی سطح پر برتنا جانتے ہیں ۔انہوں نے بنگلہ دیش کے حوالے سے جو مذکورہ افسانہ خواب کی تکنیک میں پیش کیا ہے۔ اپنے اندر تخلیقی اظہار رکھتا ہے جو کہ کہانی کی سطح پر کئی انداز میں دیکھا جا سکتا ہے ۔بنیادی طور پر جدید نفسیات فکر کے ان زاویوں کا بھی احاطہ کرتی ہے جو لاشعوری سطح پر ابھرتے ہیں اور فرد ان میں چھپی معنویت کو کھوجنے کے لیے علامات کا سہارا لیتے ہوئے آگے بڑھتا ہے اور فکری سطح پر لاشعوری جذبات و خیالات کا اظہار کرتا ہے جو کہ خواب کے اس موضوع میں معنویت کے ساتھ سامنے آئے ہیں۔منشا یاد افسانے میں لکھتے ہیں۔

> "خواب ؟وہ سوال کرتا ہے تو کیا یہ سب خواب تھا۔۔۔مگر کیسا بھیانک طویل اور مکروہ خواب۔ہاں ہاں یہ خواب ہی تو تھا ایک ہولناک خواب۔رضائی میں لیٹے لیٹے وہ دیوار پر لگی کھڑکی کی طرف دیکھنے لگتا ہے ۔۔۔اس کی نظر روشندان پر لگے ہوئے خاکی رنگ کے کاغذ پر پڑتی ہے۔اس کھرچے ہوئے کاغذ کو دیکھ کر اسے بلیک آؤٹ یاد اتا ہے پھر اس کے کان میں سائرن کی آواز گونجتی ہے۔خندق۔۔۔دھماکہ۔۔۔خون۔۔۔ لاشیں۔۔۔دھواں اور گھپ اندھیرا مگر یہ سب خواب تھا۔بنگلہ دیش۔مکتی باہنی۔عجیب وحیات خواب تھا"(۱۸)

یہ افسانہ بنیادی طور پر لاشعور کے اس وقوع کو بیان کرتا ہے جو لاشعوری طور پر خواب میں ظاہر ہوتا ہے اور پھر شعور کی سطح پر اکر اپنے خد و خال واضح کرتا ہے۔کردار جس مشکل میں مبتلا ہوتا ہے۔بنیادی طور پر وہی سچ ہے اور اسی کو وہ اپنی انکھوں سے اخبار کی سرخی پر بھی دیکھتا ہے لیکن اس کا ذہن اس بات کو قبول نہیں کر پاتا جو کہ لاشعوری سطح پر اس کے دماغ میں ہلچل پیدا کرتی ہے۔بنیادی طور پر خواب میں ماضی کے وہ واقعات جن کا اثر کردار کی شخصیت پر گہرا ہوتا ہے کبھی کبھی اپنے پورے احساس کے ساتھ سامنے آجاتے ہیں۔جس سے کردار دوبارہ

سے اپنے ماضی کے واقعات کو کریدنے لگتا ہے اور ان چیزوں میں دلچسپی لیتا ہے جو اس کی فکر کے قریب ہوتی ہیں ۔بنیادی طور پر یہی باتیں نفسیاتی عارضی کا سبب بنتی ہیں جہاں کردار حقیقت کو تسلیم نہ کرتے ہوئے غیر حقیقی دنیا کو ہی اپنی حقیقی دنیا بنا لیتا ہے۔نفسیاتی سطح پر یہ معاملات خواب میں مختلف علامات کی صورت اختیار کر کے اپنا اظہار کرتے ہیں جس سے فرد نفسیاتی طور پر تذبذ کا شکار ہو جاتا ہے ۔منشایادنے اس حوالے سے کئی افسانے تحریر کیے ہیں جن میں کچی پکی قبریں ،پھولوں سے لدی شاخیں ،چادر چاہ موضوعات کے قریب افسانے ہیں۔

## ۲۔خواب ناآسودہ خواہشات کی تکمیل:

منشا یاد کا افسانہ" کرچیاں ایک خواب کی" بنیادی طور پر ایک ایسا افسانہ ہے جو ایک ایسے شخص کے لاشعوری عوامل کا وقوع بیان کرتا ہے جو اس زندگی کے معاملات سے تھک چکا ہے ۔اس کا ذہن ان تمام معاملات سے آسودگی چاہتا ہے وہ سمجھنا چاہتا ہے کہ وہ دن بھر جس روٹین کا حصہ رہتا ہے اس روٹین کا کیا مقصد ہے اس کا کیا مطلب بنتا ہے ۔بنیادی طور پر یہ زندگی کی بنیادی روٹین اور اس کے معاملات سے اکتاہٹ محسوس کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ ایک خواب دیکھتا ہے ۔یہ خواب بنیادی طور پر اس کی ان نا آسودہ خواہشات کو بیان کرتا ہے جو کہ اسے یہاں پر جھیلنا پڑتی ہیں۔ یہ بنیادی طور پر زندگی کے معاملات سے تنگ آ چکا ہے اور یہ آسودگی کے لیے فراغت کے وہ لمحات چاہتا ہے جو کہ کسی بھی شخص کو میسر آنے چاہیے تو یہ خواب میں دیکھتا ہے۔ منشا یاد لکھتے ہیں۔

> "اسے خواب بہت آتے تھے کیونکہ اسے نیند بہت آتی تھی، کیا دیکھتا ہے کہ سور پھونکا گیا ہے اور سب حشر کے میدان کو چلے گئے ہیں صرف ایک وہ پیچھے رہ گیا ہے ۔یہ سوچ کر خوش ہوتا ہے کہ شہر کی ہر چیز اب اس کی ہے ہزاروں مکانات کوٹھیاں ،محل مارکیٹیں، پلازے اور بازار تانگے گھوڑے اور کاریں کھانے پینےاور برتنے کی ہر چیز پر اس کا قبضہ ہے ۔کوئی چھیننے والا منع کرنے اور بانٹنے والانہیں۔ ایک خوبصورت بگی میں بیٹھ کر سارے شہر کا چکر لگاتا ہے۔ اس کے بعددوسرا اور اور پھر تیسرا چکر"(۱۹)

یہ افسانہ بنیادی طور پر انسان کی اس خواہش کو ظاہر کرتا ہے جہاں انسان یہ چاہتا ہے کہ اسے دنیا کی تمام چیزوں پر دسترس حاصل ہو لیکن عام زندگی میں یہ ممکن نہیں ہو پاتا ۔اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں موجود چیزوں کو حاصل کرنے کے لیے جدوجہد اور محنت کرنا پڑتی ہے جس کے نتیجے میں انسان تھکاوٹ محسوس کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ تمام چیزیں لاحاصل ہیں ۔ان کو حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ بنیادی طور پر یہ پیغام لاشعور میں منتقل ہو جاتا ہے جو خوابوں کے ذریعے اپنی تعبیر کو ممکن کرتا ہے۔ اس افسانے میں بھی یہی دکھایا گیا ہے کہ یہ کردار جو کہ زندگی کے بہت تنگ ہے ۔وہ دیکھتا ہے کہ دنیا خالی ہو چکی ہے اور اب یہ تمام چیزیں جو پہلے پوری دنیا کے تصرف میں تھیں اب یہ اس کے پاس آ چکی ہیں ۔بنیادی طور پر خواب کا مرکزہ لاشعوری عوامل کے ساتھ جڑا ہوا ہے جو کہ اس کر دار کو مختلف حوالوں سے تنگ کرتا ہے۔ اس لیے یہ عمل خواب کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور اپنی تکمیل تک پہنچتا ہے۔ منشایاد کے افسانوں میں یہ اہم بات ہے کہ وہ کہانی کو واقعات کے تسلسل میں ایسے بیان کرتے ہیں۔ کردار کی نفسیات فکری سطح پر اپنی وضاحت پیش کرتی ہے۔ جس سے افسانے کی گزر گاہوں کا اندازہ ہوتا ہے۔

## ۳۔ایڈیپس کمپلکس:

اس حوالے سے منشایاد کا ایک افسانہ "غول بیابانی" بھی اہم افسانہ ہے۔اس افسانے میں بنیادی طور پر ایک خواب بیان کیا گیا ہے جو کہ اس کردار کا دوست اسے سناتا ہے۔یہ کردار جو اپنے دوست کی زندگی کے تانے بانے دیکھ رہا ہوتا ہے اسے بھی اس کا خواب سن کر دہشت محسوس ہوتی ہے۔یہ خواب بنیادی طور پر ایڈیپس کمپلیکس کے کئی حصوں کو بیان کرتا ہے لیکن ایڈیپس کمپلیکس کی مکمل وضاحت نہیں کرتا۔ یہ کہانی بنیادی طور پر ان بچوں کی ہے جن کی وجہ سے والدین پریشان ہوتے ہیں اور ہجرت کرتے ہیں۔منشایاد افسانے میں لکھتے ہیں۔

> "وہ خواب کی بات ٹالنا چاہتا تھا۔اس کا خیال تھا وہ ایک روز میں وہ خود ہی بھول جائے گی یا خواب کی ہولناکی کم پڑ جائے گی لیکن ایسا نہ ہو سکا اور اسے خواب کا بوجھ بانٹنا ہی پڑا۔اس کا خواب سن کر وہ خود بھی دہل گیا تھا ایک زیر زمین قید خانے میں دڑبوں میں بند مرغیوں کی طرح بہت سے چھوٹے بڑے بھوکے بچے بلک رہے تھے۔آدم خور دروازہ کھول کر اندر آتے اور ان میں سے

چند ایک کو پکڑنے کی کوشش کرتے تو وہ خوف سے ادھر ادھر بھاگنے اور ایک دوسرے کے پیچھے چھپنے کی ناکام کوشش کرتے"(۲۰)

منشا یاد نے کردار کی باطن میں جھانکتے ہوئے بہت سی ایسی باتوں کو بیان کیا ہے جو کہ فرائیڈ کے نظریے کی وضاحت کرتی ہیں۔ اس افسانے میں خواب کی کئی علامات ،زیر زمین ڈربوں کا ہونا ،بچوں کا بلکنا ،چھپنے چھپانے کی کوشش، ایڈیپس کمپلیکس کی وضاحت کرتی ہیں ۔ اس لیے کہ ان علامات کے پیچھے گہرا لاشعوری عمل کار فرما ہوتا ہے جو کہ شعور کے پردے پر آئے بغیر اپنا اظہار کرتا ہے۔ بچوں کو چیخ و پکار کرنا جیسی خواب میں علامات ائی ڈی پس کمپلیکس کو ہی ظاہر کرتی ہیں۔ سگمنڈ فرائڈ اس حوالے سے مریض کی بچپن کی ہسٹری کے بارے میں معلوم کرتے ہیں اور ایسے واقعات کا کھوج لگاتے ہیں جو شعوری معاملات میں مداخلت کا سبب بنے۔ اسی سے ہی معلوم ہو سکتا ہے کہ کوئی بھی فرد اس سے کس طرح سے متاثر ہوا ہے۔ ڈاکٹر شفیق انجم لکھتے ہیں

"سیگمنڈ فرائیڈ کے نظریات کو کلاسیکل تحلیل نفسی کہا جاتا ہے۔ایک معالج کی حیثیت سے عملی زندگی کا اغاز کرنے کے بعد انہیں جو مشکلات پیش آئیں وہی آئندہ ان کے نظریات کا محرک بنیں۔ اپنے مریضوں کے مطالعے سے وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ انسانی شخصیت تمام تر سیاسی عوامل کے تابع ہے۔ زندگی کا ہر خلل کسی نہ کسی نفسیاتی خلل کا نتیجہ ہوتا ہے اور متوازن شخصیت کا تصور نفسیاتی توازن کے بغیر ممکن نہیں۔ فرائیڈ نے اپنے اس نظریے کی تشریح ایک باقاعدہ فلاسفی کے تحت کی اور مختلف حوالوں سے اس سلسلے میں دلائل باہم پہنچائے۔"(۲۱)

## اسد محمد خان:

### ا۔خواب ناآسودہ خواہشات کی تکمیل:

اسد محمد خان کا افسانہ دست خداوند کی تحریر بھی فرائیڈ کے نظریے خواب کے حوالے سے لکھا گیا ہے اس میں ایک قیدی کے خواب کو بیان کیا گیا ہے جو قید خانے میں ایک خواب دیکھتا ہے ۔وہ خواب بنیادی طور پر اس قیدی کے اپنی ذات کے حوالے سے ہوتا ہے کہ وہ یہاں جس مقدمے میں پھنسا ہوتا ہے ۔وہ کوئی اتنا بڑا ادمی نہیں ہوتا جو اسے سزا سزا دلواتا ہے بلکہ اس کے مقابلے میں بہت ہی حقیر ادمی ہے ۔

یہ بنیادی طور پر جیل خانے میں اپنی سزا کاٹ رہا ہے اور سزا کاٹتے ہوئے اس کو کافی دن ہو گئے ہیں اور اسے اب پھانسی کی سزا دی جانی ہے ۔اس سے پہلے خوابوں میں وہ ان ناقودہ خواہشات کی تکمیل کرتا ہے جو کہ حقیقت میں ممکن نہیں ہوتی بلکہ وہ جس مقدمے میں پھنستا ہے وہ بھی علامتی طور پر خواب میں ظاہر ہوتا ہے ۔یہ خواب بنیادی طور پہ اس کے لاشعور کی کار فرمائی ہے جو کہ خواب کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے بظاہر یہ قید میں ہے لیکن اس پر خواب کا کافی غلبہ ہے جس نے اسے نفسیاتی طور پر اس پر کافی اثر کیا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ اس موت کو بھی جھولتے ہوئے دیکھ رہا ہے جو اس کے سر پر ان پہنچی ہے۔ بنیادی طور پر یہ خواب میں انہی چیزوں کو دیکھتا ہے۔اسد محمد خان لکھتے ہیں۔

> "میں نے دوبارہ خواب دیکھا کہ ریت کے ذرے تین ہیں۔ وہ اس طرح سے بڑھتے گئے یہاں تک کہ قید خانے ان سے بھر گیا اور میں ریت کے ان نصف کُرے میں دم توڑنے لگا۔ میں نے محسوس کیا میں مٹ رہا ہوں ریت میرے دہانے کو کچلے دے رہی تھی مگر میں چیخ اٹھا کے خواب کی ریت مجھے ہلاک نہیں کر سکتی اور خواب اندر خواب کا کوئی وجود نہیں ایک درخشندگی میں مجھے بیدار کر دیا بالائی تاریکی میں روشنی کا ایک دائرہ نمودار ہوا مجھے جیلر کا چہرہ ہاتھ چرخی سا گوشت کے ٹکڑے اور مرتبان نظر آئے۔"(۲۲)

اس افسانے کا کردار بنیادی طور پر اس واقعے کو علامتی سطح پر دیکھتا ہے جو اس کے ساتھ زندگی میں پیش آیا تھا ۔اس خواب میں ریت صحرا کی علامات ظاہر کرتی ہیں کہ وہ کسی ایسے معاملے میں گرفتار ہوا ہے جس کی حیثیت ریت کے ذرے کے برابر بھی نہیں تھی لیکن اس ریت کے ذرے نے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور وہ جیل میں موجود ہے ۔یہ بنیادی طور پر لاشعوری عمل کے ذریعے اپنے خواب میں دیکھتا ہے اور یہی خواب اسے بار بار تنگ کرتا ہے اس لیے کہ یہ ہر گزرتے دن کے ساتھ موت کے قریب ہو رہا ہے اور موت کا خوف بھی خواب میں علامت کی صورت پوری طرح سے ظاہر ہوتا ہے جہاں یہ خوف محسوس کرتا ہے کہ ابھی میں ان رائی کے دانوں کے نیچے آجاؤں گا اور میری موت ہو جائے گی یہ ریت مجھے مار دے گی اس

کردار کا خواب بنیادی طور پر اس کی زندگی کے اہم واقعات کے ساتھ جڑا ہے جو کہ شعوری سطح پر موجود نہیں ہیں لیکن لاشعوری سطح پر وہ اپنا مکمل اظہار کرتے ہیں۔

بنیادی طور پر موت کا خوف کئی ایک طرح کے انسان میں موجود خائف کو جگا دیتا ہے اس لیے فرد جان لیتا ہے کہ اب میری زندگی کی کہانی ختم ہونے والی ہے اور میں اپنے ہی اعمال کی وجہ سے اپنی زندگی کو گنوا دوں گا یہ خوف بنیادی طور پر اسے مسائل میں مبتلا کرتا ہے اسد محمد خان نے اس افسانے میں تخلیقیت کے ساتھ پیش کیا ہے چونکہ یہ کردار جیل میں ہے اور اسے اپنی ماضی کے وہ واقعات لاشعوری طور پر تنگ کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ جیل میں ایا تھا ۔

### ۲۔لاشعوری ذہن:

اس حوالے سے جدید اردو افسانے میں اسد محمد خان کا افسانہ "داستان سرائے" بھی ایک ایسا ہی افسانہ ہے جس میں ایک کردار ایک خواب سرائے میں جا کر رہتا ہے اور وہاں پر اس کی ملاقات ایک عورت سے ہوتی ہے۔ بنیادی طور پر یہ عورت اس کو ایک کہانی سناتی ہے جو لاشعوری طور پر اس کے خواب میں منتقل ہو جاتی ہے اور وہ اس شہزادی کو خواب میں دیکھتا ہے۔ لاشعوری طور پر جب وہ اپنے کردار کو محسوس کر رہا ہوتا ہے اس دوران لائٹ چلی جاتی ہے لیکن اسے احساس تک نہیں ہوتا اور یہ اس لڑکی کو بھی احساس نہیں ہونے دیتا کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ لائٹ چلی گئی ہے وہ اس خیال میں مکمل کھو جاتا ہے۔ اسد محمد خان لکھتے ہیں۔

> "وہ بور ہو جاتی ہے بجلی نہ ہو تو میں بہت الجھتی ہوں۔ وہ پوچھنے لگا بجلی ؟ کیا مطلب ؟ کیا بجلی چلی گئی تھی یہاں کی ؟ لڑکی نے کہا ہاں۔ وہ اور زیادہ حیران ہو کے بولا۔ یہاں کمرے میں بجلی نہیں تھی ؟ لڑکی نے بتایا کہ ابھی آئی ہے۔ شمع دان کو دیکھ کر وہ بولا جب ہی تم نے موم بتیاں جلائی۔ موم بتیاں میں نے نہیں جلائی میزبان خاتون لائی تھی خوب عورت تھی۔ اچھا تو یہاں کوئی عورت آئی تھی۔ لڑکی خوش ہو کے بولی ہاں وہ ایک ادھوری کہانی سنا کے گئی ہے ایک شہزادے کی جو کسی لڑکی کو یہاں ملا تھا۔ اسی کمرے میں "(۲۳)

بنیادی طور پر لاشعور کی کار فرمائی یہی ہوتی ہے۔ وہ فرد کو لمحے موجود سے ہٹا کر اس فکر کی طرف لے جاتی ہے جو کہ فرد کے ذہن میں کار فرما ہوتی ہے۔ اس عمل کی وجہ سے ذہن شعور کے احاطے میں آتی ہوئی چیزوں کو نظر انداز کرتا ہے اور فرد کی لاشعوری فکر کے ساتھ جڑ جاتا ہے جس کی وجہ سے اسے احساس نہیں

ہوتا کہ میں کہاں موجود ہوں۔اس میں وقت کی ڈائمنشن فرد کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔فرد اس احساس سے غافل ہوتا ہے کہ اس نے اس فکر میں کتنا وقت گزارا۔اس افسانے میں جب لڑکی اس کو بتاتی ہے تو اس کے لیے یہ سب باتیں اس لیے عجیب ہوتی ہیں کہ وہ اس وقت وہاں ہوتے ہوئے بھی وہاں موجود نہیں تھا بلکہ لاشعوری کارفرمائی کے تحت اس لڑکی کے کردار کو دیکھ رہا تھا جو کہ کہیں نہ کہیں اس کے لاشعور میں موجود تھا۔فرائیڈ کے نزدیک لاشعور کی یہ گزرگاہیں فرد کے احاطہ شعور سے باہر ہوتی ہیں۔وہ ان کا اندازہ اس لیے نہیں لگا سکتا کہ یہ شعوری عمل کی کارفرمائی نہیں ہے بلکہ یہ کچھ باتوں واقعات یا مناظر کی وجہ سے کسی بھی فرد کے ذہن میں نمو پاتے ہیں اور پھر اس لاشعوری عمل کی کارگزاری کو واضح کرتے ہیں جس کی وجہ سے یہ ظہور پذیر ہوئے تھے۔

## احمد جاوید:

### ا۔خواب ماضی کی یادداشت:

جدید اردو افسانہ نگاری میں احمد جاوید کے یہاں بھی ایسے افسانے موجود ہیں جن کا مطالعہ نظریہ خواب کے حوالے سے کیا جا سکتا ہے۔احمد جاوید جدید افسانہ نگاری میں اہم مقام رکھتے ہیں اس لیے کہ انہوں نے جدید موضوعات پر افسانے تحریر کیے ہیں ان کے یہاں بیشتر افسانے فرائیڈ اور فرائیڈ کی نفسیات کے متعلق ہیں انہوں نے خاص طور پر اپنے کرداروں میں اس نفسیات کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ان کے افسانوں کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ مزاج کے اعتبار سے ایسے افسانہ نگار ہیں جو کہ نفسیاتی موضوعات کو بڑی سہولت کے ساتھ تخلیقی انداز میں پیش کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔انہوں نے عموما نفسیاتی موضوعات پر ہی افسانے تحریر کیے ہیں۔ان کے ابتدائی دنوں کے افسانے زیادہ تر علامتی تھے لیکن بعد میں انہوں نے نفسیاتی موضوعات پر بے شمار افسانے لکھے ہیں جو کہ فرائیڈ کے نظریات کو کئی حوالوں سے بیان کرتے ہیں۔ان کے یہاں خواب بھی پسندیدہ موضوع رہا ہے اور ان کے افسانوی مجموعہ "رات کی رانی"میں کئی افسانے خواب کے حوالے سے تحریر کیے گئے ہیں۔

ان کا افسانہ "خوابوں پہ تکیہ" فرائڈ کے نظریہ خواب کی تکنیک پر تحریر کیا گیا ہے۔یہ افسانہ بنیادی طور پر ایک ایسی لڑکی کی نفسیات کو واضح کرتا ہے جو کہ اپنے آشنا کے انتظار میں رہتی ہے لیکن وہ اسے چھوڑ کر جا چکا ہے۔وہ روز خواب میں اپنے آشنا کو دیکھتی ہے اور خوش ہوتی ہے۔وہ صبر کے ساتھ اپنے انتظار کے دن کاٹ رہی ہے اور ساتھ ساتھ ایک خواب دیکھتی ہے اوراسی میں خوش رہتی ہے۔احمد جاوید لکھتے ہیں

> "رات ہوتی اور وہ ہر کام سے فارغ ہو کر بستر پر دراز ہوتی تو تکیے کے نیچے ہاتھ دے کر اسے نکالتی اور انکھ میں بسا لیتی۔بس ہر شب یہی ایک خواب تھا اور دن۔اپ دن کو بھی اس خواب کا خیال تھا مگر یہ تو گزرے دنوں کی بات تھی کوئی ساری عمر ایک ہی خواب دیکھتا ہے اور کون ساری عمر ایک ہی خواب یاد رکھتا ہے۔"(۲۴)

یہ افسانہ بنیادی طور پر لڑکی کے کردار کے حوالے سے اہم ہے جہاں پہ وہ اپنی روزمرہ زندگی میں بہت ہی مشکل حالات میں رہ رہی ہے۔وہ اپنی زندگی کی یکسانیت سے اس قدر بیزار ہو گئی ہے کہ وہ صرف اسی خواب کے بارے میں سوچتی ہے جو کئی مرتبہ وہ دیکھ چکی ہے۔اگر اس کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو یہ ایک خوشحال زندگی گزار رہی ہے سب کچھ ویسا ہی ہے جیسا کہ شریف گھروں میں ہونا چاہیے لیکن کہیں دماغ کے ایک گوشے میں کسی خواب کے رنگ ہیں جو اس کی آنکھوں میں اتر آتے ہیں۔یہ لڑکی جب اپنی زندگی میں آگے بڑھتی ہے تو گھریلو مصروفیات اور بچوں کے ساتھ کافی وقت گزارنا پڑتا ہے اس کے ساتھ اس کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں اور کہیں وہ اس خواب کو بھول جاتی ہے جو اسے پہلے آیا کرتا تھا۔

یہ خواب بنیادی طور پر اس لڑکی کی ماضی کی یادداشت ہے جو اس کے لاشعور کے کسی گوشے میں دبی ہوئی ہے اور خواب کے ذریعے باہر آتی ہے۔کچھ خواب ایسے ہوتے ہیں یا ایک ہی خواب کو بار بار دیکھنائے کا عمل لاشعور کی پیچیدگیوں سے جڑا ہوتا ہے۔یہ بنیادی طور پر کسی لاشعوری عمل کا اشارہ ہوتا ہے۔اس لڑکی کا یہ خواب اپنے بیانیے میں علامات کے روپ میں ظاہر کرتا ہے جہاں افسانے کے پہلے حصے میں وہ اپنے اس خواب کا تذکرہ کرتی ہے۔یہ خواب بنیادی طور پر اس آشنا کی علامت کے طور پہ سامنے آتا ہے جہاں وہ اپنے گھر میں اپنے خاوند اور بچوں کے ساتھ

ہے لیکن پھر بھی کسی رات اسے اپنے آشنا کا خواب آتا ہے اور وہ خوش ہو جاتی ہے ۔افسانے کے آخر میں یہ خواب اس کی آنکھوں میں دوبارہ دیکھایا گیا ہے جس سے وہ چھٹکارہ حاصل کرنا چاہتی تھی۔احمد جاوید لکھتے ہیں۔

"حاجت مند تو وہ خود تھی۔یہ تو اب معلوم ہوا۔اس لیے تکیہ لائی اور لا کر اپنے سر کے نیچے رکھ دیا جیسے وہ کرتی تھی۔اور اب کچھ عرصے سے بھول بیٹھی تھی لیٹی تو پھر سے وہی خواب انکھوں میں ڈر ایا جو تکیے کے نیچے پڑا تھا اور جسے پچھلے کچھ عرصے میں بھلانے کی کوشش میں وہ ہلکان ہو چکی تھی ۔رات ڈھل رہی تھی اور خوش کن مناظر کے درمیان سناٹا بول رہا تھا "(۲۵)

فرائیڈ کے نظریات کے حوالے سے لکھے گئے افسانوں میں احمد جاوید کا اختصاص یہ ہے کہ وہ کہانی کے بیانیے میں پوری طرح سے خواب کی تکنیک کو استعمال کرتے ہیں۔ ان کے یہاں خواب علامات کی صورت میں نہیں بلکہ تکنیک کی صورت میں سامنے آتا ہے اور اپنی وضاحت پیش کرتا ہے۔بنیادی طور پر یہ ایسا خواب ہے جو اچھے دنوں کی یاد میں دیکھا گیا ہے لیکن اس کا آشنا جس کے ساتھ اس نے اچھے دنوں کا خواب دیکھا تھا وہ بنیادی طور پر اس کے لاشعور میں کہیں رہ گیا ہے اور اب وہ بار بار اس کو تنگ کرتا ہے۔ احمد جاوید نے کہانی میں تخلیقی سطح پر خواب کو کئی سطحوں پر پھیلا دیا ہے جس کی وجہ سے افسانوی کا کینوس پھیل گیا ہے اور کردار پوری طرح سے خواب کے زیر اثر آگیاہے۔افسانے کے آخر میں یہ خواب اس کردار کے باطنی سکون کے حوالے سے سامنے آتا ہے جہاں لڑکی خواب کو یاد کرتے ہوئے سو جاتی ہے اور خوش کن مناظر سے اس کا چہرہ منور ہو جاتا ہے اور تھوڑی ہی دیر میں وہ لڑکی دوبارہ اپنے خواب میں چلی جاتی ہے۔

## ۲۔خواب جنسی خواہشات کی تکمیل:

جدید افسانہ نگاروں میں احمد جاوید بھی ایسے افسانہ نگار ہیں جن کے یہاں فرائیڈ کے نظریات کے حوالے سے افسانے لکھے گئے ہیں۔ ان کا افسانہ "رات کی رانی " بھی بنیادی طور پر اسی موضوع کو بیان کرتا افسانہ ہے جو کہ خواب میں جنسی ناسودگی کے عمل کو علامات کی صورت میں واضح کرتا ہے۔ فرائیڈ کے

نزدیک جنسی جبلتوں کے حصول کے دماغ کے پاس کئی ذرائع ہوتے ہیں۔بنیادی طور پر دماغ شعور کی کارفرمائی کو عمل میں لائے بغیر ان لذتوں کی آسودگی چاہتا ہے۔ہمارے یہاں معاشرتی طور پر جنسی گھٹن اس کا سبب بنتی ہے جو کہ ان عوامل کو شعوری سطح پر آنے سے روکتے ہیں۔جب یہ شعوری سطح پر آنے سے رک جاتے ہیں تو ان کے حصول کا طریقہ کار لاشعوری عمل کے ذریعے اس کو ممکن بناتا ہے۔ احمد جاوید اپنے ہم عصر افسانہ نگاروں میں اس حوالے سے ممتاز حیثیت رکھتے ہیں کہ انہوں نے جدید نفسیات کے موضوعات پر افسانے لکھے ہیں جن کی نوعیت انسانی نفسیات کی جانچ پرکھ ہے۔رات کی رانی میں خواب کے حوالے سے علامات استعمال کی گئی ہیں ۔بنیادی طور پر یہ اپنے اصطلاحی مفہوم میں فرائیڈ کے نظریہ جنس کوڈی کوڈ کرتی ہیں ۔جس سے قاری افسانے سے معنی و مفہوم اخذ کر سکتا ہے جو کہ اس کی علامات میں پوشیدہ ہے۔بنیادی طور پر ایسے افسانے پیچیدہ ہوتے ہیں اور اپنی علامات سے معنی اور مفہوم کو ایبسٹریکٹ کی صورت میں پیش کرتے ہیں جس سے خود نتائج اخذ کرنے پڑتے ہیں۔احمد جاوید کے یہاں موضوعات کی پیچیدگی کے ساتھ ساتھ تخلیقیت بھی پوری طرح سے موجود ہے جو کہ قاری کو تخلیقی لطف دیتی ہے اور افسانویت پوری طرح ماورائی ماحول میں لے جاتی ہے۔ان کے یہاں کہانی کا دھیما پن ان کے اسلوب کو مزید شگفتہ کرتا ہے۔

## سریندر پرکاش :

### ا۔خواب ماضی کی یادداشت:

سریندر پرکاش کے یہاں بھی فرائیڈ کے نظریہ خواب کے حوالے سے کئی افسانے ملتے ہیں۔ان کا افسانہ "ایلو پیشیا " اہم افسانہ ہے۔ اس افسانے میں بنیادی طور پر ایک ایسے شخص کی نفسیات کو پیش کیا گیا ہے جس کے ساتھ ماضی میں بہت برے واقعات پیش آتے رہے ہیں اور اس نے برے حالات کا سامنا کیا ہے۔اس سے ہمیشہ اس بات کا خطرہ رہتا ہے کہ میری بیوی بچے خطرات سے محفوظ رہیں ۔اس حوالے سے وہ خواب دیکھتا ہے۔بنیادی طور پر یہ اس کی زندگی کے ایسے واقعات ہیں جو محرومیوں پر مبنی ہوتے ہیں لیکن سریندر پرکاش کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے کردار کی ان محرومیوں کو تخلیقی سطح پر ایسے بیان کیا ہے کہ کردار کی آواز بن کر سامنے آتی ہیں۔سریندر پرکاش نے اس افسانے میں خواب کو بیان کرنے کے لیے ایسی علامات کا استعمال کیا ہے جس سے ان کے لاشعور میں ہونے والی کاروائی کا اندازہ ہوتا ہے۔سریندر پرکاش بنیادی طور

پر اپنے موضوعات کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں جس کی وجہ سے کردار اپنے مرکز سے ہٹ جاتے ہیں۔سریندر پرکاش لکھتے ہیں۔

"ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ سب لوگ اپنے بچوں کو لے کر بالکنیوں میں کھڑے ہیں۔۔۔انسانی جسم اگ میں جل رہے ہیں وہ میدان میں الاؤ کے گرد کھڑا یہ سب دیکھ رہا ہے اور پھر اچانک اسے اپنی بیوی اور بچوں کا دھیان اتا ہے۔وہ انہیں ڈھونڈتا پھرتا ہے انہیں پکارتا ہے اور بے چینی سے ادھر ادھر پھدکتا پھرتا ہے۔کیچڑ میں پھدکنے والے چوہوں کی طرح لیکن اسے وہ کہیں دکھائی نہیں دیتے نہ وہ گری ہوئی بالکنیوں کے ملبے میں دکھائی دیتے ہیں نہ الاؤ میں جلتے ہوئے انسانی مجسموں میں اور وہ اچانک ٹھوکر کھا کر گرتا ہے اور اس کی آنکھ کھل جاتی ہے۔"(۲۶)

اس افسانے میں بنیادی طور پر لاشعور کی کار فرمائی دکھائی گئی ہے کہ وہ کس چابک دستی کے ساتھ فرد کو مختلف معاملات میں تشویش کا شکار کرتا ہے۔بنیادی طور پر ماضی کے ان واقعات کا اثر دماغ پر اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اس کا اظہار نہ ہونے کے باعث وہ تشویشی صورتحال اختیار کرتے ہیں اور لاشعور کے ذریعے خواب کے ذریعے رسائی حاصل کرتے ہیں۔ایسے معاملات فرد کی روزمرہ زندگی کو متاثر کرتے ہیں اور غیر یقینی صورتحال سے دوچار رکھتے ہیں۔سریندر پرکاش کا یہ کردار بھی بنیادی طور پر اسی غیر یقینی صورتحال کا شکار ہوتا ہے اور خواب میں ایسے واقعات کو دیکھتا ہے جو اس کے لیے مزید مشکلات کا باعث بن رہے ہیں۔سریندر پرکاش کے یہاں،باز گوئی ،علامت کے پار،رک جاؤ، ایسے افسانے ہیں جن کو مثال کے طور پر پیش کیاجاسکتاہے۔

جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ فرائیڈ کے یہ نظریات انسان کی زندگی کی ناآسودگیوں سے جنم لیتے ہیں۔اس کی کار فرمائی لاشعور کا حصہ ہے جسے مختلف سطح پر نفسیات دان ، فکری اور نیوراتی معاملات میں نفسیات کے پیچیدہ معاملات کو آگے بڑھا رہے ہیں ۔ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں

"فرائیڈ نے ادیب کی تخلیقی شخصیت کی اساس زندگی میں ناسودگیوں سے جنم لینے والے خوابوں پر استوار کی تھی جس پر ناقدین نے بطور نقطہ چینی بھی کی یہ درست ہے کہ

بادی و نظر میں شاعر اور نیو راتی میں مشابتیں بھی نظر آتی ہیں مثلا دونوں کا لاشعور سے گہرا رابطہ ہوتا ہے دونوں کسی نہ کسی حد تک فینٹسی پر بھی انحصار کرتے ہیں حالانکہ دونوں کی فینٹسی جداگانہ نوعیت کی حامل ہوتی ہے۔"(۲۷)

ادب میں ان کی کار فرمائی اس قدر زیادہ ہے کہ فرائیڈ کے نظریات کے سامنے آنے کے بعد دنیائے ادب میں اس حوالے سے ادب تخلیق کیا جانے لگا۔بنیادی طور پر نفسیات کے اس مطالعہ نے انسان کی نفسیات کی ان پیچیدہ گروہوں کو کھولا ہے جو اس کے لاشعوری نظام کی کار فرمائی کی وجہ سے سامنے آرہی ہیں۔ جدید نفسیات کے اردو میں ہوئے تراجم بنیادی طور پر نفسیات کے اس علم کو بڑھانے کا ذریعہ بنے جس کی وجہ سے نفسیات کے کئی پیچیدہ معاملات اور لاشعوری نظام کو سمجھا گیا۔اس لیے کہ اردو میں اس سے پہلے نفسیات کا یہ علم موجود نہیں تھا اور نہ ہی کوئی ایسی تحریریں ملتی ہیں جو نفسیاتی علم کو بیان کرتی ہوں۔نفسیات کے اس علم کے انے کے ساتھ جدید فکشن نے اسے کافی وسعت دی ہے اور اردو میں فن پارے کی تشریحات اور توضیحات میں نمایاں فرق واضح ہوا ہے ۔

اردو افسانہ نگاری میں ایسے کئی کردار تخلیق کیے گئے ہیں جو کہ اپنے نفسیاتی محرکات اور پیچیدہ فکر کے ساتھ منسلک ہیں۔ڈاکٹر سلیم اختر نے اس بات کی طرف درست اشارہ کیا ہے کہ شاعری اور نیو راتی عمل میں کافی فرق ہوتا ہے۔فرائیڈ نے اپنے ایک مضمون "لاشعور کی کار فرمائی " میں اس بات کو موضوع بنایا تھا کہ لاشعور شاعروں کی ایجاد ہے۔یہ بات مکمل ہے لیکن اپنی تفہیم میں مکمل معنی نہیں دیتی اس لیے کہ لاشعور کی کار فرمائی کی تفہیم کے ذریعے ہی ان باتوں کو ممکن بنایا جا سکتا ہے۔نیوراتی عمل بنیادی طور پر نفسیات کے ان پیچیدہ معاملات کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے جن کو عملی طور پر مریضوں کو اس عمل سے گزار کر انہیں صحت کیا جاتا ہے بنیادی طور پر یہ عمل تحلیل نفسی کے ذریعے سامنے آتا ہے۔

### ۲۔خواب ناآسودہ خواہشات کی تکمیل:

سریندر پرکاش کا افسانہ خواب صورت بھی کئی طرح کی نا آسودہ خواہشات کو بیان کرتا ہوا افسانہ ہے یہ افسانہ اپنے اندر بنیادی طور پر خواب کی تحقیق پر لکھا گیا افسانہ ہے اس افسانے کا

مرکزی کردار افسانے میں دو طرح کے خواب دیکھتا ہے بنیادی طور پر پہلا خواب اس کی ناسودہ خواہشات کے حوالے سے ہے جہاں یہ دو طرح کے خواب دیکھتا ہے پہلی طرح کے خواب میں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرتا ہے یہ اس کی خواہش کی تکمیل ہے جو کہ یہ اپنی ماں کو بتاتا ہے اور ماں بہت خوش ہوتی ہے ماں یہ خواب اس کی بہن کو بتاتی ہے جو کہ بھائی سے بہت ہی عقیدت رکھتی ہے اور خوش ہوتی ہے کہ میرے بھائی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا۔

افسانے میں اس خواب کے حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو یہ خواب بنیادی طور پر تواتر کے ساتھ لکھا ہے اور یہ خواب واضح انداز میں بتاتا ہے کہ اس میں کیا ہو رہا ہے ۔اس میں خاص طرح کی علامات استعمال کی گئی ہیں ۔اس میں کھیت ،کھیتوں کا لہلہانہ، مسکراہٹ ،بجلی کی چمک، سبز امامہ، کھیت کی ہریالی، بنیادی طور پر ایسی علامات ہیں جو کہ فرائیڈ کے خواب کے عمل کی وضاحت کرتی ہیں۔ اس لیے کہ یہ نا آسودہ خواہش لاشعوری عمل کے ذریعے خواب میں وارد ہوئی ہیں۔ اس کی علامات بتاتی ہیں کہ یہ نہ آسودہ خواہش بنیادی طور پر بیماری کی صورت میں واضح ہو رہی ہے جس کی وضاحت اسی کہانی کے اگلے خواب میں پوری طرح سے سامنے آتی ہے۔سریندر پرکاش افسانے میں لکھتے ہیں۔

"اس رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا وہ ایک کھیت کے کنارے کھڑے چند کسانوں سے باتیں کر رہے تھے اور کھیت میں لہلہآتے ہوئے خوشوں میں سے شعائیں پھوٹ رہی تھیں۔ ان کی شبیہ ویسی ہی تھی جیسی کہ روز مرہ کی بات چیت سن کر ذہن میں محفوظ ہو چکی تھی۔سر پر بڑا سا سبز امامہ تھا اور انہوں نے سبز رنگ کا لبادہ اور رکھا تھا ۔تب تب وہ الودع ہوئے اور آہستہ آہستہ کھیت کی مینڈھ پر چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ پھر ان کا سبز امامہ کھیت کے ہریالی کا حصہ بن گیا اور وہ کائنات کی وسعت میں سا گئے۔ تب میں بہت چھوٹا تھا ۔میں نے صبح اپنی ماں کو خواب سنایا۔ انہوں نےدونوں ہاتھوں سے اپنے کانوں پر رکھ کر کہا۔ وائے گرو ۔وائے گرو۔ اور بولی خوشحالی آنے والی ہے"(۲۸)

افسانے کا تفصیلی مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس میں موجود علامات شیزوفرینیا کی علامات ہیں جو کہ ایک نفسیاتی بیماری کے طور پر پہچانی جاتی ہے یہ بیماری بنیادی طور پر ان نا آسودہ خواہشات کی طرف اشارہ کرتی ہے جو کے وقت کے ساتھ ساتھ بیماری کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ بنیادی طور پر یہ شخصیت کہ باطنی تضادات کی وجہ سے کسی بھی فرد میں منتقل ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کردار مختلف سطح پر اپنی فکر کے تضاد پر زندگی گزار رہا ہے اس لیے یہ خوابوں میں ایسی چیزوں کو دیکھتا ہے جو کہ مذہبی لحاظ سے بہت زیادہ مقدس ہوتی ہیں لیکن اس کے ساتھ جڑی علامات ایسی ہیں جو کہ اس کی ناآسودگی کو ظاہر کرتی ہیں۔ اس حوالے سے کہانی کا بیانیہ بھی اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ یہ کردار کس طرح سے اپنے تضادات کا شکار ہے اور پھر بعد میں یہ کردار ایک اور خواب دیکھتا ہے وہ خواب بنیادی طور پر پہلے خواب کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا لیکن وہ علامات جو کہ پہلے خواب میں ظاہر ہوئی تھیں ۔ان علامات کی تفصیل کو واضح کرتا ہے۔ اس افسانے میں دوسرے خواب کی تفصیل نہیں بتائی گئی لیکن وہ واقعہ بتایا گیا ہے جو کہ ان کی ان ناآسودہ خواہشات کی تکمیل ہے جو بنیادی طور پر ماں کی فکر کے ذریعے سامنے آتی ہے۔ اس افسانے میں آخری خواب کا تذکرہ بنیادی طور پر نا آسودگی کو ظاہر کرتا ہے جہاں یہ بتاتا ہے کہ میں نے اگلے دن خواب میں دیکھا ۔

سریندر پرکاش نے اس افسانے کی تکنیک خواب پر اس طرح سے رکھی ہے کہ پہلے خواب کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے لیکن دوسرے خواب کی تفصیل نہیں بتائی گئی بلکہ ایک لائن میں خواب کی وضاحت کر دی گئی ہے ۔ اس خواب کے دیکھنے کے بعد جاگنے کے عمل کو وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے اور خواب جس طرح سے کردار یاد کر رہا ہے اور اس کے اندر احساس ندامت نظر آرہا ہے یہی اس خواب کا مکمل خلاصہ کرتا ہے۔ اس لیے کہ اس میں لاشعور کے عمل کی کار فرمائی فرد کو شعوری حالت میں آنے پر حیرت میں مبتلا کرتی ہے ۔اس لیے کہ فرد کے ذہن میں اس حوالے سے پہلے کوئی بھی یاداشت یا خیال کا کوئی چھوٹا سا ٹکڑا بھی موجود نہیں ہوتا لیکن خواب میں یہ اس حد تک اپنی وضاحت پیش کرتا ہے کہ فرد سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ نفسیاتی عارضے کی علامت ہے اور اسی راستے سے گزر کر یہ بیماری کی صورت

اختیار کرتی ہے۔ اس حوالے سے اہم بات یہ ہے کہ فرد اس کے متعلق آگاہ نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنی سوچ اور فکر کے مطابق ٹھیک عمل کر رہا ہوتا ہے جس طرح سے یہ جاگنے کے بعد جب یہ سوچتا ہے کہ میں نے خواب میں برا عمل دیکھا ہے۔ یہ اپنے آپ کو یہ کہہ کر مطمئن کرتا ہے کہ یہ خواب تھا اور میں نے اس کو نہیں دیکھا بلکہ یہ تو مجھے دکھایا گیا ہے ۔یہی اطمینان اسے اس بیماری کے اور قریب کر دیتا ہے جہاں اسے اندازہ نہیں ہوتا کہ یہ سب کچھ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے ۔ صبح اٹھ کر جب وہ اپنی بہن سے ملتا ہے تو وہ اسے راکھی باندھتی ہے اور یہ رسم کے طور پر اپنی بہن کو پیسے بھی دیتا ہے اور احساس ندامت بھی محسوس کر رہا ہوتا ہے ۔سریندر پرکاش لکھتے ہیں۔

"میں نے خواب میں مارگریٹ کے ساتھ مباشرت کی تھی صبح میں بہت جلدی تیار ہو گیا مارگریٹ ائی اور اس نے میری کلائی پر راکھی باندھی میرے منہ میں مٹھائی کا ٹکڑا ڈالا میں نے اسے ایک روپیہ دیا ہم دونوں بالکل خاموش تھے یہ سارا کچھ اپ نے اپ ہو رہا تھا میں نے چلنے کے لیے بیگ اٹھایا۔"(۲۹)

افسانے کا یہ کردار اپنے اندر کافی پراسراریت رکھتا ہے اس لیے کہ جب یہ صبح خواب سے واپس آتا ہے تو یہ بہت زیادہ ندامت محسوس کرتا ہے کہ میں نے خواب میں کیا دیکھا ہے لیکن پھر یہ اپنے آپ کو یہ بات کر کے حوصلہ دیتا ہے کہ یہ میں نے شعوری طور پر نہیں کیا۔یہ مجھے دکھایا گیا ہے اور میں نے یہ سب کچھ صرف خواب میں دیکھا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ میں ایسا سوچتا ہوں ۔بنیادی طور پر جب صبح مارگیٹ اسے راکھی باندھتی ہے تو اس کے اندر احساس ندامت پوری طرح سے موجود ہوتی ہے لیکن یہ کردار اپنی بیماری کی وجہ سے ان تمام لاشعوری معاملات میں گرفتار نظر آتا ہے۔

بنیادی طور پر فرائیڈ کا نظریہ اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسان کی زندگی میں بعض اوقات کچھ واقعات لاشعوری طور پر منتقل ہو جاتے ہیں جس کا فرد کو اندازہ نہیں ہوتا اور نہ ہی شعوری طور پر ان کے بارے میں کوئی احساس اس کے دماغ میں موجود ہوتا ہے بلکہ یہ تمام عمل لاشعور کی کارفرمائی کے طور پر سامنے آتا ہے جو کہ خواب کی صورت میں اپنی آسودگی چاہتا

ہے ۔سریندر پرکاش کے افسانوں کا یہ اختصاص ہے کہ وہ نفسیات کے ایسے مسائل جو کردار کو فکری سطح پر کسی ڈراما کے ساتھ جڑتے ہیں جو کہ اپنی وضاحت اپنے نفسیاتی اعمال کی وجہ سے پیش کرتا ہے ۔ یہی ان کے افسانے کی تخلیقیت کو بڑھاتی ہے اور اس میں وہ اثر انگیزی پیدا کرتی ہے جو کسی بھی ایسے حقیقی کردار میں موجود ہوتی ہے۔

### ۳۔خواب جنسی خواہشات کی تکمیل:

سریندر پرکاش کا افسانہ "پوسٹر" بھی ایک ایسا افسانہ ہے جو خواب میں جنسی خواہش کی تسکین کے عمل کے حوالے سے لکھا گیا ہے۔یہ کردار بنیادی طور پر اپنے افعال واعمال اور روزمرہ روٹین میں دیکھے گئے عوامل کو موضوع بناتا ہے۔اس افسانے کا کردار بھی دن میں کئی ایسے عمل دیکھتا ہے جو کہ رات میں خواب کے طور پر ظاہر ہوتے ہیں اور اس کی ان ناآسودہ خواہشات کو اکساتے ہیں جو کہ پوری ہونے سے رہ گئی ہیں۔ اس کردار کا معمہ ظاہری واقعات کے برخلاف لاشعوری کارفرمائی کے طور پر سامنے آتا ہے۔سریندر پرکاش کے کئی کردار اسی کارگزاری کو پیش کرتے ہیں۔سریندر پرکاش افسانے میں لکھتے ہیں۔

> "میں نے خواب میں دیکھا ان گنت سفید سفید چھوٹی چھوٹی چونٹیاں پریم ودا کے برہنہ جسم کو گھسیٹتی ہوئی ایک انتہائی گہرے اور بھیانک کھڈے کے دہانے کی طرف لے جارہی ہیں۔اور پریم وردہ تکلیف سے تڑپ رہی ہے۔وہ بڑے زور سے چیختی ہے لیکن اس کی آواز مجھ تک نہیں پہنچتی ۔میں پاس کھڑا تماشہ دیکھ رہاہوں اس کا کل بلانا تڑپنا اور چیخنا مگر میرے ہاتھ پاؤں کسی غیر مرئی طاقت نے بالکل بے حرکت کر دیے ہیں۔میں نے ایک قربناک چیخ ماری اور اٹھ بیٹھا۔(۳۰)

سریندر پرکاش کا یہ کردار بنیادی طور پر جنسی نفسیات کی ایسی واردات کو پیش کرتا ہے جو حقیقی زندگی میں اس کے ذہن کی برخلاف ہوتی ہے۔وہ کردار اس کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنے اس ذہنی عمل سے واپس پلٹ آتا ہے اور احساس گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔بنیادی طور پر لاشعور کی کارفرمائی جنسی عوامل کی تسکین کو مختلف طریقے سے ممکن بناتی ہے جو کہ ہماری روزمرہ روٹین میں شامل ہوتے ہیں۔نفسیاتی عمل میں یہ شعور اور لاشعور کے درمیان سنسر کو ایسے کراس کرتے ہیں کہ شعور کی کارفرمائی اس کے لیے مداخلت کا سبب نہیں بنتی لیکن بعد میں رات کو سوتے ہوئے یہ عوامل شعور کے اندر داخل ہوتے ہیں اور جنسی کارفرمائی کے عمل کو

نئے طریقے سے پورا کرنے میں لگ جاتے ہیں جس کی فرد کو کسی بھی صورت میں خبر نہیں ہوتی۔ سیگمنڈ فرائیڈ لکھتے ہیں۔

"محدود جنسی عزائم کی جبلتیں لامحدود عزائم والی جبلتوں سے کہیں بڑھ کر سود مند ہوتی ہیں کیونکہ یہ صحیح معنوں میں مکمل طور پر آسودہ ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی ہیں۔ اس لیے انہوں نے خود کو مستقل جذباتی بندھنوں میں باندھا ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جنسی جبلتیں ہر مرتبہ تسکین حاصل کرنے کے بعد اپنی توانائی کھو دیتی ہیں اور انہیں دوبارہ لبیڈو کے ارتقا تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اس دوران خود محبوب کو بھی بدلا جاسکتا ہے چونکہ محدود عزائم کی جبلتیں لامحدود عزائم کی جبلتوں سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔ اس لیے ان میں تبدیلی بھی آسکتی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے عام سی دوستی پسندیدگی یا رفاقت دائمی محبت میں بدل جاتی ہے۔"(۳۱)

سریندر پرکاش کے یہاں جنسی خواہش کی تسکین کے حوالے سے پیچیدہ افسانے لکھے گئے ہیں۔ بنیادی طور پر سریندر پرکاش جنسی نفسیات کا گہرائی سے مطالعہ کرتے ہیں۔ بنیادی طور پر یہ افسانہ ایک ایسے شخص کی جنسی ناسودگیوں کو ظاہر کرتا ہے جو کہ ایک عرصہ پہلے ایک شہر میں آیا تھا اور ابھی وہ دوبارہ آیا ہے۔ اس مرد نے یہاں کی ایک عورت سے شادی کی تھی جو اسے اولاد کی نعمت نہیں دے سکی اور جنسی حوالوں سے کئی طرح سے اس کی زندگی ناآسودگیوں کا شکار رہی ہے۔ اس کردار کے روزمرہ کے واقعات اور پینگ کے ساتھ جڑ جانا اس کے بچپن کے افعال و اعمال کو ظاہر کرتا ہے۔ خواب جنسی ناآسودگیوں کی آماجگاہ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ معاشرتی طور پر جنسی رویوں پر کئی طرح کی پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔ یہ پابندیاں انسانی نفسیات کو کئی طرح سے متاثر کرتی ہیں اور قدرتی عمل میں رکاوٹ کا سبب بنتی ہیں جس کی وجہ سے لاشعور کی کارفرمائی بڑھ جاتی ہے اور روزمرہ کے مختلف معاملات میں جنسی ناآسودگیاں بھیس بدل کر داخل ہوتی ہیں۔ یہ افسانہ بنیادی طور پر ان بھیس بدلی ہوئی جنسی ناآسودگیوں کی طرف اشارہ کرتا ہے جو شعور میں تنازع کی وجہ بنتا ہے۔ تحلیل نفسی کے عمل کے دوران باطن کے مشاہدات کو معائنہ کیا جاتا ہے اور خارش سے ان کی تصدیق کو ممکن بنایا جاتا ہے جس سے یہ واقعات اپنے معنی مرتب کرتے ہیں۔ سریندر پرکاش لکھتے ہیں۔

"عورت ایک رات میرے خواب میں آئی اور اس نے مجھے بشارت دی کہ جس پتھر کے نیچے اس کا مرد دب گیا تھا۔ وہاں کی زمین میں سے اب ایک پودا اگ آیا ہے۔ اس عہدے پر سات پھول ائے ہیں۔ ساتوں کا رنگ ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ ان ساتوں پھولوں ہی میں سے

ایک اس کا مرد ہے۔ وہ پھول مجھے توڑ کر جاتا ہے اور اسے ہر رات اپنے سرہانے رکھ کر سوتا ہے حتیٰ کہ ایک رات پھر وہ میرے خواب میں آئے گی اور اپنی امانت مجھ سے لے جائے گی "(۳۲)

سریندر پرکاش کے یہاں جنسی حوالے سے یہ پیچیدہ علامات اس کی بیوی کے کردار کو بھی سمجھنے میں مدد دیتی ہیں۔ بنیادی طور پر بچے کا نہ ہونا اور اس کی بیوی کو یہ امید ہونا کہ ایک دن سب ٹھیک ہو جائے گا کو لاشعوری طور پر خواب میں امانت کے طور پر ظاہر ہو رہا ہے اور ساتھ پھول بنیادی طور پر خوشی کو ظاہر کرتے ہیں ۔ ان میں سے ایک پھول میں اپنے مرد کو دیکھنا جنسی عمل کو ظاہر کر رہا ہے۔ یہ خواب بنیادی طور پر مرد کے بانجھ پن کے عمل کو ظاہر کرتا ہے جو کہ خواب میں کئی حوالوں سے ظاہر ہو رہا ہے۔ فرائیڈ کے نظریے جنس کی اہم بات یہ ہے کہ یہ لاشعوری کارفرمائی کو تحلیل نفسی کے ذریعے جانچ پرکھ سے نتائج اخذ کیے جاتے ہیں جن کی علامات اپنے اندر کافی پیچیدگی رکھتی ہیں۔ ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں۔

"فرائیڈ نے ادیب کی تخلیقی شخصیت کی اساس زندگی میں ناسودگی سے جنم لینے والی بیداری کے خوابوں پر استوار کی تھی جس پر ناقدین نے بطور خاص نقطہ چینی بھی کی۔ یہ بات درست ہے کہ اس میں نیوراتی مشابہتیں بھی نظر آتی ہیں۔ مثلا دونوں کا شعور سے گہرا ربط ہوتا ہے دونوں کسی نہ کسی حد تک فینٹسی پر بھی انحصار کرتے ہیں حالانکہ دونوں کی فینٹریسی جداگانہ نوعیت کی حامل ہوتی ہے۔"(۳۳)

## ۴۔ایڈیپس کمپلکس:

سریندر پرکاش کے افسانوں کا مطالعہ کیا جائے تو ان کے یہاں بھی ایڈیپس کمپلیکس کی کئی شکلیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ ان کا افسانہ "برف پر مکالمہ" بھی ایک ایسا ہی افسانہ ہے جو ایک ایسے بچے کی کہانی کو بیان کرتا ہے جس میں ایڈیپس کمپلیکس کی جھلکیاں واضح نظر آتی ہیں ۔ وہ جب اپنے باپ کے حوالے سے بات کرتا ہے تو کبھی کبھی اداس بھی ہوتا ہے لیکن اس کے یہاں باپ سے رقابت کے جذبات واضح دکھائی دیتے ہیں جسے وہ برف میں چھپانا چاہتا ہے۔ سیگمنڈ فرائیڈ نے ایڈیپس کمپلیکس کے کئی مریضوں کے مشاہدے کے دوران یہ نوٹ کیا ہے کہ ایڈیپس کمپلیکس بنیادی طور پر ذہنی برتری کی طرف راغب کرتا ہے جہاں بچہ والد کے مرد مقابل کھڑا ہوتا ہے۔ بچے کے اندر والد کو دیکھ کر ایگو پیدا ہوتی ہے جیسا کہ سپریم طاقت کے سامنے فرد اسی سپریم طاقت کی طرح بننے کی خواہش کرے۔ جیسا کہ بچہ اپنے والد کو ایک سپریم طاقت کے طور پر دیکھتا ہے اور

اس سی کے جیسے بننے کی خواہش پیدا کرتا ہے جو اس کے اندر ایگو پیدا کرتی ہے۔اس کی خواہش اور اس کا جذبہ اس کی ایگو کو کئی طرح سے نقصان پہنچا سکتا ہے جس کا عمل دخل لاشعور کے ساتھ استوار ہوتا ہے۔سریندر پرکاش افسانے میں لکھتے ہیں۔

"دیکھو ماں یہ میرا باپ ہے جو برف جمنے سے پہلے ہی بھاگ گیا تھا۔خواب کے گلیاروں میں سے گزرتے ہوئے جب اس نے بے دردی کی دہلی پر قدم رکھا تو اسے اپنا بچہ اپنی بیوی اپنے ماں باپ دور کے سندھی اور اپنا گاؤں خوب جی بھر کر یاد آئے اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔تب وہ سو دن کی چھٹی لے کر اپنے گاؤں کی طرف روانہ ہوا۔وہ گاڑی میں بیٹھا تو گاڑی اسے لے کر پہاڑوں پر جمی برف کی طرف روانہ ہوئی ۔حسب معمول اس کے گاؤں کے قریب اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر۔۔۔برف پر پھسلتا اپنے گاؤں چوا پہنچا۔"(۳۴)

سریندر پرکاش کا یہ کردار جب گھر آ جاتا ہے تو اسے بچپن یاد آتا ہے اور ایسے واقعات یاد آتے ہیں جو کہ ایڈیپس کمپلیکس سے تعلق رکھتے ہیں۔یہ ان واقعات کو بھول جانا چاہتا ہے اور روز ان واقعات کو برف کے نیچے دباتا ہے لیکن یہ واقعات پھر بھی ذہن اور شعور کے پردے پر واضح ہوتے ہیں۔یہ اپنے گاؤں ابھی اور رہنا چاہتا ہے لیکن اس کے بچپن میں والد کے ساتھ گزرے دن اسے یاد آتے ہیں۔اس کردار کی کافی چھٹیاں باقی ہیں لیکن یہ اپنے ماضی اور لاشعوری دھندلکوں سے تنگ آ کر واپس جانا چاہتا ہے۔یہ کردار چونکہ ذہنی طور پر بیمار ہے تو اسے بہت سے خدشات بھی لاحق ہوتے ہیں کہ میری ابھی کافی چھٹیاں باقی ہیں اگر میں جلدی واپس چلا گیا تو میں کیا جواب دوں گا کہ میں کیوں اتنی جلدی آ گیا ہوں۔یہ کردار کوشش کرتا ہے کہ میں واپس چلا جاؤں لیکن یہ نہیں جا سکتا۔

فرائیڈ ایڈیپس کمپلیکس کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ بچے کا ماں کی طرف رجحان فطری طور پر سامنے آتا ہے۔جب بچہ اس فطری میلان میں کسی اور کو حائل ہوتے ہوئے دیکھتا ہے جس میں اس کا والد اور بہن بھائی شامل ہوتے ہیں۔وہ ان سے رقابت کا جذبہ رکھتا ہے اور اس کی محبت کو کسی طور پر تقسیم نہیں ہونے دینا چاہتا۔یہی فطری میلان بچی میں باپ کی طرف پایا جاتا ہے۔سریندر پرکاش کا یہ کردار بنیادی طور پر ماں کے کردار کے ساتھ جڑا ہے اور باپ سے کئی وجوہات کی بنا پر رکاوٹ محسوس کرتا ہے۔یہ

رقابت شعوری طور پر تو کبھی کبھی سامنے آتی ہے لیکن لاشعوری جذبہ اظہار میں یہ کیفیت نمایاں طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔ڈاکٹر نعیم احمد لکھتے ہیں۔

"مریضوں کے علاج کے دوران ہی فرائیڈ کو معلوم ہوا کہ مریض اپنا کوئی خواب بیان کر کے خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرتا ہے۔چنانچہ انہوں نے اپنی توجہ خوابوں کی طرف مرکوز کی۔ دوران تحقیق اس پر یہ انکشاف ہوا کہ خواب دبی ہوئی ناسودہ خواہشات کی جزوی تکمیل کرتے ہیں ۔۔۔شادی کا آرزو مند پھول سونگھے گا۔نا آسودہ خواہشات کے ساتھ ماضی کے واقعات بھی خوابوں کی دنیا میں نئے رنگ روپ کے ساتھ جلوہ گر ہوتے ہیں ۔اس طرح فرائیڈ کو خوابوں کی تعبیر سے یہ پتہ چلا کہ ذہن کی گہری تہوں میں ایک پوری کائنات چھپی ہوئی ہے۔"(۳۵)

۱۹۶۰ کے بعد جدید افسانے کا آغاز ہوا۔فرائڈ، ژونگ اور ایڈلر کے نظریات اردو ادب میں بھی تراجم ہونے لگے ۔اس عہد کے جدید افسانہ نگاروں نے نفسیات کے حوالے سے فرائیڈ اور ژونگ کے کئی نظریات کو ادب میں پیش کیا ہے۔ نفسیاتی تنقید کے حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہاں پر نفسیات کی تنقید بہتر رویوں پر استوار نہیں ہو سکی۔ڈاکٹر سلیم اختر نے اس حوالے سے نفسیاتی تنقید کے میدان کو وسیع کرنے کی کوشش کی ہے لیکن آگے آنے والے ناقدین نے جدید افسانہ نگاروں کے افسانوں پر تفصیل سے رائے پیش کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نفسیاتی دبستان کی تنقید نے اردو افسانے کی تنقید میں اضافہ کیا ہے اور نئے رویوں کو دیکھنے کے لیے کئی نفسیاتی دبستان سامنے آچکے ہیں جن کے تحت کسی بھی فرد کے ذہنی معاملات کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔فرائیڈ کے نزدیک ذہن ایک نئی دنیا ہے جس کے دروازے لاشعور سے کھلتے ہیں۔یہی لاشعوری محرکات کئی علامات کو ظاہر کرتے ہیں جس سے کسی بھی فرد کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

### ۵۔لاشعوری ذہن:

سریندر پرکاش کا افسانہ " جیل خانی" اس حوالے سے اہم افسانہ ہے۔جو ایک قیدی کی زندگی کو موضوع بحث بناتا ہے۔اس قیدی کو اس جیل میں کافی عرصہ گزر چکا ہے۔یہ بے گناہ ہے لیکن سزا کاٹ رہا ہے ۔حالانکہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو جرم کرنے کے باوجود بھی سلاخوں کے پیچھے نہیں ہیں اور وہ آزادانہ گھوم رہے ہیں۔ یہ کردار جیل میں ہے اور مختلف اوقات لائبریری میں گزارتا ہے۔ وہاں پر یہ قیدی ایک منظر دیکھتا ہے جو اس کے لیے اس کے لیے حقیقت ہوتا ہے لیکن اصل میں ایسا نہیں ہوتا۔ وہ ان دنوں تاریخ کا

مطالعہ کر رہاہو تا ہے جس کی وجہ سے کئی کر دار اس کے دماغ پر حاوی ہوتے ہیں اور اسے نظر آناشر وع ہوتے ہیں ۔ دماغ اس لاشعوری عمل کو کسی اور کیفیت میں سامنے لاتا ہے جو اس کے لیے حقیقت اور دوسروں کے لیے وہم کے علاوہ کچھ نہیں ہے ۔ یہاں لاشعوری محرکات کی وجہ سے قیدی کا ذہن عام لوگوں سے مختلف ہو جاتا ہے ۔جدید نفسیات میں اس کا تفصیل سے مطالعہ کیا جائے تو ایسے کر دار کو شیز وفرینک کہا جاتا ہے لیکن یہاں یہ شیز وفرینک نہیں ہے بلکہ لاشعوری کار فرمائی کے ذریعے کچھ چیزوں کو دیکھ رہاہے جو کہ حقیقت میں موجود نہیں ہیں۔یہ عمل لاشعور کی کار فرمائی کو ظاہر کرتا ہے۔ سریندر پر کاش افسانہ میں لکھتے ہیں۔

"پرسوں رات ہاں پرسوں رات میں نے ایک عجیب منظر دیکھا میں نیند میں تھا یا بیداری میں وہ خواب تھا یا حقیقت میں نہیں جانتا میں تو اپنی کوٹھڑی میں سو رہا تھا۔ جیل کی ساری بیرکوں میں بنی کوٹھڑیوں میں اندھیرا تھا۔۔ایک لڑکی چھ سات برس کی جس نے ایک سفید فراک پہن رکھا تھا۔ جس پر جگہ جگہ کثافت لگی تھی اور ایک جگہ سے سلائی ادھر چکی تھی اور جگہ جگہ گھنی لگی تھی پھر اچانک میں نے راہداری کی روشنی میں اس بچی کا چہرہ دیکھا۔۔۔سوچتا ہوں مردوں کی جیل میں وہ عورت کیا کرتی پھرتی تھی "(۳۶)

یہ کر دار صبح جب دوسرے قیدیوں کے ساتھ اس لڑکی کا تذکرہ کرتا ہے جس کو اس نے رات کو دیکھا تھا۔ وہ اس کی بات پر ہنستے ہیں ۔ تم روز لائبریری مت جایا کرو ورنہ وہاں کی کتابوں کے کر دار باہر نکل آئیں گے ۔ وہ سب یہی کہتے ہیں کہ یہ تمہارا وہم ہے لیکن وہ اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔اس لیے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ میں نے خواب اور بیداری کے بیچ اس لڑکی کو دیکھا تھا اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ موجود ہی نہیں ہے ۔ یہاں اس بات کی وضاحت کی جاسکتی ہے کہ لڑکی کا کر دار جو کہ اس کے دماغ کے اندر موجود ہے اسے سامنے نظر آتا ہے۔بنیادی طور پر اس کر دار کا دماغ ان لمحوں کی یادداشت کو محفوظ نہیں رکھتا جن لمحوں میں وہ کر دار اسے صاف نظر آتا ہے۔اس لیے یہ ذہنی خلفشار کا شکار ہوتا ہے اور سوچتا ہے کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے ۔میں نے جس لڑکی کو کل اپنی آنکھوں سے گیلری میں گھومتے دیکھا ہے کوئی اور اس لڑکی کو کیوں نہیں دیکھ پایا ۔یہ لڑکی حقیقت میں موجود ہے یا ان لوگوں کا کہنا درست ہے کہ یہ میرا وہم ہو سکتا ہے۔یہ اسے وہم قرار نہیں دیتا بلکہ اپنے ذہن کی ایک نئی حقیقت سے تعبیر کرتا ہے جو اس کے سامنے ہوتی ہے۔ یہ ذہنی خلفشار اس کر دار کے ساتھ مختلف صورتوں میں پیش آتا ہے جس کا مطالعہ افسانے میں کیا جاسکتا ہے۔

# حوالہ جات


۱۔ حسن عسکری، ستارہ بادباں، مکتب سات رنگ الٰہی بخش کالونی کراچی، ۱۹۶۳ء، ص ۳۶

۲۔ ڈاکٹر نعیم احمد، سگمنڈ فرائڈ، نظریہ تحلیل نفسی، نگارشات پبلیکیشن لاہور، ۲۰۲۱، ص ۷۰۔۷۱

۳۔ ڈاکٹر نعیم احمد، فرائیڈ اور تحلیل نفسی، نگارشات پبلکیشن لاہور، ۲۰۲۱، ص ۳۵

۴۔ ڈاکٹر سلیم اغا قزلباش جدید اردو افسانے کے رجحانات انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی، ۲۰۰۰، ص ۱۸۵

۵۔ ڈاکٹر سی اے قادر، فرائیڈ اور اس کی تعلیمات، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور، ۱۹۸۷، ص ۲۹

۶۔ دیوانند اسر، ادب اور نفسیات، مکتبہ شاہراہ دہلی، ۱۹۸۸، ص ۱۲۹

۷۔ شجاعت حسین بخاری، مترجم، تجزیہ نفس از برٹن رسل،، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۹۸، ص ۷۱

۸۔ ڈاکٹر صوبیہ طاہر، ترجمہ، فرائیڈ کے مضامین۔ نگارشات پبلی کیشن لاہور، ۲۰۲۱، ص ۹۹

۹۔ ڈاکٹر نعیم احمد، سیگمنڈ نظریہ تحلیل نفسی، نگارشات پبلیکیشن لاہور، ۲۰۲۱، ص ۶۹

۱۰۔ ڈاکٹر سی اے قادر، فرائیڈ اور اس کی تعلیمات، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور، ۱۹۸۷، ص ۴۵

۱۱۔ رشید امجد، عام آدمی کے خواب، پورب اکادمی اسلام آباد، ۲۰۰۷، ص ۲۵۵

۱۲۔ رشید امجد، سمندر مجھے بلاتا ہے اور دوسرے افسانے، صریر پبلکیشن راولپنڈی، ۲۰۲۰، ص ۰۵

۱۳۔ سید وقار الدین ڈاکٹر نیاافسانہ اردو اکیڈمی سندھ کراچی ۱۹۵۷، ص ۷۱

۱۴۔ رشید امجد، عام ادمی کے خواب، پورب ایک ادمی اسلام اباد، ۲۰۰۷، ص ۴۳۴

۱۵۔ رشید امجد، عام آدمی کے خواب، پورب ایک ادمی اسلام اباد، ۲۰۰۷، ص ۴۸۰

۱۶۔ رشید امجد، عام ادمی کے خواب، پورب اکادمی، اسلام اباد، ۲۰۰۷، ص ۹۲۷

۱۷۔ رشید امجد، عام آدمی کے خواب، پورب اکادمی اسلام آباد، ۲۰۰۷، ص ۳۶۸

۱۸۔ منشایاد، میں اپنے افسانوں میں تمہیں پھر ملوں گا، نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، ۲۰۱۱، ص۲۸

۱۹۔ منشایاد، میں اپنے افسانوں میں تمہیں پھر ملوں گا، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد،، ۲۰۱۱ص ۶۲۷

۲۰۔ منشایاد، میں اپنے افسانوں میں تمہیں پھر ملوں گا، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد،، ۲۰۱۱ص ۷۵۶

۲۱۔ ڈاکٹر شفیق انجم، اردو افسانہ، پورب اکادمی، اسلام آباد، ۲۰۰۸، ص ۱۲۳

۲۲۔ اسد محمد خان، برج خاموشاں، بقا پبلیکیشن، لاہور، ۲۰۱۵، ص ۱۰۲

۲۳۔ اسد محمد خان، نربدا، القہ پبلیکیشن گلبر گ لاہور، ۲۰۱۵، ص ۱۵۸

۲۴۔ احمد جاوید، رات کی رانی، پورب ایک ادمی اسلام اباد ۲۰۱۴، ص ۱۰۹

۲۵۔ احمد جاوید، رات کی رانی، پورب ایک ادمی اسلام اباد ۲۰۱۴، ص ۱۱۶

۲۶۔ سریندر پرکاش، کلیات سندھ سریندر پرکاش، تحقیق و تدوین، ڈاکٹر نبیل احمد، الحمد للہ پبلکیشن لاہور ، ۲۰۲۱، ص ۴۵۵

۲۷۔ ڈاکٹر سلیم اختر، نفسیاتی تنقید، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۲۰۰۷، ص ۶۷

۲۸۔ سریندر پرکاش، کلیات سریندر پرکاش، تحقیق و تدوین، ڈاکٹر نبیل احمد، الحمد پبلکیشن، لاہور ۲۰۲۱، ص ۵۰۸

۲۹۔ سریندر پرکاش، کلیات سریندر پرکاش، تحقیق و تدوین، ڈاکٹر نبیل احمد، الحمد پبلکیشن، لاہور ۲۰۲۱، ص ۵۱۶

۳۰۔ سریندر پرکاش، کلیات سریندر پرکاش، الحمد للہ پبلکیشنز لاہور، ۲۰۲۱، ص ۲۰۶

۳۱۔ ڈاکٹر صوبیہ طاہر، ترجمہ، فرائیڈ کے مضامین۔ نگارشات پبلی کیشن لاہور، ۲۰۲۱، ص ۱۰۷

۳۲۔ سریندر پرکاش، کلیات سریندر پرکاش، الحمد للہ پبلکیشنز لاہور، ۲۰۲۱، ص ۶۱۰

۳۳۔ ڈاکٹر سلیم اختر، نفسیاتی تنقید، مجلس ترقی ادب لاہور، ۲۰۰۷، ص ۵۹

۳۴۔ سریندر پرکاش، کلیات سریندر پرکاش، الحمدللہ پبلکیشنز لاہور، ۲۰۲۱، ص ۳۷۰

۳۵۔ ڈاکٹر نعیم احمد، سگمنڈ فرائیڈ۔ نظریہ تحلیل نفسی، نگارشات پبلیکیشن لاہور، ۲۰۲۱، ص ۷۰

۳۶۔ سریندر پرکاش، کلیات سریندر پرکاش، الحمدللہ پبلیکیشن لاہور، ۲۰۲۱، ص ۵۶۸

باب: سوم

# ژونگ کا نظریہ خواب بہ طور تکنیک: جدید منتخب افسانے پر اثرات

ژونگ کا شمار جدید نفسیات کے اہم نفسیات دانوں میں ہوتا ہے۔ یہ فرائیڈ کے عہد سے تعلق رکھتے ہیں اور نفسیات کے مختلف نظریات میں انہوں نے فرائیڈ کے ساتھ مل کر بھی کام کیا لیکن کچھ بنیادی نظریات میں اختلافات کی وجہ سے یہ دونوں زیادہ دیر تک اکٹھے نہ رہ سکے اور اپنی اپنی ڈگر پر چلنے لگے۔ ان اختلافات سے پہلے ان کے اندر گہرے علمی مراسم تھے اور یہ دونوں ایک دوسرے کے نظریات کو اچھی طرح سے سمجھتے اور جانتے تھے بلکہ فرائیڈ کو اپنا استاد سمجھتے تھے۔ کئی سال تک فرائیڈ، ژونگ اور ایڈلر تینوں نے مل کر سائنٹیفک سوسائٹی میں کام کیا اور جدید نفسیات کے اہم پہلوؤں کو روشن کرنے کی کوشش کی۔

ژونگ کا خیال ہے کہ خواب کئی صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے کچھ خواب فرد کی ذاتی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کچھ خواب ایسے بھی ہوتے ہیں جو ہماری روزمرہ زندگی کی صداقتوں کے ترجمان ہیں اور یہ خواب عموماً حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں۔ بنیادی طور پر ایسے خوابوں کا تعلق شعور کے ایسے حصے کے ساتھ ہوتا ہے جو کہ روزمرہ کے واقعات کو لاشعوری سطح پر خواب کے اندر پیش کرتے ہیں۔ ژونگ کا خیال ہے اس حوالے سے کچھ خواب اجتماعی لاشعور کا حصہ ہوتے ہیں اور مختلف تلازمات کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ جدید نفسیات کا اس حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ فرائیڈ، ژونگ اور ایڈلر کے ہاں نظریہ خواب کئی حوالوں سے مختلف ہوتا ہے۔ جس طرح فرائیڈ خوابوں کو جنسی خواہشات اور نا آسودہ خواہشات کے ساتھ جوڑتے ہیں جبکہ ژونگ ایسا نہیں کرتے بلکہ خواب کو فرد کی ذاتی زندگی میں سرزد ہونے والے مختلف افعال و اعمال کا مطالعہ کرتے ہیں جس سے ان کے نزدیک نظریہ خواب فرائیڈ سے یکسر مختلف نظر آتا ہے۔ بنیادی طور پر زونگ اور فرائیڈ کے نظریے میں اختلاف موجود تھا جہاں فرائیڈ شعور لاشعور اور تحتِ شعور کی بات کرتا تھا وہیں زونگ کے نزدیک کولیکٹو کانشیسنس (collective consensus) جس کو اجتماعی لاشعور بھی کہا جاتا ہے اہمیت کا حامل تھا لیکن ان دنوں فرائیڈ اپنے نظریات میں اس قدر محو ہو چکا تھا کہ وہ کسی بھی بات کو اہمیت دینے کے لیے تیار نہیں تھا جس کی وجہ سے ژونگ اور فرائیڈ کے درمیان علمی معاملات میں اختلافات پیدا ہونا شروع ہوئے اور ان کے نظریات دو مختلف دھاروں

کی صورت میں سامنے آئے۔ مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ جدید نفسیات میں ژونگ کا نظریہ زیادہ اہمیت کا حامل ہے جو کہ اجتماعی لاشعور کی بات کرتا ہے۔

ژونگ کے نزدیک خواب ہی ایک ایسا طریقہ ہے جس کے ذریعے فرد کے اندر جھانکا جا سکتا ہے جو اس کے ماضی حال اور مستقبل کو اشاریے کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔ ژونگ کے نظریہ خواب کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ فرائیڈ کے برعکس خوابوں کو صرف ناآسودہ خواہشات اور تمنائی ہی نہیں سمجھتے بلکہ اس کو کسی بھی فرد کے حال ماضی اور مستقبل کا ترجمان جانتے ہیں۔ اسی کے ذریعے یہ اپنے نظریے خواب کی تعبیر کرتے ہیں جس میں ایسے خوابوں کا ذکر خصوصیت کے ساتھ ملتا ہے جن کا تعلق حقیقی خوابوں کے ساتھ ہوتا ہے جو ہمارے شعور کہ حالات کو علامات کی صورت میں ایسے پیش کرتے ہیں کہ وہ حقیقی خواب کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ ایسے خواب داخلی صداقتوں کی ترجمانی بھی کرتے ہیں اور فرد کے باطن میں بھی جھانک کر دیکھتے ہیں جس کے امتزاج سے کئی ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں جو پیش گوئی کا ذریعہ ہے اور آنے والے حالات کو بیان کرتے ہیں۔ بنیادی طور پر خواب کا یہ لاشعوری عمل فرد کے دماغ میں مختلف علامات اور تلازمات کو بیدار کرتا ہے جس سے فرد اپنے خوابوں کا ٹھیک اندازہ نہیں کر سکتا اور یہ واضح بھی نہیں ہوتے جس کی وجہ سے تحلیل نفسی کے عمل کو اختیار کرنا ضروری ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر تحلیل نفسی کا یہ عمل معالج اور مریض کے درمیان ایک تعلق قائم کرتا ہے جس سے خوابوں کے سلسلے کی وضاحت ممکن ہوتی ہے اور وہ علامات سامنے آتی ہیں جو کہ فرد کی زندگی سے گہرا تعلق رکھتی ہیں۔ جدید نفسیات میں اس حوالے سے ژونگ کا نقطہ نظر فرائیڈ اور ایڈلر سے یکسر مختلف ہے۔ اس لیے کہ جہاں فرائیڈ خوابوں کے تعلق کو فرد کے بچپن کے ساتھ جوڑتے ہیں اور نہ آسودہ خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ مانتے ہیں وہیں ژونگ کے یہاں خواب دو طرح سے فرد کے ذہن میں اپنی جگہ بناتے ہیں کچھ خواب ایسے ہوتے ہیں جو کہ کسی بھی فرد کی ذاتی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔

ژونگ کے نفسیاتی نظریات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ ایسے خوابوں کو عام لوگوں کے خواب کہتے ہیں جو کہ ان کی ذاتی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ خواب عموماً ماضی کی یادداشتوں کو سامنے لاتے ہیں یا چند خواب آنے والے حالات کی آگاہی دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسری قسم ایسے خوابوں کی ہے جو ایسی علامات پر مشتمل ہوتے ہیں جو کسی بھی سوسائٹی کے کلچر، فنون اور اس کی دیگر رسومات کے حوالے سے

اہم ہے جو کہ ہمارے اجتماعی لاشعور کا حصہ ہیں۔ اجتماعی لاشعور بنیادی طور پر ان علامات، تلازمات کو بیان کرتا ہے جو کہ ہر فرد کے ذہن میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہوتی ہیں۔ بنیادی طور پر یہ موجودیت لاشعوری طور پر ان کی علامات کو واضح کرتی ہے اور اپنا اظہار خواب کی صورت میں کرتی ہے۔ جدید نفسیات میں اجتماعی لاشعور کا نظریہ ژونگ کے یہاں فصاحت کے ساتھ ملتا ہے جس کی وجہ سے جدید نفسیات میں ژونگ کی اہمیت بڑھ جاتی ہے ژونگ کا جدید نفسیات کا مطالعہ اپنے ہم اثر نفسیا دانوں سے خصوصی طور پر مختلف ہے چونکہ یہ انسانی ذہن کی مختلف صورتوں کو جب خواب کے طور پر مطالعہ کرتے ہیں تو اسے سائنسی بنیادوں سے ہٹا کر انسانی شعور کی بنیادوں پر استوار کرتے ہیں جہاں پر یہ collective consciousness کی وضاحت کرتے ہیں اور اجتماعی لاشعور کی وضاحت کرتے ہیں کہ اس کی علامات اور ارکیٹائپ ایسے ہیں جو کہ صدیوں سے انسان کے ذہن میں موجود ہیں یہ ہماری سوسائٹی، کلچر، ثقافت اور رسومات کے نتیجے میں تعمیر ہوتا ہے اور اپنا اظہار خواب میں علامات کی صورت میں کرتا ہے جس کا مطالعہ فرد کی ذاتی زندگی کو پیش نظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ ژونگ خوابوں کی تعبیر کے کسی سلسلے کا ذکر نہیں کرتے اور نہ ہی اس کے لیے کوئی راستہ متعین کرتے ہیں۔

بنیادی طور پر ژونگ اجتماعی لاشعور کے نظریے سے اس قدر ہم آہنگ تھا کہ وہ اسے کسی بھی صورت میں نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اجتماعی لاشعور کا نظریہ انسانی نفسیات کے بہت قریب اور سوسائٹی جو کہ فرد کی زندگی کا اہم حصہ ہے اس کی علامات کو اس طرح رد کرنا اس کے لیے ممکن نہیں تھا لیکن اس کے ساتھ فرائیڈ اس کو زیادہ اہمیت نہیں دیتا تھا بلکہ وہ فرد کے ماضی سے ایسے واقعات کو نکالتا تھا جو کہ جنسی ناسودگی کا ذریعہ ہیں۔ جدید نفسیات میں نظریات کی ہم آہنگی اور نظریات کا یکسر مختلف ہونا اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ اس شعبہ کے موضوعات پر نفسیات دانوں نے خاصی توجہ مرکوز کی ہے اور اپنے اپنے نظریات کو انسانی نفسیات کی باریکیوں میں جا کر بیان کیا ہے۔ یہ فرد کے ایسے خوابوں کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ شہزاد احمد لکھتے ہیں۔

> "خوابوں کی دو اقسام کے قائل تھے عام لوگوں کے خواب چھوٹے خواب کہلاتے تھے۔ یہ ذاتی نوعیت کے ہوتے تھے اور ان کے اثرات اس فرد یا زیادہ سے زیادہ چند افراد تک محدود ہوتے تھے اس کے برعکس دوسری قسم عظیم خوابوں کی ہے جس سے تمام قبیلے کی زندگی متاثر ہوتی تھی یہ عموماً ذی حیثیت اور سربراہوں کو آتے تھے۔ ژونگ ان سے بہت متاثر ہوئے کیونکہ وہ خود بھی

ذاتی خواب اور اجتماعی خواب کے قائل تھے۔ ان دونوں میں واضح قسم کا خط امتیاز نہیں کھینچا جا سکتا ۔ ویسے اجتماعی خواب بہت واضح ہوتے ہیں اور ان کے اشارات عموماً حیران کن اور نا قابل فہم ہوتے ہیں "(۱)

جدید نفسیات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ۱۹۳۰ کے بعد اردو ادب میں جدید نفسیات کے تراجم کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ یہاں کے اہل علم بھی فرائیڈ ژونگ اور ایڈلر کی نفسیات کے اہم نظریات کو سمجھنے لگے تھے۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ اس دور میں فرائیڈ ، ژونگ اور ایڈلر کے نظریات مقبولیت اختیار کر رہے تھے اور دنیا بھر میں ان نظریات کے حوالے سے مباحث جاری تھے۔ ژونگ کی نفسیات کے مختلف ابواب کا مطالعہ ماضی میں کیا جاتا رہا ہے لیکن یہ مطالعہ ژونگ کے حوالے سے اس لیے اہم ہے کہ یہ اس کے نظریہ خواب کی مختلف حالتوں کو پیش کرتا ہے۔ جدید نفسیات میں خواب کے حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ جدید نفسیات کے اہم نفسیات دانوں نے خوابوں کا ذکر اپنے نظریات میں فصاحت کے ساتھ کیا ہے اور انسانی زندگی میں خوابوں کی اہمیت کے بارے میں روشنی ڈالی ہے۔ خوابوں کا یہ عمل ہمارے ذہن کے مختلف امور سے ہو کر گزرتا ہے جو کہ شعوری سطح پر ہونے والے واقعات کے اثر کو لاشعوری طور پر خوابوں کی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔ ژونگ خوابوں کے ان لاشعوری عوامل کو مختلف سطحوں پر بیان کرتا ہے جس میں پہلی سطح فرد کی ذاتی زندگی کی وہ حالات و واقعات ہیں جن سے وہ گزر کر آگے بڑھتا ہے۔ زندگی کے روز مرہ کے واقعات بنیادی طور پر شعوری حالت میں تو فرد کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کرتے لیکن یہی واقعات لاشعوری طور پر کسی بھی فرد پر اثر انداز ہوتے ہیں اور خوابوں کی صورت میں اپنا اظہار کرتے ہیں۔

ژونگ کا نظریہ خواب کے حوالے سے خیال یہ ہے کہ یہ فرد کے لیے ایک غیر اختیاری عمل ہے جو کہ مختلف علامتوں اور ارکی ٹائپ کی صورت میں اپنا اظہار کرتا ہے۔ فرد شعوری طور پر اس عمل کے لیے تیار نہیں ہوتا بلکہ خواب کا یہ عمل لاشعوری طور پر فرد کے ذہن کے ساتھ منسلک ہوتا ہے جو رات کو سوتے ہوئے مختلف علامتوں کی صورت میں اپنا اظہار کرتا ہے۔ ژونگ کا خیال ہے کہ انسانی دماغ میں ہزاروں سال پہلے کے ارکیٹائپ اور علامات بھی موجود ہیں جو کہ فرد کے سلسلہ شعور میں موجود نہیں لیکن لاشعوری طور پر وہ اپنا اظہار کرتے ہیں اور خوابوں کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ بنیادی طور پر یہ علامات اور ارکیٹائپ انسان کو اپنے ماضی کی یاد دلاتی ہیں جو کہ اجتماعی لاشعور کا حصہ ہیں۔ ان علامات اور ارکیٹائپ سے خوابوں کی وضاحت

مختلف صورتوں میں کی جاسکتی ہے جس میں ماضی اور مستقبل دونوں کی پیشن گوئی کو ممکن بنایا جاسکتا ہے۔ ژونگ کے نزدیک بھی خوابوں کی سائنٹیفک تعبیر ممکن نہیں ہے اس لیے وہ اس کی بنیاد اجتماعی لاشعور پر رکھتے ہیں جس سے خوابوں کی مختلف علامات کی وضاحت کی جاسکتی ہے لیکن سائنسی نقطہ نظر سے اس میں سے کوئی معنی متعین نہیں کیے جاسکتے۔ یہ معنی چونکہ بہت ہی ذاتی نوعیت کے ہوتے ہیں اس لیے انہیں اس سطح پر بیان ہی نہیں کیا جاسکتا۔

اجتماعی لاشعور بنیادی طور پر ان علامات اور اصطلاحات کو اکٹھا کرتا ہے جو ماضی سے انسان کے ذہن میں موجود ہوتے ہیں ۔ اس عمل کو شعوری طور پر سمجھنے کے لیے تحلیل نفسی کے عمل کو اختیار کیا جاتا ہے جس میں معالج اور مریض دونوں مل کر ان علامتوں سے مطالب تلاش کرتے ہیں اور اس مشکل تک پہنچتے ہیں جس کی وجہ سے دماغ متاثر ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر ان کی تلاش کا سلسلہ فرد کے دماغ سے ہی شروع ہوتا ہے۔ نفسیا دان بنیادی طور پر فرد کی زندگی کے مختلف واقعات کی جانچ پرکھ کرتا ہے اور فرد کی جذباتی کیفیت کا اندازہ لگاتے ہوئے چند علامات کے تعلق کو خواب کے ساتھ جوڑ کر اس کے مفاہیم نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ تلاش بنیادی طور پر کسی بھی فرد کے ان لاشعوری حصوں تک رسائی ہوتی ہے جس کے طعنے بانے بکھرے ہوتے ہیں اور فرد کے شعوری عمل کا حصہ نہیں بن سکتے۔ نفسیات دان بنیادی طور پر ان کڑیوں کو جوڑ کر فرد کے شعوری حصے سے جوڑتا ہے جس سے خواب دیکھنے والا معنی متعین کر سکتا ہے۔ نفسیات دان بنیادی طور پر اس پیچیدہ عمل میں سے کچھ علامات اور تلازمات کو نئے معنی پہناتا ہے۔ ژونگ کے نزدیک یہ سائنٹیفک عمل نہیں ہے اور اس کی سائنسی تعبیرات خوابوں کے لیے ممکن نہیں ہے اس کے برعکس ایڈلر خواب کی مذہبی تعبیرات کرتا ہے۔ جدید نفسیات میں خوابوں کے مختلف نظریات نفسیاتی گتھیوں کو سلجھانے کا سبب بنتے ہیں ۔

ژونگ بنیادی طور پر خوابوں کی وضاحت ہر فرد کہ ذہنی عمل کے مطابق کرتے ہیں اس لیے کہ ژونگ کا کہنا یہ ہے کہ یہ ایسے خیالات ہیں جو روزمرہ زندگی میں فرد کے دماغ کو کہیں نہ کہیں متاثر کرتے ہیں اور پھر یہ خواب کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ تحلیل نفسی کا یہ عمل معالج کو ان علامات تک پہنچاتا ہے جس کی وجہ سے خواب دیکھنے والے کو کوئی بھی خواب تنگ کرتے ہیں۔ ان کا تعلق عموماً بھولی ہوئی یادوں سے ہوتا ہے جو کہ فرد کے دماغ سے محو ہو چکی ہوتی ہیں لیکن لاشعوری عمل ان کا اظہار مختلف علامتوں اور تلازموں کی صورت میں ممکن بناتا ہے۔ اس لیے ژونگ خواب کے عمل کو سنجیدگی سے لیتے ہیں کہ یہ کسی بھی فرد کے ذہنی

عمل کو ظاہر کرتے ہیں جس سے کسی بھی فرد کی تحلیل نفسی کے ذریعے ان کے ذہنی عوامل کو جانا جاتا ہے۔
شہزاد احمد لکھتے ہیں:

"خواب ایک غیر اختیاری اور فوری نفسی عمل ہے۔ یہ قدرت کی آواز ہے۔ یہ عام طور پر غیر واضح ہوتی ہے اور سمجھنا دشوار ہوتا ہے کیونکہ اس کا اظہار علامتوں اور تصویروں میں ہوتا ہے۔ جیسے کہ بہت قدیم رسم الخط ہیں یا تحریریں ہیں یا پھر ایسے مشکل حروف جو بچے ڈرائنگ کی شکل میں خود ہی بناتے ہیں اور انہیں اہم لفظوں کا بدل قرار دیتے ہیں۔ اس کوشش میں کہ خواب کی زبان کو سمجھا جائے۔ ژونگ افزائیدگی کا طریقہ استعمال کرتا ہے جس کا موازنہ باز پہلوؤں سے اس طریقے کار سے ہو سکتا ہے"(۲)

ژونگ بنیادی طور پر خوابوں کو ایک ایسے عمل سے تعبیر کرتے ہیں جو کہ اختیاری نہیں ہے بلکہ ایک ایسی غیر واضح اور نہ سمجھ آنے والا دشوار راستہ ہے جس پر طرح طرح کی مشکلات پیش اتی ہیں۔ بنیادی طور پر دماغ کی مختلف سطحوں کا مطالعہ کرتے ہوئے ژونگ collective consciousness اجتماعی لاشعور کی بات کرتے ہیں تو اس عمل کا مطالعہ حروف اور ایسی علامتوں سے کرتے ہیں جو کہ اپنے اندر کافی پیچیدگی رکھتی ہیں لیکن ژونگ اسے ہی خوابوں کی زبان کہتے ہیں اور اس کا تعلق قدیم ادوار کے انسانوں کے ساتھ جوڑتے ہیں جو مختلف عوامل کی انجام دہی کے نتیجے میں اج کے انسان کے دماغ میں پہنچی ہیں۔ جدید نفسیات میں ان علامات کا مطالعہ ہی خوابوں کے تعلق کو واضح کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ جدید نفسیات نے اس حوالے سے کئی طریقہ کار کی وضاحت کی ہے جو کہ مختلف نفسیا دانوں نے اپنے اپنے طور پر پیش کیے ہیں۔ ژونگ کے یہ نظریات بھی جلد مقبول ہونے لگے اور ادبیات عالم پر انہوں نے اپنا اثر دکھایا اور علمی اور ادبی حلقوں میں جدید نفسیات کے نئے موضوعات پر طرح طرح کے مباحث ہونے لگے۔ انہی مباحث نے جدید نفسیات کے ان موضوعات کو ادب کا حصہ بنایا اور ان کو بنیاد بنا کر مختلف کہانیاں لکھی جانے لگی۔ جدید نفسیات کے موضوعات کو جہاں جدید اردو افسانہ اور فکشن نے اپنایا وہیں ادبیات کی زبانوں میں اس کے حوالے سے لکھا جاتا رہا۔

## ا۔ خواب حقیقت پر مبنی:

جدید اردو فکشن کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا ہمارے یہاں ژونگ کے نظریے خواب کو مختلف افسانہ نگاروں نے اپنے افسانوں میں پیش کیا ہے۔ اس حوالے سے ژونگ کے نظریہ خواب کو موضوع بناتے

ہوئے سریندر پرکاش، رشید امجد ،احمد جاوید، اسد محمد خان اور منشا یاد نے کئی افسانے تحریر کیے ہیں ۔ منشا یاد ،اسد محمد خان اور سریندر پرکاش کے یہاں زیادہ تر خواب کے موضوع پر لکھے گئے افسانے ژونگ کے نظریات کے قریب تر دکھائی دیتے ہیں جبکہ رشید امجد اور احمد جاوید کے یہاں زیادہ افسانے فرائیڈ کے حوالے سے ہیں لیکن ان کے افسانے بھی ژونگ کے مطالعہ سے خالی نہیں ہیں۔ احمد جاوید نے ژونگ کے نظریات کے حوالے سے کم افسانے لکھے ہیں لیکن ان کے چند افسانے ہی کے نظریات کی پیشکش کے حوالے سے اہمیت کے حامل ہیں جن کا مطالعہ خواب کو نئے راویوں سے سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔ ڈاکٹر شائستہ حمید خان:

> "ژونگ فرائیڈ کے نظریات میں جنس کی درجہ مداخلت کا قائل نہیں تھا۔ ژونگ نے بتایا کہ شعور لاشعور یا تحت الشعور کے اوپر بھی یابعد بھی ایک اور منزل ہے جس تک فرائیڈ نہیں جاسکا اور وہ ہے اجتماعی لاشعور جس کو consciousness collective کہتے ہیں۔ زونگ کا انسانی شخصیت کو سمجھنے کا ایک مخصوص طریقہ تھا۔ وہ ذہنی امراض کے شعبے میں خاص دلچسپی بھی رکھتا تھا اس نے اپنے نظریات سے بتایا کہ انسان یا تو تنہائی پسند ہیں یا مجلسی۔ اس سے اگے وہ چار اصول بیان کرتا ہے جو نہایت ہی دلچسپ ہیں۔ فکر یا سوچ۔ جذبہ یا احساس، حسیات تجسس، وجدان"(۳)

ژونگ کے مقالات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ انہوں نے جدید نفسیات میں اجتماعی لاشعور کے نظریے کو جس طرح بیان کیا اس سے پہلے یہ کسی کے یہاں موجود نہیں تھا۔ ژونگ نے اپنے نفسیاتی مطالعات میں اس بات کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا ہے کہ اجتماعی لاشعور بنیادی طور پر ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے ہم معاشرے کے ارکی ٹائپ اور علامات کو سمجھ سکتے ہیں۔ ان ارکیٹائپ اور علامات کے پیچھے تلازمات کا ایک طویل سلسلہ ہوتا ہے جن کو سمجھتے ہوئے کسی بھی فرد کے لاشعوری عمل کو سمجھا جاسکتا ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ ژونگ کے نزدیک ایسے سوالات جو اجتماعی لاشعور کو مختلف شکلوں میں ہمارے سامنے واضح کرتے ہیں۔ اس سے کسی بھی فرد کے لاشعور تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے اور ان علامات کی وضاحت کی جاسکتی ہے لیکن ان سب کو اجتماعی لاشعور کے نظریے سے ہٹ کر دیکھنا ممکن نہیں ہے ۔ ژونگ کے مطابق ہمارے معاشرے اور کلچر کی جڑیں فرد کے اندر کافی گہری ہوتی ہیں جن کا اسے خود بھی اندازہ نہیں ہوتا اور نہ ہی شعوری سطح پر یہ اپنا اظہار کرتی ہیں بلکہ ان کے اظہار کا طریقہ کار لاشعوری ہوتا ہے لیکن یہ اجتماعی لاشعور سے تعلق رکھتی ہیں۔

جدید نفسیات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ژونگ اور ایڈلر نے اس حوالے سے کئی طرح کے مضامین لکھے ہیں۔ بنیادی طور پر ژونگ جہاں اجتماعی لاشعور کی بات کرتے ہیں اور خوابوں کے تعلق کو ان کے ساتھ جڑتے ہیں۔ اس لیے کہ ژونگ کے نزدیک ہمارے خواب بنیادی طور پر ہماری ہی زندگی کا پر تو ہوتے ہیں۔ ایسے خواب موجود ہیں جو کہ حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں اور ان میں ایسی علامات کو واضح کیا گیا ہوتا ہے جو فرد کی حقیقی زندگی کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں۔ یہ بو طابقت بنیادی طور پر لاشعور کی کار فرمائی کے طور پر سامنے اتی ہے جو اس کو کئی صورتوں میں واضح کرتا ہے۔ جدید اردو افسانے کا اس حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ سریندر پر کاش، رشید امجد، احمد جاوید، منشا یاد، اسد محمد خان نے جدید اردو افسانے میں خواب کے موضوع پر کئی افسانے تحریر کیے ہیں۔ مطالعہ کرنے سے معلوم ہو گا کہ خواب ایک ایسا موضوع ہے جو پہلے بھی اردو افسانے کا موضوع خاص رہا ہے لیکن اس حوالے سے زیادہ تر افسانے مذہبی نوعیت کے ملتے ہیں۔ ان میں خوابوں کی تعبیر کو مذہبی حوالے سے دیکھا جاتا ہے اور مذہبی خوابوں کی تفہیم و تعبیر کے لیے ان علامات اور تلازمات سے کام لیا جاتا ہے جو کہ مذہبی ہوتی ہیں اور خواب کی وضاحت میں کسی طرح معاون ہوتی ہیں۔ اس حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ایڈلر کے یہاں ایسے نظریات کثرت سے موجود ہیں جو خواب کو مذہبی نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ جدید اردو افسانے میں ان موضوعات میں اس وقت اضافہ ہوا جب نفسیات نے نئے نظریات کو پھلنے پھولنے کا موقع دیا۔

## ۲۔ خواب داخلی صداقت کے ترجمان:

ژونگ کا نظریہ خواب داخلی صداقتوں کے کئی پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔ جس سے خواب داخلی صداقتوں کے ترجمان کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ ژونگ جن خوابوں میں داخلی صداقتوں کو تلاش کرتے ہیں بنیادی طور پر ایسے خوابوں کا تعلق کئی صورتوں میں واضح ہوتا ہے۔ کوئی بھی فرد جب اپنے ذہنی معاملات پر غور و فکر کرتا ہے تو وہ اپنے داخل کے کئی معاملات کو سمجھتا ہے۔

ژونگ کے اس نظریے کے حوالے سے ادبیات عالم میں کئی طرح کے ناول اور افسانے تحریر کیے گئے ہیں۔ اس حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ خواب داخلی صداقتوں کے ترجمان کے طور پر کئی حوالوں سے سامنے آتے ہیں۔ ژونگ کا اس حوالے سے کہنا ہے کہ عام طور پر جو خواب آتے ہیں۔ ان کا تعلق ہماری داخل کے ساتھ ہوتا ہے داخل کی ایسی صداقتیں جن کو شعوری سطح پر انے کا موقع نہیں دیا جاتا وہ کسی

اور راستے سے خواب کے ذریعے انسان کے دماغ میں وارد ہوتی ہیں۔ ژونگ کے نزدیک ایسا اس وقت ہوتا ہے جب شعور اور لاشعور کے درمیانی سینسر کو کسی بھی طرح سے یہ موقع میسر نہیں آتا کہ وہ فرد کو مذکورہ بات تک پہنچائے لیکن شعور کی کار فرمائی کے ذریعے ایسا نہیں ہوتا۔ خواب بنیادی طور پہ ایسی ہی صداقتوں کو سامنے لآتے ہیں جو لاشعوری عمل کے ذریعے کسی نہ کسی طرح سے اظہار پآتے ہیں بنیادی طور پر داخلی صداقتیں انسان کو اپنے بارے میں جاننے پر مجبور کرتی ہیں اور لاشعوری طور پر کئی طرح سے ہمارے دماغ میں پنپتی رہتی ہیں۔ شہزاد احمد لکھتے ہیں۔

"یہی وہ نقطہ ہے جہاں ہر طرح کی عقلی تشریح اور مطابقت پیدا کرنے کی شعوری کوشش ناکام ہو جاتی ہے۔ ایسے موقع پر ایک ہی امید باقی ہوتی ہے کہ لاشعور سے توانائی حاصل کی جائے اور زندگی کو نئے کام میں لایا جائے۔"(۴)

جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو اس موضوع کے حوالے سے کئی افسانے خاص طور پر نظر آتے ہیں جن میں سریندر پرکاش، رشید امجد، احمد جاوید، اسد محمد خان کہ یہاں کئی ایسے افسانے موجود ہیں جو کہ اسی موضوع کو بیان کرتے ہیں۔

## ۳۔ خواب پیش گوئی:

جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ خواب پیش گوئی کا ذریعہ اردو افسانے کا موضوع خاص رہا ہے۔ اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خواب پیش گوئی کے ذریعے کو موضوع کے طور پر کئی افسانوں میں برتا گیا ہے۔ اس حوالے سے جدید اردو افسانے میں اس موضوع کو جدید نفسیات سے پہلے بھی بھرتا جاچکا ہے جس میں اسلامی حوالے سے خواب کو بطور پیش گوئی کے ذریعے کے دیکھا گیا ہے۔ اس حوالے سے سریندر پرکاش کہ کئی افسانوں کا مطالعہ اسی حوالے سے کیا جا سکتا ہے جس میں انہوں نے اس موضوع کو پیش کیا ہے۔ جدید نفسیات کے اغاز کے ساتھ ہی ایسے موضوعات بھی جدید اردو افسانے کا حصہ بننے لگے اس لیے کہ جدید نفسیات کے نئے مطالعات نے نئے لکھنے والوں کو متاثر کیا اور ان کے نظریات نے کئی طرح سے اپنی سوسائٹی کے ان کرداروں کو سامنے لانے کا موقع دیا جن میں اس موضوع کو دیکھا جا سکتا تھا۔ ژونگ نے اس حوالے سے خوابوں کی کئی صورتوں کو بیان کیا ہے۔ ان کے نزدیک بھی خواب پیش گوئی کا ذریعہ ثابت ہوتے ہیں اس لیے کہ انے والے حالات کا تعلق ہمارے ماضی کے ساتھ پیوست ہوتا ہے بنیادی

طور پر ایسے ہی معاملات اگے بڑھتے ہیں جن کے بارے میں سوچا جاتا ہے۔ یہ اپ کے انے والے دنوں سے اگاہی کا ذریعہ اور خطرات سے خبرداری کی علامات بھی واضح کرتے ہیں۔ شہزاد احمد لکھتے ہیں۔

" کبھی کبھی تو یہ بھی لگتا ہے خواب واضح طور پر خطرات سے خبردار کرتے ہیں اس کی مثال یہاں کی چوٹیاں سر کرنے والے ایک مہم جو کی ہے جس نے خواب میں دیکھا تھا وہ بلند سے بلند تر پہاڑ پر چڑھتا جا رہا ہے اور پھر خوشی کے ساتھ اپنا اگلا قدم خلا میں رکھ دیتا ہے۔ اس خواب کے بارے میں یہ سوچا جا سکتا ہے کہ ایسے خواب ان لوگوں کو بھی سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں جن میں تو ہم موت کا شائبہ بھی نہیں ہوتا مگر جس ادمی کا ہم ذکر کر رہے ہیں وہ اس پر ہنستا رہا مگر اس خواب کے کچھ ہی عرصے بعد وہ ایک پہاڑ کو سر کرتا ہوا ہلاک ہوا۔ اس کے ایک دوست نے دیکھا کہ اس نے واقعی ہوا میں قدم رکھ دیا تھا۔ اگر ہم موت کا خواب دیکھیں تو اس کا لازمی مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ کسی حادثے کی پیش گوئی ہے۔"(۵)

ژونگ نے خواب کے حوالے سے کئی غلط فہمیوں کا بھی ذکر کیا ہے جن کی وضاحت کو فطری طریقہ کار سے پیش نہیں کیا جاتا بلکہ اس میں اپنی خواہش اور پسند ناپسند کو مل کر کے اس کی حقیقت کو کسی حد تک تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ یوم کے نزدیک ایسے واقعات جو روزمرہ زندگی میں پیش آتے ہیں اور ان کے حوالے سے کسی ایسی فکر کا پتہ چلتا ہے جو اپنے اندر مستقبل میں ہونے والے واقعات کی علامات کو ظاہر کرتی ہے لیکن یہاں بات سمجھنے کی ہے کہ اس سے فرد کسی بھی طور پر واقفیت نہیں رکھتا اور نہ ہی ان علامات کہ تانے بانے جوڑ کر کوئی واضح مفہوم اخذ کر سکتا ہے۔ خواب اپنے واقعات میں کبھی بھی مکمل نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کی وضاحت کا طریقہ کار کا طریقہ کار بھروسے مند ہوتا ہے۔ مختلف علامات اور زندگی کے واقعات کے تانے بانے ملانے سے جو معنی اخذ کیے جاتے ہیں ضروری نہیں ہے کہ وہی معنی ہی حقیقی ہوں۔ ہاں ایسے خواب جو کہ کسی بھی فرد کے شعوری عمل میں خلل پیدا کرتے ہیں ان کو دور کرنے کے لیے معالج خواب دیکھنے والے کے لاشعور میں جھانکنے کے لیے مختلف علامات کی تعبیر ان کے واقعات کے مطابق کرتا ہے اس سے بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ مریض کو ایسے واقعات یاد آتے ہیں جس کی وجہ سے خواب خلل کا سبب بنا تھا۔ ایسے خوابوں کی نوعیت عام خوابوں سے بالکل مختلف ہوتی ہے اور تحلیل نفسی کے ذریعے ایسے ہی خوابوں کی وضاحت کو مریض کے لاشعوری عمل سے ہم اہنگ ہونے میں مدد ملتی ہے اور معالج ان واقعات تک رسائی حاصل کرتا ہے جس کی وجہ سے خواب میں لاشعوری طور پر یہ عمل وارد ہوا ہے۔ اس سے مریض کو کسی حد تک اپنے ذہنی

عمل کو سمجھنے کا موقع ملتا ہے اور وہ خواب کے ان تصورات سے باہر اتا ہے جو کہ اس کے شعوری عمل میں مداخلت کا سبب بنتے ہیں۔یہ عمل کسی طرح بھی آسان نہیں ہے بلکہ پیچیدہ علامات کے شکنجے میں جکڑا ہوا ہے۔ڈاکٹر اظہر علی رضوی لکھتے ہیں۔

"ان کی بازیافت کی جا سکتی ہے بعض اوقات وہ خود بخود یاد آجاتے ہیں اور بعض اوقات کوئی اتفاق یا صدمہ ان کی بازیافت کا باعث بنتا ہے اور بعض اوقات یہ خوابوں اور متخیلات میں غیر واضح حالات میں ظاہر ہوتے ہیں۔۔۔ ژونگ نے اپنے کام کو ابتدائی منازل میں ان یادوں تک پہنچانے کے لیے تحلیل نفسی کا طریقہ کار استعمال کیا تلازمی ٹیسٹ استعمال کیے۔تلازمی ٹیسٹوں نے نفسی ڈھانچے کی اس خصوصیت کا انکشاف کیا کہ خیالات کے رجحانات کو ملانے کے لیے ان کے گروہ ایک بنیادی مرکزی حصہ ہوتے ہیں۔ژونگ ان خیالات کو کمپلیکسز کا نام دیتے ہیں (۶)"۔

خوابوں کے مجوزہ موضوع کے حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ خوابوں کے ایسے موضوعات کی تفہیم کے لیے تحلیل نفسی کے طریقہ کار کو استعمال کیا جاتا ہے۔یہ طریقہ کار بنیادی طور پر ان مریضوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو خواب کی وجہ سے کسی نہ کسی طور پر متاثر ہوتے ہیں اور ان کا شعوری عمل خواب کی وجہ سے مداخلت کا سبب بنتا ہے۔ایسے خوابوں کی وضاحت اور واقعات کی باریکی کو سمجھنے کے لیے تحلیل نفسی کے ذریعے مریض کے لاشعوری عمل تک رسائی حاصل کی جاتی ہے تاکہ ان پیچیدہ علامات کی وضاحت ہو سکے۔ژونگ کے نزدیک کئی ایسے خواب بالکل نارمل ہوتے ہیں اور مریض کو لگتا ہے کہ میرے خواب سچ ہو رہے ہیں اس لیے کہ خواب میں جو پیش گوئی کی گئی ہوتی ہے وہ حقیقی زندگی میں کسی نہ کسی طرح سے پوری ہو جاتی ہے۔یہ عمل بنیادی طور پر ہمارے روزمرہ کے مختلف واقعات کے ساتھ جڑا ہوتا ہے جو رات کو سوتے ہوئے لاشعوری طور پر کئی علامات میں واضح ہوتا ہے اور ایسی باتیں جو کہ معمول کی زندگی میں جاننا مشکل ہوتا ہے خواب کی صورت میں سامنے اجاتی ہیں۔جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس حوالے سے کئی افسانہ نگاروں نے افسانے لکھے ہیں۔اس حوالے سے سریندر پرکاش،رشید امجد،منشا یاد ،اسد محمد خان اور احمد جاوید نے کئی افسانے تحریر کیے ہیں جو اسی موضوع کو بیان کرتے ہیں۔یہ اپنی نوعیت میں جدید افسانے کی ذیل میں آتے ہیں اور ان کے افسانوں کا بیان بھی جدید موضوعات اور اسلوب پر مبنی ہے۔

## ۴۔ اجتماعی لاشعور کا دخل:

جدید نفسیات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا اجتماعی لاشعور ادبیات عالم میں اہم موضوع رہا ہے۔ اس موضوع کو کئی نفسیاتی سطحوں پر پیش کیا جاتا رہا ہے اس لیے کہ اجتماعی لاشعور کے متعلق جدید نفسیات نے کئی اہم انکشافات کیے ہیں۔ اجتماعی لاشعور کا تعلق انسانی زندگی کے ساتھ بہت گہرا ہے اس لیے کہ اجتماعی لاشعور میں کئی طرح کا مواد موجود ہوتا ہے لاشعور بنیادی طور پر اس مواد کی رسائی کے ذریعے کے لیے مختلف طریقہ کار اپناتا ہے جس میں ایک ذریعہ خواب بھی ہیں۔ خواب بھی اجتماعی لاشعور کو سامنے لانے کا ذریعہ ہے بلکہ ماضی میں ہوئے ایسے واقعات جو یاداشت کا حصہ نہیں رہتے مختلف طریقوں سے انسانی شعور کا حصہ بنتے ہیں۔ اجتماعی لاشعور کے حوالے سے جدید نفسیات نے کئی طرح کی حکمت عملیاں اپنائی ہیں جس میں تحلیل نفسی ایک ایسا طریقہ کار ہے جس کے ذریعے کسی بھی فرد کے خواب اور خواب میں موجود علامات کے ذریعے لاشعور تک رسائی حاصل کی جاتی ہے۔ لاشعور کا نظریہ بنیادی طور پر فرائیڈ کے یہاں موجود تھا۔ اجتماعی لاشعور کا نظریہ ژونگ کے یہاں وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اس لیے کہ یہ لاشعور کے ساتھ ساتھ اجتماعی لاشعور کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ جہاں لاشعور کسی فرد کے ذہنی رویے کی عکاسی کرتا ہے وہیں اجتماعی لاشعور سوسائٹی کے شعور کو بیان کرتا ہے۔ اجتماعی لاشعور میں بنیادی طور پر تمام انسانیت کا مواد موجود ہوتا ہے اور انسان جس طرح سے سفر کرتے کرتے اج اس جدید دنیا تک پہنچا ہے اس کا تمام مواد اجتماعی لاشعور میں محفوظ ہوتا ہے۔ اجتماعی لاشعور کی علامات اور تلازمات کو سمجھتے ہوئے سوسائٹی کے رویوں کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ اجتماعی لاشعور بنیادی طور پر سوسائٹی کی ارکٹائپ اور رویوں کی عکاسی کئی انداز میں کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اس عمل کو تفصیل سے سمجھنے کے لیے نفسیادانوں کی تحلیل نفسی کے رویے کو سمجھنے کی ضرورت ہے جس کے ذریعے کسی بھی کردار کے اجتماعی لاشعور تک رسائی حاصل کی جاتی ہے۔ شہزاد احمد لکھتے ہیں۔

> "ایک اجتماعی خواب بہر حال اجتماعی لاشعور کے ارکی ٹائپ کی نمائندگی کرتا ہے اور اس کی اہمیت دوسروں کے لیے بھی ہوتی ہے اور خواب دیکھنے والے کے لیے بھی۔ شاید کچھ کارین ایسے ہوں جو ناشتے کی میز پر ایسا خواب بیان کرتے ہوں اور پھر دیکھنا چاہتے ہوں کہ دوسروں پر اس کا اثر واضح طور پر اس خواب سے کہیں زیادہ ہوتا ہے جو وہ ڈرامائی انداز میں فوری طور پر پیش کرتا ہے ۔ قدیم انسان جب جبلی طور پر ان دونوں خوابوں کے درمیان امتیاز کو محسوس کر سکتے ہیں۔ انہیں

معلوم تھا کہ ذاتی خواب کون سا ہے اور اجتماعی کون سا۔ وہ انہیں چھوٹے یا بڑے خواب سے تعبیر کرتے تھے کیونکہ اس طرح ان پر علم کے وہ دروازے کھل جاتے تھے جو کسی اور ذریعے سے نہیں کھل سکتے تھے۔" (۷)

ژونگ نے اجتماعی لاشعور کا نظریہ پیش کیا تو شروع شروع میں ان کے نظریات کی مخالفت کی گئی لیکن اجتماعی لاشعور کا نظریہ اپنے دلائل میں اس قدر مضبوط تھا کہ اسے رد نہ کیا جا سکا اس لیے کہ اجتماعی لاشعور ہی کسی سوسائٹی کا لاشعوری نظام ہوتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے اگے کی منزلیں طے کرتا ہے۔ بنیادی طور پر تحلیل نفسی کے ذریعے ایسے مریضوں کے رویے کا جائزہ لیا گیا جو سوسائٹی سے کسی قدر متاثر ہوئے تھے تو یہ رویے ابھر کر سامنے آئے جو اجتماعی لاشعور کے مختلف ارکیٹائپ کی وضاحت کرتے تھے۔ یہی ارکیٹائپ ہی کسی سوسائٹی اور کسی معاشرے کی فعالیت کو ظاہر کرتی ہیں۔ ژونگ کے نزدیک اجتماعی لاشعور میں ایسے ارکیٹائپ اور علامات ہمیشہ سے موجود رہتے ہیں جو کسی بھی فرد کہ ذہنی عمل کی وضاحت کر سکتے ہیں۔ نفسیات دان بنیادی طور پہ اپنے مریض کے لاشعوری نظام تک کس طرح رسائی حاصل کرتا ہے اور ان اجتماعی لاشعور کے ارکی ٹائپ کو واضح کرتا ہے جو کہ سوسائٹی کے مختلف عوامل کی وضاحت کرتی ہیں جس کی وجہ سے کوئی بھی فرد ذہنی طور پر متاثر ہو سکتا ہے۔ جدید نفسیات کہ انے کے بعد ادبیات عالم کے موضوعات میں بھی تبدیلی رونما ہوئی ہے اور نفسیاتی حوالے سے ادب تخلیق کیا گیا ہے جو مختلف جدید نفسیات کے موضوعات کو پیش کرتا ہے۔ اس حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اردو ادب میں بھی جدید نفسیات کے حوالے سے کئی موضوعات پر افسانے تحریر کیے گئے ہیں۔ اجتماعی لاشعور کے حوالے سے بھی اردو افسانہ نگاری میں کئی طرح کے افسانوں کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ رشید امجد، احمد جاوید، سریندر پرکاش، اسد محمد خان، فردوس انور قاضی، نے کئی افسانے تحریر کیے ہیں جو کہ جدید نفسیات کے موضوعات کو پیش کرتے ہیں اور اجتماعی لاشعور کے نظریے کی وضاحت کرتے ہیں۔

## ڈاکٹر رشید امجد:

### ا۔ خواب حقیقت پر مبنی

رشید امجد کا افسانہ "خواب اندر خواب" بھی ایک ایسے ہی موضوع کو بیان کرتا ہے جس میں حقیقت اور خواب ایک ہی معلوم ہوتے ہیں۔ یہ افسانہ بنیادی طور پر ایک ایسے کردار کو پیش کرتا ہے جو کہ اپنی زندگی

کی روٹین میں جکڑا ہوا ہے۔ یہ اپنی زندگی کو ایسے حالات میں دیکھتا ہے جہاں اسے خواب اور حقیقت کے درمیان فرق واضح نہیں ہوتا۔ یہ کردار اپنے اندر جاذبیت کے کئی پہلو رکھتا ہے جو کہ کئی حوالوں سے اہم ہیں۔ گھر کی روز مرہ روٹین کے واقعات سے معنی اخذ کرنا اور مرشد کے کردار کو ذہنی سطح پر محسوس کرتے ہوئے ان کے ساتھ سوالات جوابات کرنا اس کردار کے مخصوص ہونے کو ظاہر کرتی ہیں۔ رشید امجد افسانے میں لکھتے ہیں

"یہ خواب ہے یا حقیقت۔ اس نے خود سے پوچھا پھر جیسے اپنے اپ سے کہا شاید یہ خواب بھی ہے اور حقیقت بھی۔ دور سے مرشد کی اواز ائی ہم خواب اور حقیقت کے درمیان ہی تو کہیں ہیں۔ وہ چپ چاپ لیٹا چوٹیوں سے اپنا وجود نچوا اتارہا۔"(۸)

بنیادی طور پر اس افسانے میں خواب اور حقیقت کے درمیان کا عمل مرشد کے ساتھ مشروط نظر اتا ہے۔ بنیادی طور پر کردار لمحہ بالمحہ جن کیفیات کے ساتھ جڑ رہا ہے ان کے جوابات اس کو کہیں سے نہیں ملتے اور نہ ہی یہ اس کلی حقیقت کو سمجھ پاتا ہے۔ ژونگ نے اس حوالے سے انفرادیت اور اجتماعیت کی جو بات کی ہے اس کا اثر افسانے میں بھی موجود ہے اس لیے کہ ژونگ اس کو مخصوص حالات کے تحت دیکھتے ہیں جس سے کردار کی روز مرہ زندگی کے اہم معاملات ان علامات کو واضح کرنے کا سبب بنتے ہیں جو خواب میں دکھائی گئی ہوتی ہیں۔ یہ افسانہ بنیادی طور پر زندگی کی معنویت کو کشید کرتا ہے لیکن اس معنویت کے مخصوص معنی کا تعین نہیں کر سکتا بلکہ خواب اور حقیقت کی زندگی کو بھی علیحدہ علیحدہ کر کے نہیں دیکھ سکتا بلکہ وہ اس سارے عمل کو بھی مخصوص خواب کا عمل سمجھتا ہے جو کہ ہم وقت جاری ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ زندگی بھی کسی کے خواب کا حصہ ہے۔

رشید امجد کا یہ افسانہ خواب کی مخصوص کیفیت کو ٹکنیک کی سطح پر استعمال کرتا ہے۔ اس افسانے کی تکنیک بنیادی طور پر خواب کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتی ہے۔ یہاں پہلا خواب کردار کے ساتھ اس زندگی کے حقیقی معاملات کے ساتھ جڑا ہوا ہے جس کو یہ سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اور زندگی اور موت کی حقیقت تک پہنچتا ہے لیکن اس سفر میں اسے مرشد کی ضرورت ہوتی ہے جس سے یہ مخصوص سوالات کرتا ہے اور اپنے خواب کا تذکرہ کرتا ہے لیکن یہ خواب کے بارے میں یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ یہ خواب ہے یا حقیقت۔ کردار کے نفسیاتی عمل کے اس ضمن میں وہ اپنی پوری زندگی کو بھی ایک خواب کے ساتھ تعبیر کرتا ہے جس سے اسے اپنی زندگی بھی ایک خواب کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ یہ کردار زندگی اور موت کی حقیقت کو

افسانے میں کئی طرح سے پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ کردار صبح اٹھ کر جب مچھلیوں کو ایکیوریم میں خوراک ڈالتا ہے تو ان کے ساتھ کھیلنے لگتا ہے اور ایک مچھلی کو ایکیورم سے نکال کر باہر نکالتا ہے اور جائزہ لینے لگتا ہے کہ کیا اس کے لیے اب موت کھلی حقیقت ہے۔ یہ اس کھلی حقیقت کو اپنی زندگی میں محسوس کر لیتا ہے اور زندگی کے مخصوص حالات کے ساتھ اسے ملا کر دیکھتا ہے جہاں اب اس کے کنٹرول میں کچھ بھی نہیں ہے۔ ایسے افسانے بنیادی طور پر جدید افسانوں کی جیل میں آتے ہیں۔ یہ افسانے کسی بھی فرد کے مخصوص ذہنی حالات کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی نفسیاتی حالت کو بھی واضح کرتے ہیں جس طرح اس افسانے کا کردار اپنی زندگی کی روز مرہ روٹین اور اس کے معاملات میں قید ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی اور موت کے معاملات پر بھی غور کرتا ہے اور اسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ سب خواب کا حصہ ہے۔ افسانے کا اخری حصہ بنیادی طور پر اس افسانے کی پوری تکنیک کو ظاہر کرتا ہے جہاں خواب اور حقیقت کے درمیان کردار فرق محسوس نہیں کر سکتا۔ افسانے کا عنوان خواب اندر خواب اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ پہلا خواب اس کی روز مرہ زندگی کی حقیقت کے ساتھ مخصوص جب کہ دوسرے خواب کا تعلق مکمل زندگی کے ساتھ ہے جو کہ خواب کا حصہ ہے۔

## ۲۔ خواب داخلی صداقت کے ترجمان

اس حوالے سے رشید امجد کا افسانہ "ایک دن اور" "دشت کے ساتھ دشت ہونے کی لذت" نمایاں افسانے ہیں جن میں ژونگ کے نظریے کو پیش کیا گیا ہے۔ بنیادی طور پر کوئی بھی افسانہ نگار کسی مخصوص نظریے کو ذہن میں رکھ کر افسانہ تحریر نہیں کرتا بلکہ افسانہ نگار اپنے معاشرے، کلچر ثقافت سے افسانے کا خام مواد اخذ کرتا ہے اور اسے تحریر میں لے کر آتا ہے۔ جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ بہت کم ایسے افسانہ نگار ہیں جن کے یہاں ژونگ فرائیڈ کے نظریات مکمل طور پر موجود ہیں۔ عمومی طور پر ایسا ہوتا ہے کہ افسانے میں فرائیڈ، ژونگ یا ایڈلر کے کسی نظریے کی تخلیقی سطح پر وضاحت ہو رہی ہوتی ہے تو اسے ہم اس نقطہ نظر سے بھی جان سکتے ہیں کہ یہ فلسفانہ طور پر کس فکر کو بیان کر رہا ہے۔ جدید اردو افسانے میں خاص طور پر نفسیات معاشیات اور معاشرتی زندگی کو موضوع بنایا جاتا ہے۔

رشید امجد کا افسانہ "ایک دن اور" بھی ایک ایسا افسانہ ہے جو ژونگ کے نفسیاتی نقطہ نظر کو پیش کرتا ہے۔ اس افسانے کا کردار بنیادی طور پر کچھ ایسے خوابوں کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ اس نے اپنی ذات کو پہلے ہر

کام سے بے نیاز کر دیا تھا لیکن پھر بھی مستقبل کے دھندلے خواب کہیں اس کے لاشعوری عمل میں نظر آتے ہیں جو کہ افسانے کی زیریں تہوں میں موجود ہیں۔ بنیادی طور پر یہ ایسے خواب ہیں جو داخلی صداقتوں کی ترجمانی کرتے ہیں۔ رشید امجد لکھتے ہیں

"ایک خواب تھا جس کی سرمئی دھند انہیں اپنے اندر جذب کیے ہوئے تھی۔ اس سرمئی دھن میں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے وہ محوے رکھتے۔ ایک والہانہ مجزوبانہ رقص۔ ایک ایک عضو تھرک رہا تھا اس پاس بے نیاز اپنی دنیا میں گم اسی رقص مستانہ میں گم کالج سے یونیورسٹی کا سفر پھر بھی دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو گیا۔" (۹)

بنیادی طور پر یہ کردار دنیا کے دوسرے معاملات سے کٹ گیا ہے اور اب اپنے گھر میں ایک ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہا ہے لیکن وہ گزرے دنوں کو یاد کرتا ہے اور اس خواب کی تعبیر کو دوبارہ دیکھتا ہے۔ اس کردار کا بنیادی نقطہ افسانے میں کچھ اور ہے جہاں یہ ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہا ہے اور وفاتیات کا کالم روس پڑتا ہے جہاں یہ اپنا نام نہ دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ مجھے ایک دن اور مل گیا ہے۔ بنیادی طور پر ژونگ کے یہاں ایسے خواب کئی طرح کی علامات اپنے ساتھ لے کر آتے ہیں جس سے خواب کی تعبیر کو ممکن بنایا جا سکتا ہے۔ ایسے خواب جو داخلی صداقتوں کی ترجمانی کرتے ہیں لیکن وہ زندگی کے حقیقی روپ میں کبھی سامنے ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی اس کا اظہار بھی لاشعوری سطح پر ہوتا ہے۔

## ۳۔ خواب پیش گوئی

رشید امجد کا افسانہ "شام کی دہلیز پر آخری مکالمہ" بھی اسی موضوع کو بیان کرتا ہوا خانہ ہے۔ یہ افسانہ بنیادی طور پر خواب کی تکنیک پر لکھا گیا ہے اور یہ خواب کے ایک ایسے عمل کو بیان کرتا ہے جس میں خواب ہی اس کی اصل زندگی کے طور پر سامنے آتا ہے۔ یہ افسانہ بنیادی طور پر خواب کہ ان لمحوں کو بیان کرتا ہے جس میں یہ حقیقی زندگی کہ عکس کو محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کا یہ خواب بنیادی طور پر خواب ہی ہے لیکن اس میں کچھ منظر خواب اور جاگنے کے درمیان ایک خفیف سی دیوار حائل کرتا ہے جس سے کردار اپنی حقیقی زندگی اور خواب کی زندگی کے درمیان فرق کو واضح کرتا ہے۔ رشید امجد افسانے میں لکھتے ہیں۔

"اب صرف ایک لمحہ کبھی مل جاتا ہے اور کبھی پوری زندگی گزار کر بھی ہاتھ نہیں آتا۔ اور اس کے باہر زندگی کی ایک منہ زور لہر ہے اچھلتی ناچتی منہ زور لہر جو آہستہ آہستہ سب کو کھینچ کرتہ میں

لے جاتی ہے۔یہ سارا منظر خواب اور جاگنے کے درمیان کا ہے خواب کے لمحوں اور جاگنے کے لمحوں کے درمیان ایک وقفہ ہے جہاں سے کبھی ہم پلک جھپکنے میں گزر جاتے ہیں اور کبھی ہمیشہ کے لیے وہیں رہ جاتے ہیں۔" (۱۰)

رشید امجد کے افسانے کا مطالعہ ژونگ کے نقطہ نظر سے کیا جائے تو یہ کردار بنیادی طور پر ذہنی خلل کا شکار نظر آئے گا۔ایسے کردار چونکہ خواب اور حقیقی زندگی کے درمیان تفریق کو سمجھتے ہوئے ذہنی خلل کا شکار ہو جاتے ہیں ۔یہاں ایک بڑا سوال پیدا ہوتا ہے کیا ہماری یہ زندگی حقیقی ہے یا جو زندگی ہم خواب میں گزارتے ہیں وہ ہماری حقیقی زندگی ہے۔اس حوالے سے نفسیات کئی طرح کے نظریات پیش کرتی ہے بنیادی طور پر خواب میں بھی نظر آنے والے واقعات اتنے ہی حقیقی ہوتے ہیں جتنے عام زندگی کے واقعات۔خواب میں بھی دکھ تکلیف خوشی سب کو محسوس کیا جاسکتا ہے جو کہ حقیقی زندگی میں بھی محسوس ہوتی ہے۔ایسے کردار بنیادی طور پر تحلیل نفسی کے ذریعے یہ ٹھیک ہوتے ہیں جن کا ذہنی میکنزم خواب کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوا ہوتا ہے۔نفسیات دان بنیادی طور پر اس ٹوٹے پھوٹے ذہنی عمل سے ان علامات کو واضح کر دیتا ہے اور مریض اپنی ذہنی کیفیت سے باہر اجاتا ہے۔رشید امجد نے کردار کی ذہنی کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے ۔رشید امجد لکھتے ہیں۔

"میں بھی درمیان ہی میں رہ گیا ہوں۔تیرتے ہوئے ڈوب گیا ہوں اور ڈوب کر بھی تیرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔خواب کیا ہے۔جاگنے کا لمحہ کیا ہے۔میں خواب دیکھ رہا ہوں یا جاگ رہا ہوں ؟" (۱۱)

جدید نفسیات ان موضوعات کی وضاحت کرتی ہے کہ انسان کس طرح سے اپنے ماضی کے مختلف واقعات کو خواب میں اس صورت میں دیکھتا ہے کہ مختلف علامات اور تلازمات اس کے ماضی کے پیچیدہ واقعات کو شعوری سطح پر لآتے ہیں کیونکہ عام زندگی میں فرد اس کا اظہار نہیں کرتا اور ایک عرصے تک دماغ میں رہتے ہوئے یہ اپنے ہونے کا اظہار خواب کی صورت میں کرتے ہیں۔ژونگ ان خوابوں کی تعبیر کے حوالے سے ان کو پیش گوئی کے ساتھ جوڑتے ہیں جو کہ انے والے حالات اور ذہنی میکنزم کی وضاحت کا اہم ذریعہ ہے۔ایسے خواب بنیادی طور پر زندگی سے یکسر مختلف حالات کی وجہ سے سامنے آتے ہیں جہاں انسان ذہنی طور پر کئی ایسے واقعات کے ساتھ جڑ جاتا ہے جو کہ ماضی کا حصہ تھے۔رشید امجد کا یہ کردار اپنے ماضی کے

کئی واقعات کو خواب کے بعد یاد کرتا ہے جو کہ اس کے لاشعوری عمل کی وضاحت کرتا ہے جو خواب کے بعد بھی مسلسل اس سے جڑا رہتا ہے اس لیے یہ کردار فیصلہ نہیں کر پاتا کہ وہ خواب کے عمل سے کیسے باہر آگیا ہے۔ اس لیے کہ اس کا لاشعوری عمل ابھی بھی خواب میں ہے اور ان واقعات کو محسوس کر رہا ہے۔ اس لیے وہ سوال کرتا ہے کہ خواب اور جاگنے کا لمحہ کیا ہے میں خواب دیکھ رہا ہوں یا جاگ رہا ہوں۔ بنیادی طور پر یہ کردار کا فکری عمل ہے جو اسے خواب کے ساتھ جوڑی رکھتا ہے وہ بنیادی طور پر اس روزمرہ روٹین اور مشینی زندگی سے تنگ دور جا چکا ہے اس لیے وہ خواب کے عمل کو بھی حقیقی زندگی کا جز محسوس کرتا ہے۔ شہزاد احمد لکھتے ہیں۔

"تحلیلی عمل میں خواب ایک قابل قدر شے ہے کیونکہ وہ انسان کے اندر رون بلکہ بیرونی حالات کے بارے میں بھی وہ کچھ بتاتی ہے جس سے انسان آگاہ نہیں ہوتا۔ وہ پہلا خواب جو مریض ماہر تحلیل کو سناتا ہے وہ ایسی روشن تخصیص ہوتی ہے جس سے اس کی کیفیت واضح ہو جاتی ہے اور کوئی ایسا اشارہ بھی کئی بار مل جاتا ہے کہ علاج ان خطوط پر کرنا چاہیے خواب کے اندر ائندہ کے بارے میں جو رویہ پایا جاتا ہے وہ کئی اور وجوہات کے ہمراہ ژونگ کو اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ اس بات پر اصرار کرے کہ ان کو نہ صرف تحویلی مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے جس کا مطلب یہ ہے کہ خواب نہ صرف بھولے بسرے واقعات یاد دلآتے ہیں اور حالیہ مشکلات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔"(۱۲)

## ۴۔ اجتماعی لاشعور کا دخل

ژونگ کے نظریے خواب کے حوالے سے جدید اردو افسانے میں کئی طرح کے افسانے تحریر کیے گئے ہیں۔ رشید امجد کا افسانہ دشت ان کا بھی اجتماعی لاشعور کے حوالے سے لکھا گیا افسانہ ہے۔ یہ افسانہ بنیادی طور پر ایک ایسے خواب کی تعبیر کو پیش کرتا ہے جو باپ اور بیٹے کہ خوابوں کی وضاحت کرتا ہے۔ اس افسانے میں والد کو یاد اتا ہے کہ وہ بچپن میں ایک خزانے والا خواب دیکھا کرتا تھا جو بعد میں اس کے بیٹے کے خواب میں ایا۔ اس افسانے کا ماحول اور کرداروں کا نفسیاتی تجزیہ ان کے حال کی عکاسی کرتا ہے جو کہ تبدیل نہیں ہوا بلکہ دو نسلوں سے ایک جیسا چل رہا ہے۔ ان کے خوابوں میں ان کے اجتماعی لاشعور کے عمل کو ظاہر کرتی ہیں۔ اس افسانے میں والد کا کردار اپنے ان ذہنی رویوں سے آشنا ہوتا ہے اور جب اس کا بیٹا اسے اپنے خواب کے

بارے میں بتاتا ہے تو اسے بالکل حیرت نہیں ہوتی اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسا کہ یہ سب کچھ پہلے سے جانتا ہے۔ رشید امجد لکھتے ہیں۔

"متعدد الماریوں دیواروں اور فرشوں کے حصوں کو اکھیڑ اکھیڑ کر وہ خزانے سے مایوس ہو گیا اور رفتہ رفتہ کئی سالوں میں خزانے کا خواب اس کی گرماہٹ اور چمک اس کی زندگی سے نکل گئی۔ برسوں بعد ناشتہ کرتے ہوئے جب اس نے بیٹے نے یہ کہا ابو میرا خیال ہے اس گھر میں کہیں خزانہ ہے تو وہ چونک پڑا۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ بیٹا ایک لمحے چپ رہا پھر بولا ابو میں نے رات خواب دیکھا ہے۔ جوابا وہ کچھ نہیں بولا اسے یاد ایا کہ اگلے ماہ وہ دونوں میاں بیوی ریٹائر ہو جائیں گے تو گھر کا سارا بوجھ بیٹے پر ان پڑے گا۔ اس نے اپنے کندھے پر اس ٹھنڈے برف ہاتھ کو محسوس کیا ایک انجانہ خوف اس کے سارے وجود پر چھا گیا۔"(۱۳)

اس افسانے میں بنیادی طور پر اجتماعی لاشعوری علامات کو اپنے روزمرہ زندگی کی روٹین کے ساتھ ملا کر بتایا گیا ہے۔ خواب کا عمل بنیادی طور پر سوسائٹی کے ان ارکی ٹائپ کی بات کرتا ہے جو عام ہو چکی ہیں بنیادی طور پر سوسائٹی میں پیسے اور دولت کی حیثیت کو اتنا بڑھا دیا گیا ہے کہ اس کے علاوہ کوئی چیز حیثیت نہیں رکھتی۔ اس افسانے میں اس کردار کو بھی اسی لیے خزانے کے خواب آتے ہیں کہ ہمارے ہاں بھی کہیں خزانہ دفن ہے جو کہ ایک دن ہمیں مل جائے گا اور ہم اس مال و دولت کی تنگی سے ازادی حاصل کر لیں گے۔ اس کردار کے ساتھ ساتھ اس کردار کے بیٹے کو بھی یہی خواب آتے ہیں۔ ایک موضوع تو اس میں خواب کی منتقلی ہے کہ بیٹے کا خواب باپ کو منتقل ہوتا ہے لیکن خواب کی علامات کی آرکیٹائپ اس کے اجتماعی لاشعور کی بھی وضاحت کرتی ہیں جو کہ مال و دولت کے ساتھ جڑی ہے اس لیے ہی یہ دولت کا خواب دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمیں ایک دن خزانہ مل جائے گا۔ ژونگ کے یہاں اجتماعی لاشعور سوسائٹی کے فکری پیمانوں کو بھی واضح کرتا ہے جس سے اس کے نظریے اجتماعی لاشعور کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اجتماعی لاشعور اور خوابوں کا تعلق قدیم سے انسان کے ساتھ چلا ارہا ہے۔ بنیادی طور پر رشید امجد نے جس تعلق پر افسانہ تحریر کیا ہے اس حوالے سے ماضی میں بھی کئی طرح کے واقعات موجود ہیں جو اجتماعی لاشعور کو سوسائٹی کے لیے لازمی قرار دیتے ہیں۔ ماضی میں جب انسان قبیلوں میں رہتا تھا تو خوراک کی ضروریات اور دوسرے معاملات بھی خواب کی صورت میں سامنے آتے تھے اور قبیلے کا کوئی فرد خواب میں دیکھی گئی علامات سے آگے بڑھتا ہے اور قبیلے کو کسی بڑی مشکل ایسی مشکل سے نکال دیتا ہے جس میں وہ کافی عرصے سے پھنسے ہوتے ہیں۔ ژونگ نزدیک اجتماعی لاشعور

ہی سے ایسے واقعات سامنے آتے ہیں اور یہ اجتماعی لاشعور کی کار فرمائی کے ذریعے فرد پر پوری طرح سے اثر انداز ہوتے ہیں۔ شہزاد احمد لکھتے ہیں

> "قبیلے کے ایک فرد کو خواب میں ایک روایت ہوئی اور اس کی وجہ سے وہ دوسروں کو ساتھ لے کر کئی دن تک برف کے اندر سفر کرتا رہا اور ایسی جگہ جا پہنچا جہاں خوراک بھی تھی اور رہائش بھی میسر تھی اور یہی بات خواب میں بتائی گئی تھی کچھ لوگ سفر کے دوران اعتماد کھو چکے تھے اور وہ واپس چلے گئے تھے اور وہاں وہ بھوکوں مر گئے تھے اور یہ بات بھی خواب میں پہلے سے بتائی جا چکی تھی۔۔۔ قدیم انسان نے اجتماعی خواب کو بہت زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھا تھا خاص طور پر اس وقت جب اس کے بارے میں یہ معلوم ہوا تھا کہ یہ غیبی اثرات رکھتا ہے۔" (۱۴)

## منشایاد:

### ا۔خواب حقیقت پر مبنی

منشایاد کا شمار بھی جدید اردو افسانے کے نمائندہ افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ ان کا افسانہ غول بیابانی ،تیاری، پھولوں سے ندی شاخیں اسی موضوع کے حوالے سے لکھے گئے افسانے ہیں۔ مجموعی طور پر منشایاد کے افسانوں کا احاطہ کیا جائے تو ان کے ہاں فرائیڈ کی فکر کے حوالے سے کم افسانے جبکہ ژونگ کے نظریے کے حوالے سے کئی افسانے لکھے گئے ہیں۔ انہوں نے بھی افسانے کو خواب کی تکنیک پر لکھا ہے اور خواب اور حقیقت کو ہی موضوع بحث بنایا ہے جو کہ تخلیقی سطح پر افسانے میں کئی جگہ نمایاں نظر آتے ہیں۔ منشایاد کا افسانہ "تیاری" بھی ایک ایسا افسانہ ہے جو خواب اور حقیقت کے تعلق کو بیان کرتا ہے یہ افسانہ بنیادی طور پر ایک ایسے کردار کو پیش کرتا ہے جو کہ سہانے مستقبل اور اچھے دنوں کے خواب دیکھتا ہے۔ وہ ان سوہان دنوں کو یاد کرتا ہے اور پھر یہی سہانے دن خواب کی صورت میں اس کی زندگی میں واضح ہوتے ہیں۔ یہ کردار جہاں خواب اور حقیقت کے درمیان کہیں موجود ہوتا ہے۔ یہ کردار ہمیشہ خوابوں کی خواہش کرتا ہے۔ منشایاد افسانے میں لکھتے ہیں۔

> "استاد نفاست علی خان کی زیادہ سے زیادہ خواہش خواب دیکھنے کی تھی۔ ایک بار اس نے خواب دیکھا اس کا جھونپڑا ایک شاندار محل میں اور جوہڑ ایک خوبصورت جھیل میں تبدیل ہو گئے

ہیں۔ ان کے گیتوں کے نغمے ہر طرف سنائی دیتے ہیں۔ آدمی خواب بھی نہ دیکھے تو زندہ کیسے رہے
لیکن خواب تو خواب ہی ہوتے ہیں "(۱۵)

خواب کے حوالے سے یہ عمل بنیادی طور پر احمد جاوید منشایاد اور سریندر پرکاش کے یہاں کافی مضبوط نظر آتا ہے اس لیے کہ انہوں نے متعدد ایسے افسانے لکھے ہیں جو کہ ظاہر کرتے ہیں کہ خواب حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس کردار کا خواب بھی بنیادی طور پر حقیقت پر مبنی ہے جو کہ زندگی میں اگے چل کر پورا ہوتا ہے اور یہ کردار اپنے خواب کے عمل کو حقیقت کی صورت میں سامنے دیکھتا ہے۔ اس کے ذہن میں یاداشت کی یلغار حقیقت اور خواب کے درمیان کی کیفیت کو واضح کرتی ہے۔ احمد جاوید نے اسے خواب کی تکنیک میں بنیادی طور پر ان علامات کے ساتھ ظاہر کیا ہے جس سے اس کے خواب کے حوالے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حقیقت پر مبنی خواب کی وضاحت ہے۔ ان کا وضاحتی طریقہ کار بنیادی طور پر خواب کی ان کڑیوں کو نمایاں کرتا ہے جو اسے حقیقت کا روپ دیتی ہیں۔ جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ رشید امجد کا افسانہ "نہیں کوئی تعبیر" بھی اسی موضوع اور تکنیک کو واضح کرتا ہوا افسانہ ہے جو کہ رشید امجد اور احمد جاوید کی افسانہ نگاری میں مشترک ہیں۔ منشایاد کا یہ افسانہ اپنی تکنیک کے اعتبار سے تخلیقیت کو نمایاں کرتا ہے جو کہ افسانے میں متعدد جگہ پر نظر آتی ہے۔ افسانے کا کردار بھی فکر سے خالی نہیں ہے بلکہ یہ فیوچرسٹک پل سے اس سب کا مشاہدہ کرتا ہے جو انے والے دنوں میں ہونا ہوتا ہے۔ چونکہ یہ خواب کا عمل ہے اس لیے اس خواب کے عمل کو افسانے میں صرف یہ کہہ کر ظاہر کیا گیا ہے کہ خواب تو صرف خواب ہوتے ہیں۔ اس کا واضح طور پر مطلب یہ ہے کہ ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن جب وہ حقیقت کہ روپ میں سامنے آتے ہیں تو حیرت کا باعث بنتے ہیں۔

استاد نفاست علی خان بنیادی طور پر جس خواب کے ساتھ جڑا ہوا تھا وہ خواب پورا ہوتا ہے اور وہ اپنی زندگی میں اپنے ہی خواب کے مختلف پہلوؤں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔ استاد نفاست علی خان نے بنیادی طور پر اس کا ذکر اپنے کئی جاننے والوں کے ساتھ کیا ہوتا ہے جنہیں پہلے پہلے تو یہ صرف مذاق ہی لگتا ہے لیکن بعد میں وہ کسی اور ہی صورت میں سامنے آتا ہے۔ اس دوران استاد نفاست علی خان کی زندگی کے کئی سال گزر چکے ہوتے ہیں اور وہ اپنے خواب کو پورا ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔ بنیادی طور پر ایسے خوابوں کا تعلق بھی حقیقت پر مبنی ہوتا ہے جسے وہ انے والے دنوں میں پورا ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔ یہی اس کے خواب کا فیوچرسٹک پل

ہے جو کے افسانے کے اخر میں ظاہر ہوتا ہے۔ قاری کے لیے یہ خواب کا عمل حیرت سے کم نہیں ہے جبکہ اس کا کردار اس پورے میکنزم سے جڑا ہوا ہے جو کہ لاشعوری حالت میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔ شہزاد احمد اس حوالے سے لکھتے ہیں۔

"خواب کارشتہ ان معاملات سے ہوتا ہے جو اردگرد وقوع پذیر ہو رہے ہوں۔ جو لوگ اس میں دکھائی دیتے ہیں وہ حقیقی لوگ ہوتے ہیں ان کا رشتہ اور خواب دیکھنے والے ان پر اس کے ممکنہ اثرات کا تجزیہ کیا جا سکتا ہے مگر دوسری صورت میں خواب میں نظر آنے والی صورتیں خود اس کی شخصیت کے مختلف پہلو ہوتے ہیں۔ اس بات کا انحصار فوری لمحے پر ہوتا ہے کہ زور کس رخ پر دیا گیا ہے۔"(١٦)

بنیادی طور پر یہ کردار جس خواب کے ساتھ جڑا ہوا تھا یہ خواب اس طرح سے پورا ہوتا ہوا سامنے ایا کہ دیکھتے ہی دیکھتے دلوں میں جو کچھ وہ سوچتا تھا وہ سامنے نظر آنے لگا۔ جس گاؤں میں ان کی زمین تھی وہاں ہاؤسنگ کالونی بننے کی وجہ سے وہ جہاں رہتا تھا اس زمین کے ریٹ بھی بڑھ گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے دنوں میں گاؤں کی کایا پلٹ گئی۔ یہ کردار بنیادی طور پر جن محلات اور جس خوبصورتی کے خواب دیکھتا تھا وہ حقیقت کے روپ میں متشکل ہو گئی اور اس بات کا یقین کسی کو بھی نہ اتا تھا کہ ایسا ہو سکتا ہے۔ خواب کے فیوچر سٹک پل میں بنیادی طور پر خواب دیکھنے والا لاشعوری طور پر مستقبل کی کچھ چیزوں کے ساتھ ذہنی طور پر جڑ جاتا ہے جس کے پاس ثبوت کے طور پر تو کچھ نہیں ہوتا اس لیے عقل اسے ماننے سے قاصر رہتی ہے لیکن وقت کا دھارا اس میں بہت کچھ ملا دیتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب کچھ ہونے لگتا ہے جو خواب میں دیکھا تھا۔ ایسے خواب بنیادی طور پر حقیقت پر مبنی خوابوں کی زیل میں آتے ہیں۔ اس کردار کو افسانے کے شروع میں جیسے دکھایا گیا ہے یہ کردار اخر تک ویسا ہی رہتا ہے لیکن اس کے ظاہری معاملات میں کئی طرح کی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ اس کے پاس ضروریات زندگی کی سب چیزیں اجاتی ہیں اور یہ اپنے خواب کو اسی طرح حقیقت میں متشکل ہوتے دیکھتا ہے جیسے اس نے کبھی خواب میں دیکھا تھا۔ منشا یاد افسانے میں لکھتے ہیں۔

"استاد نے سوتے یا جاگتے میں جو خواب دیکھا تھا اس کی تعبیر متشکل ہونے لگی۔ ایک خوبصورت باغ میں سنگ مرمر کا ایک چبوترا جس کے چاروں طرف بڑے سائز کے سرو صندل اور ام کے درخت لگائے گئے۔ سنگ سرخ اور مرمر لگی روشوں کے ساتھ پانی کی کیاریاں اور گل بوٹے جن

میں بدقیں تہہ رہی تھیں فوارے اچھل رہے تھے اور رنگین برقی قمقمے روشن تھے۔ پتہ نہیں یہ
رضیہ سلطانہ اور مغل اعظم قسم کی فلم کے یاداشت میں محفوظ مناظر کے تھے یا سب کچھ خواب
مگر ان کے خوابوں اور تصورات کو کاغذوں اور نقشوں پر انجینیئروں نے زمین پر منتقل کر دیا ظاہر
ہے اس میں کچھ وقت لگ گیا۔" (۱۷)

## ۲۔خواب داخلی صداقت کے ترجمان

اس حوالے سے منشا یاد کا افسانہ "چاہت در چاہ" بھی اہم افسانہ ہے۔ یہ افسانہ بھی ایک کردار کے مخصوص حالات کو بیان کرتا ہے۔ اس افسانے میں خواب کو بطور تکنیک استعمال نہیں کیا گیا لیکن خواب کا تعلق افسانے سے اس قدر گہرا ہے جو کہ انسانی نفسیات کے ساتھ جڑا ہے اور ژونگ کے نقطہ نظر کی تائید کرتا ہے۔ یہ افسانہ ایک ایسے کردار کی کہانی پیش کرتا ہے جو کہ ایک مخصوص زندگی اپنے والد کے ساتھ گزارتا ہے ۔ اس کی وفات کے بعد خواب میں والد سے ملاقات ہوتی ہے۔ یہ خواب بنیادی طور پر نیک خواہشات کی ترجمانی کرتا ہے اور حقیقی زندگی کے معاملات کو اس قدر فطری انداز میں آگے بڑھاتا ہے کہ نفسیات کی کئی پرتیں کھلنے لگتی ہیں۔ڈاکٹر اظہر علی رضوی لکھتے ہیں۔

"بہت سی بیماریاں جو کہ ظاہر میں خالص جسمانی ہوتی ہیں وہ نفس کی پیدا کردہ ہیں۔ ہسٹرائی خلل اندھاپن سر درد معدے کی بیماریوں اور بہت سے دوسرے معمولی وارز ہیں۔ جن کی کوئی عضوی وجہ نہیں ہوتی۔ ہر چیز کی ابتدا ذہن میں اس وقت ہوتی ہے جب اس نے اس کے متعلق سوچا اور خواب میں یا ظاہری طور پر دیکھا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ہماری امید اور خوف ایسی حقیقتوں یا تصوراتی عوامل میں گھری ہو جن کو دوسرے شناخت کر سکیں "(۱۸)

منشا یاد کے مذکورہ افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ کردار بھی اپنے باپ کے ساتھ مخصوص عوامل میں جڑا ہے اور اس کو یاد کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ افسانہ اس کی روزمرہ زندگی اور ان جگہوں کو بیان کرتا ہے جہاں اس نے وقت گزارا ہے۔ بنیادی طور پر یہ ساری جگہیں اور یہ سارے مناظر اس کی زندگی سے جڑی ان حقیقتوں کو واضح کرتے ہیں جن کو کسی بھی صورت چھوڑا نہیں جا سکتا۔ بنیادی طور پر یہ اپنے والد کو خواب میں بڑے اچھے انداز میں دیکھتا ہے کہ والد جنت میں ہیں اور اچھی زندگی کا لطف لے رہے ہیں۔ یہ کردار بنیادی طور پر والد کے ساتھ جڑی ان نیک خواہشات کو دیکھتا ہے جو کہ لاشعوری سطح پہ خواب

میں ظاہر ہوئی ہیں۔ ان خواہشات کا اظہار بنیادی طور پر عام زندگی میں ممکن نہیں ہوتا جس کی وجہ سے یہ لاشعور میں منتقل ہو کر اپنا راستہ تلاش کرتی ہیں اور فرد کے شعوری حصے میں داخل ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ژونگ خواب کے ان حصوں کو حقیقی زندگی کے ساتھ جوڑ کر دیکھتا ہے جب کہ فرائیڈ کے ہاں خواب کا یہی مقصود تصور جنس کے ساتھ منسلک ہو جاتا ہے جبکہ ژونگ کے نزدیک خواب کے ایسے واقعات کا شعوری سطح پر آنا کوئی بڑی بات نہیں ہے بلکہ ذہنی میکنزم کا حصہ ہے جو اپنے اظہار کے طریقے تبدیل کرتا رہتا ہے۔ منشایاد لکھتے ہیں۔

> "ہاں کتنا اچھا خواب تھا علی بولا۔ کیا دیکھا ؟ اپنے مرحوم والد کو وہ بولا۔ پہلی بار خواب میں ائے۔ کس حال میں تھے ؟ خوش تھے اور جوان، یقیناً جنت میں ہوں گے۔۔۔ میری چھوٹی بہن حال ہی میں جس کا ۴۵ برس کی عمر میں انتقال ہوا تو تم نے ۴۰ برر پہلے کے زمانے کے خواب میں دیکھا۔ ہاں۔ یا پھر اگلے جہان کی ایک جھلک۔"(۱۹)

ژونگ کے نقطہ نظر سے ایسے خواب مخصوص حالات کے تحت پیدا نہیں ہوتے بلکہ حقیقی زندگی کے ان واقعات کی ترجمانی کرتے ہیں جو کہ فرد کے ساتھ پیش آتے ہیں ۔ عموما ایسے خواب کسی مخصوص ایسے واقعے کی ترجمانی نہیں کرتے جو کہ فرد کے ماضی کے واقعات کے ساتھ جڑا ہو۔ ایسے خواب بنیادی طور پر ماضی قریب میں ہوئے واقعات کو شعوری سطح پر منتقل کرتا ہے اور فرد کی زندگی سے اس کے تعلق کو قائم کرتا ہے ۔اس حوالے سے ژونگ نے خوابوں کے مخصوص عمل میں کئی ایسی بیماریوں کی وضاحت بھی کی ہے جو کہ جسمانی وجہ سے نہیں بلکہ تصوراتی عوامل ہیں جو کہ نفس کی پیداوار ہوتے ہیں ، نفس کے ان معاملات کو دور کرنے کے لیے کسی دوا کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ سائیکالوجسٹ کی ضرورت ہوتی ہے جو فرد کے ذہن کے مختلف معاملات کی جانچ پر کرتا ہے اور لاشعور میں چھپے ان واقعات کو سامنے لاتا ہے جس کا تعلق نفسی معاملات کے ساتھ ہے۔

### ۳۔خواب پیش گوئی

منشایاد کا افسانہ " نظر الباس مجاز میں "اسی موضوع کو بیان کرتا ہوا افسانہ ہے۔ یہ افسانہ بنیادی طور پر روزمرہ کی عام زندگی سے اخذ کیا گیا ہے جس میں خواب کی کارفرمائی کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ خواب بنیادی طور پر ار کی ٹائپ کے ساتھ جڑا ہے اور اس میں کئی ایسی علامات واضح ہوتی ہیں جو کہ پیش گوئی کی صورت میں سامنے

آتی ہیں۔ ژونگ کے نزدیک ایسے خوابوں کا تعلق ہمارے ارکیٹائپ کلچر اور سوچنے کے معاملات کے ساتھ ہوتا ہے اور اس میں مذہبی علامات بھی کئی صورت میں واضح ہوتی ہیں۔ یہ خواب بنیادی طور پر ان مذہبی علامات اور ارکیٹائپ کو واضح کرنے میں مدد دیتا ہے اور ہمارے کونشیس لیول میں اس موضوع کے حوالے سے جو مواد موجود ہوتا ہے خواب اسی کو مختلف علامات سے پروتا ہے۔ یہ خواب بنیادی طور پر شہیدوں کے حوالے سے لکھا گیا ہے جن پر ناحق ظلم کیا گیا تھا۔ افسانے کے اس کردار کو یہی مظلوم لوگ جن پر ناحق ظلم کیا گیا ہے خواب کی صورت میں واضح ہوتے ہیں جہاں پر ان کو زندہ تصور کیا جاتا ہے اور یہ اپنے بارے میں بتاتے ہیں کہ ہم زندہ ہیں۔ افسانے کی زیری علامات ان کرداروں کی زندگی کے واقعات اور ان پر گزرے حالات کو پیش کرتی ہیں جہاں پر یہ ان حالات کا شکار ہوئے تھے۔ منشا یاد افسانے میں لکھتے ہیں۔

"میں نے خواب میں دیکھا کہہ رہی تھی وہ زندہ ہے۔ میری بات سن کر وہ دکھی ہوگئی اور گلوگیر لہجے میں بولی ہاں باجی مجھے بھی خواب میں ملی تھی۔ یہی کہا تھا مری نہیں زندہ ہوں میں نے امی اور ابو سے ذکر کیا تو وہ کہنے لگے بے شک جن لوگوں کو موت ایسی بے چارگی اور مظلومیت کے عالم میں ہوتی ہے وہ شہید کہلاتے ہیں اور زندہ ہوتے ہیں۔۔۔ یہ اتفاق تھا یا کوئی اصرار میں مزید کنفیوژن کا شکار ہوگیا۔"(۲۰)

ژونگ کے نزدیک ایسے خوابوں کا تعلق عام خوابوں کے ساتھ ہوتا ہے جو ہماری حقیقی زندگی میں ہمارے ذہنوں پر ایسے اثرانداز ہوتے ہیں کہ وہ اپنی طلازماتی صورتوں کو مکمل کرتے ہیں اور فرد کسی نہ کسی طور پر اپنے ذہنی عمل کو مطمئن کرنے کے لیے خواب میں ایسے واقعات کو دیکھتا ہے جو کہ اس کے عام زندگی کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں۔ ژونگ کے نزدیک یہ کوئی غیر معمولی واقعات نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کا تعلق ماضی بعید کے واقعات کے ساتھ ہوتا ہے بلکہ یہ ہمارے ماضی قریب کے واقعات کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں اور اس میں پیش آئے واقعات کو مختلف صورتوں میں دیکھتے ہیں جس میں ایک صورت پیش گوئی کی بھی نظر آتی ہے جسے خواب میں پیش کیا گیا ہے۔ کردار بنیادی طور پر اپنے خواب کی تفہیم جیسے سنتا ہے وہ اس سے معنی متعین نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ فرد کا شعوری دماغ اس کی تفہیم سے آگاہ نہیں ہوتا اور نہ ہی تلازمات اور علامات کے سلسلے سے ہم اہنگ ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس کے ادھورے تانے بانوں سے کچھ نہیں سمجھ پاتا اور کنفیوز رہتا ہے۔

منشایاد نے جدید موضوعات کو بڑی خوبی کے ساتھ افسانوں میں برتا ہے اور اسے اپنے سماجیات کا حصہ بناتے ہوئے یہاں کے کرداروں کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے جس میں جدید نفسیات کے ذہنی عوامل کو سمجھا جا سکتا ہے۔ بنیادی طور پر ژونگ کے نظریات اس لیے بھی مقبولیت حاصل کر رہے تھے کہ جہاں جہاں ان نظریات کو سمجھنے والے لوگ موجود تھے وہ اپنے معاشرے اور اپنے ثقافتی اقدار کے ساتھ ملا کر ان نظریات کو دیکھنا چاہتے تھے کہ ہمارے معاشرے کہ ایسے کرداروں میں کس طرح سے ان نظریات کی تفہیم کو ممکن بنایا جا سکتا ہے۔ یہاں فرد کی روزمرہ زندگی اور اس کی ذہنی عوامل کو سمجھنے کے لیے کئی ایسے افسانے اور کردار تخلیق کیے گئے جو ان نظریات کے حوالے سے مخصوص نفسیات کو ابھارنے میں کامیاب ہوئے۔ منشا یاد کا یہ افسانہ بھی اسی زیل میں اتا ہے جو کہ ہمارے معاشرے کے کئی ثقافتی اور مذہبی ارکیٹائپ کی وضاحت کرتا ہے۔

## اسد محمد خان:

### ا۔ خواب داخلی صداقت کے ترجمان

اس موضوع کو جدید اردو افسانے میں اسد محمد خان نے بھی ایک افسانے میں پیش کیا ہے۔ "اک میٹھے دن کا انت" اسی موضوع کو واضح کرتا ہوا افسانہ ہے جو کہ فرد کی حقیقی زندگی کے معاملات کو بیان کرتا ہے۔ یہ افسانہ بنیادی طور پر ایک ایسے خواب کو بیان کرتا ہے جس میں فرد کے لیے بے پناہ لذت موجود ہوتی ہے اور وہ کسی بھی طور پر خواب کے معاملات سے علیحدہ نہیں ہونا چاہتا بلکہ اس خواب کو دیکھنا چاہتا ہے۔ اس وقت فرد کا تعلق خواب سے ٹوٹ جاتا ہے اور ارد گرد کی ان چیزوں کو محسوس کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ نیند کی حالت سے باہر ایا ہے۔ وہ اپنے ارد گرد کے معاملات سے بیزار ہوتا ہے کہ اس نے میرے خواب کو کیوں چکنا چور کیا۔ ژونگ کے نزدیک ایسے خواب جس میں ایکسائٹمنٹ کا لیول موجود ہوتا ہے یہ بھی ہماری حقیقی زندگی کی ترجمانی کرتے اور ان واقعات کو دوبارہ سے ہمارے سامنے لاتے ہیں جو حقیقی زندگی میں گزر چکے ہوتے ہیں۔ ان خوابوں میں فرد کی ذہنی لذت بھی پوری طرح سے کار فرما ہوتی ہے۔

ژونگ کے نزدیک اس قدر کے خواب کافی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اس لیے کہ یہ ہمارے حقیقی زندگی کے معاملات کو واضح کرتے ہیں بنیادی طور پر خواب میں ایسی علامات کو دیکھا جاتا ہے جو کہ فرد کے لیے

لذت کا باعث بنتے ہیں اور فرد خواب اور اس کے ماحول میں اپنائیت محسوس کرنے لگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے ایسے خواب جو کہ ادھورے رہ جاتے ہیں انسان ان کے مکمل ہونے کی خواہش کرتا ہے۔ ایسے خواب ہمارے لاشعور کہ ان گتھیوں کو سلجھاتے ہے جو روز مرہ زندگی میں کئی طرح سے روپ بدل کر ہمارے سامنے آتے ہیں۔ ایسے خواب ضروری ہیں اور یہ فطری طریقہ کار کے طور پر دماغ میں وارد ہوتے ہیں۔ جدید نفسیات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ فرائیڈ ایسے خوابوں کا تعلق جنس کے ساتھ جوڑتے ہیں اور فرد کے بچپن سے ایسے حقائق اکٹھے کرتے ہیں جو اس کی نا آسودگیوں کا ذریعہ ہیں لیکن ژونگ کے نزدیک ایسا نہیں ہے وہ اسے ایک فطری طریقہ کار مانتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ روز مرہ زندگی کے واقعات بنیادی طور پر جب روح بدل کر خواب کی صورت میں ہمارے سامنے آتے ہیں یہ فرد کے لیے کسی اذیت کا باعث نہیں ہے بلکہ لاشعوری کار فرمائی کے اظہار کا ذریعہ ہے جو اپنے اظہار کے لیے خواب کو ذریعے اظہار بناتے ہیں۔ اس افسانے میں خواب تکنیک کے طور پر نہیں بلکہ موضوع کے طور پر سامنے آئی ہے۔ شہزاد احمد لکھتے ہیں۔

> "ایک خیال جو اس سلسلے میں خاصہ مقبول ہے یہ ہے خواب میں وہی کچھ دہرایا جاتا ہے جو دن کے وقت ہم عملی طور پر کرتے رہتے ہیں خاص طور پر اس وقت جب یہ واقعات ہمارے لیے خصوصی اہمیت کے حامل ہوں۔ جب احتیاط سے یہ مطالبہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ خواب ان واقعات کو اسی ترتیب سے بیان نہیں کرتے اس میں یا تو وہ اضافہ کرتے ہیں یا پھر کوئی منہاج کرتے ہیں۔ خواب اپنی نوعیت میں تلافی کو بروئے کار لے کر ائے ہیں یہ رجحان کے کسی شعوری رویے کی تلافی خواب کے ذریعے کی جائے۔"(۲۱)

ژونگ کا نظریہ بنیادی طور پر خوابوں کے اس سلسلے کو شعوری عمل کے لیے صحت مند قرار دیتا ہے۔ ان کے نزدیک بنیادی طور پر روز مرہ کے واقعات ہماری زندگیوں پر اثر انداز ہوتے ہیں اور یہ شعوری عمل لاشعوری طور پر بھی اظہار کا ذریعہ ڈھونڈتا ہے جس میں فرد کی روز مرہ زندگی کے واقعات کو مختلف ترتیب کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے اس رجحان میں روز مرہ زندگی کے واقعات کو اضافے کے ساتھ بھی پیش کیا جا سکتا ہے اور اس میں کمی بھی واقع ہو سکتی ہے۔ یہ خواب بنیادی طور پر شعوری تلافی کا اظہار کرتے ہیں جس میں شعوری رویے کی تلافی خواب کی صورت میں کی جاتی ہے۔ خواب میں پیش ہونے والی علامات اور روز مرہ زندگی کے واقعات کی جھلک حقیقی واقعات میں ردوبدل پیدا کرتی ہے اور خواب ان حقیقی واقعات کو علامات کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ یہ عمل بنیادی طور پر حقیقی واقعات کو لاشعوری اظہار کا ذریعہ فراہم کرتا ہے۔

## ۲۔ اجتماعی لاشعور کا دخل

اسد محمد خان کا افسانہ "ناممکنات کے درمیان" بھی ایک ایسا ہی افسانہ ہے جو کہ اجتماعی لاشعور کی مختلف علامات کو پیش کرتا ہے۔ یہ افسانہ بنیادی طور پر اکٹوپس کو بیان کرتا ہے جو علامتی سطح پر خواب میں وارد ہوا ہے۔ بنیادی طور پر یہ خواب کے چند لمحوں کی کہانی بیان کرتا ہے۔ بنیادی طور پر اکٹوپس کا خواب میں وارد ہونا اس کی علامتی تعبیرات کو واضح کرتا ہے چونکہ یہ خواب ہے تو ہمیں ژونگ کے نظریے خواب کے حوالے سے اس کی علامات کو سمجھنا ہو گا۔ اسد محمد خان کا یہ افسانہ بنیادی طور پر کردار کی انفرادی زندگی کی وضاحت کرتا ہے اور ان واقعات کی شناخت کرتا ہے جس سے کردار زندگی کے اس رخ کی طرف مائل ہوا تھا۔ ژونگ کے نظریے خواب کے حوالے سے افسانہ اس کے ارکی ٹائپ کی وضاحت کرتا ہے جو کہ خوف اور تحیر کے ساتھ جڑے ہیں۔ بنیادی طور پر ان کا خواب خوف اور تحیر کی ملی جلی علامات سے واضح ہوا ہے اور اکٹوپس کو مختلف شکلوں میں دیکھ رہا ہے۔ جدید اردو افسانے میں کئی ایسے افسانوں کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے جو لاشعوری کار فرمائی کی وجہ سے عصبی مرض کا شکار ہونے کی وجہ سے کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ژونگ بنیادی طور پر ایسے مریضوں کی زندگی کے اہم واقعات کو روز مرہ زندگی کی علامات کے ساتھ ملا کر دیکھتے ہیں اور ان کے خوابوں کی تفہیم و تعبیر ان پر مسلط کرنے کی بجائے ان کے لاشعوری کار فرمائی کو عمل میں لاتے ہیں جس سے اس کی مکمل وضاحت کی جا سکتی ہے۔ جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ نفسیات کے اہم موضوعات کئی طرح سے اردو ادب میں وارد ہوئے اور ان پر فکشن لکھا گیا۔

### احمد جاوید:

## ۱۔ خواب حقیقت پر مبنی

احمد جاوید کا افسانہ "جلتی بجتی رات بھی بنیادی طور پر اسی موضوع کو بیان کرتا ہوا افسانہ ہے۔ جدید نفسیات کے موضوعات پر احمد جاوید نے بڑی خوبصورتی سے افسانے تحریر کیے ہیں لیکن ان کے ہاں زیادہ افسانے فرائیڈ کے نظریات کے قریب دکھائی دیتے ہیں لیکن چند مخصوص افسانے ژونگ کی فکر کو بھی بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے ژونگ کے نظریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے معاشرتی حالات کا مطالعہ کیا ہے اور

ایسے افسانے تحریر کیے ہیں جو ژونگ کے نظریات کو بیان کرتے ہیں۔ خواب کے حوالے سے ان کا یہ مخصوص افسانہ ژونگ کے نظریات کو بیان کرتا ہوا نمائندہ افسانہ ہے جس کا مطالعہ کئی سطحوں پر کیا جا سکتا ہے۔

احمد جاوید کا یہ افسانہ بنیادی طور پر خواب کی تکنیک پر لکھا گیا افسانہ ہے۔ اس افسانے کے شروع میں وضاحت کی گئی ہے اور کردار کے بارے میں بتایا گیا ہے جو کہ حالت خواب میں ہے۔ اس افسانے میں بنیادی طور پر خواب کو جبر کے تصور کے ساتھ ملا کر دیکھا گیا ہے اس لیے کہ یہ ایک غیر اختیاری عمل ہے اور غیر اختیاری عمل ہونے کی وجہ سے افسانہ نگار اسے جبر کے عمل سے تعبیر کرتے ہیں اور اس جبر میں زندگی کے بارے میں سوچتے ہیں جو خواب کی طرح جبر کی حالت میں آگے بڑھ رہی ہے۔ بنیادی طور پر اس تصور کی جڑیں سکپٹک سوچ کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں جو زندگی کو بھی جبر تصور کرتے ہیں۔ ان کا کہنا اس حوالے سے یہ ہے کہ انسان کا پیدائش اور موت دونوں پر اختیار نہیں ہے اور جب اختیار نہیں ہے تو یہ جبر کے مترادف ہے۔ احمد جاوید کا یہ کردار بھی خواب میں حالت سفر میں ہے جو کہ خود کی تلاش میں نکلتا ہے اور فکر کی راہوں میں بھٹکتا رہتا ہے۔ بنیادی طور پر ژونگ اسی حالت خواب کو روزمرہ کے معمولات کے ساتھ جوڑ کر دیکھتے ہیں جو کہ افسانے میں کئی سطح پر نظر آتی ہے۔ احمد جاوید افسانے میں لکھتے ہیں۔

"حالت خواب تو حالت جبر ہے کہ اس جبر سے کوئی ہاتھ بڑھا کے نکالے تو نکالے خود میں اتنی سکت کہاں۔۔۔ سب بھول بھال گیا کہ کون ہوں کہاں ہوں۔ کہ اچانک کہیں سے ایک روشنی کی کرن ائی تو انکشاف ہوا کہ میں ایک غریب الدیار شہر میں ایسا اجنبی جو اپنے حال ماضی اور مستقبل سے ناآشنا مگر پاؤں کی تھکن کہتی کہ کوئی سفر تو تھا جسے طے کر کے یہاں پہنچا"(۲۲)

یہ کردار بنیادی طور پر حالت خواب میں ہے اور حالت خواب میں یہ اپنے ہونے کا ایکسپیرینس کرتا ہے۔ یہ اپنی ذات سے جڑی میٹا فزیکل باتوں کی طرف توجہ کرتا ہے اور یہ جن جکڑ بندیوں میں خود کو بندھا ہوا محسوس کرتا ہے بنیادی طور پر وہ اس کے اپنے جبر کی بیڑیاں ہیں اور اس کردار کا جبر خواب ہے جو کہ اس کے راستے کی دیوار بنتا ہے بنیادی طور پر یہ کردار خواب سے علیحدہ نہیں ہے اس کردار کی روزمرہ زندگی اور خواب کے عمل کو علیحدہ کرنا مشکل ہے اس لیے کہ ان کو علیحدہ کرنے سے کوئی ایک تعبیر ممکن نہیں ہو پاتی جو افسانے کے دونوں حصوں کو جوڑ سکے۔ اس افسانے میں خواب کے عمل کو زندگی کے ساتھ مشروط کر کے دکھایا گیا ہے جہاں یہ کردار روزمرہ زندگی میں اپنے سوالات کے جوابات تلاش کر رہا ہے وہیں اس کا خواب بھی یہی بیان

کرتا ہے۔یہ کردار بنیادی طور پر اپنا راستہ خود تلاش کرتا ہے اور منزل تک پہنچتا ہے۔یہ کردار بنیادی طور پر معاشرے کی اچھائیوں برائیوں اور سیاہ سفید سے بہت دور ہو چکا ہے اور صرف اپنی تلاش چاہتا ہے یہ تلاش بنیادی طور پر خواب کی تکنیک کے ذریعے سامنے آتی ہے جہاں یہ کردار آخر میں اپنے خواب کی کیفیت سے باہر آتا ہے اور دوبارہ خواب کی کیفیت میں واپس چلا جاتا ہے۔

خواب کی یہ تکنیک کئی افسانوں میں ظاہر ہوئی ہے۔بنیادی طور پر ژونگ کے حوالے سے زندگی کے روزمرہ معاملات کو ملا کر عموما افسانہ نگاروں نے خواب کی تکنیک میں افسانے لکھے ہیں اور خواب کا یہ عمل بنیادی طور پر روزمرہ زندگی کے ساتھ جڑا ہوا ہے اس لیے ایسے خواب حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں اس لیے کہ ان میں لاشعوری عمل روزمرہ زندگی کے واقعات سے ہی معلومات کشید کرتا ہے اور خواب کی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔بنیادی طور پر یہ ایک فطری طریقہ کار ہے جس کے طور پر دماغ اپنا پریشر خواب کی صورت میں زائل کرتا ہے۔خواب انہی عوامل کو مختلف صورتوں میں پیش کرتا ہے اور روزمرہ زندگی کے معاملات کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہوئے فرد کے لاشعوری عمل میں داخل ہوتا ہے۔احمد جاوید کہ افسانے میں یہ تخلیق کاری پوری طرح سے موجود ہے جو کہ کسی بھی فرد کے پیچیدہ ذہنی عمل کی وضاحت کرتی ہے۔

## ۲۔خواب پیش گوئی

احمد جاوید کا افسانہ "جل پری" جو کسی ظاہری خواب پر لکھا گیا افسانہ نہیں ہے بلکہ ایک لڑکی کے ذہنی عمل کی کہانی ہے جہاں وہ خود کو ایک جل پری کے روپ میں محسوس کرتی ہے اور اسے لگتا ہے کہ وہ پانی سے باہر اکر تڑپ رہی ہے۔یہ افسانہ بنیادی طور پر ہمارے معاشرتی عمل کی بھی وضاحت کرتا ہے۔اس افسانے کا تعلق کسی ظاہری خواب سے نہیں ہے اس لیے اس افسانے کا تذکرہ ژونگ کے نظریے خواب کے حوالے سے کیا جارہا ہے کیونکہ اس افسانے میں ظاہری طور پر تو خواب موجود نہیں ہے لیکن لڑکی کا ذہنی عمل ایک خواب کی طرح معلوم ہوتا ہے جہاں وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ جارہی ہے۔ان کے ساتھ کچھ لوگ بھی ہیں جو کہ اس لڑکی اور ایک بھینس کو لے کر جارہے ہیں تاکہ ان کے عوض اس کے بھائی کو رہائی دلائی جاسکے۔ان کرداروں کا اپنے گھر سے دریا اور پھر دریا کے پار جانے کا عمل لڑکی کے نقطہ نظر سے دکھایا گیا ہے۔اس سفر میں مختلف علامات ژونگ کے نظریے خواب کی علامات کے قریب دکھائی دیتی ہیں۔جہاں ندی، کشتی، نا آشنا جگہ اور کردار لڑکی کے لیے ایک خواب کی سی کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ اس افسانے کی خاصیت یہ ہے کہ اس میں

لڑکی کا کردار نفسیاتی طور پر معاشرے کے ایسے کردار کے طور پر ظاہر ہوتا ہے جو اپنی حفاظت کے لیے کچھ نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کی رائے کی کوئی اہمیت ہے بس یہ کردار حالات کے تھپیڑوں کی نظر ہو رہا ہے جس کا کسی کو احساس نہیں ہے لیکن لڑکی کے کردار کی زیریں تہیں اس کردار کی فکری تشکیل کرتی ہیں جہاں یہ کردار خود کو جل پری کے روپ میں محسوس کرتا ہے جسے پانی سے باہر نکال لیا گیا ہو۔

## سریندر پرکاش:

### ا۔خواب حقیقت پر مبنی

جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو اس حوالے سے کئی افسانے اہم ہیں جن میں سریندر پرکاش کا افسانہ سوکھا اور بچپن میں سنی ہوئی کہانی، اس حوالے سے اہم افسانے ہیں جس میں ایسے خوابوں کو بیان کیا گیا ہے جو فرد کی زندگی کے حقیقی واقعات سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ خواب حقیقت پر مبنی خوابوں کی زیل میں آتے ہیں۔ رشید امجد کا افسانہ نہیں کوئی تعبیر اور تمنا کا دوسرا قدم بھی ایسے ہی موضوعات کو پیش کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ منشا یاد کا افسانہ غالب بیابانی تیاری پھولوں سے لدی شاخیں بھی خواب اور حقیقت کے حوالے سے لکھے گئے افسانے ہیں جس میں واضح طور پر خواب کی حقیقت کو دیکھا جا سکتا ہے۔

سریندر پرکاش کا افسانہ "بچپن میں سنی ہوئی ایک کہانی" ایسا ہی افسانہ ہے جو کہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ خواب حقیقت پر بھی مبنی ہو سکتے ہیں۔ بنیادی طور پر ژونگ اس حوالے سے اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ روز مرہ زندگی میں بہت سے واقعات ایسے ہوتے ہیں جو کہ خواب میں نظر آتے ہیں۔ اس کی کوئی خاص وجہ نہیں ہوتی لیکن روز مرہ کے یہ واقعات فرد کو کسی نہ کسی سطح پر متاثر کرتے ہیں جس کی وجہ سے یہ خواب میں آتے ہیں۔ سریندر پرکاش نے اپنے افسانے میں بچپن کا ایک واقعہ بیان کیا جسے اس نے خواب میں دیکھا ہے۔ یہ خواب بنیادی طور پر اس کی حقیقی زندگی کا خواب تھا۔ سریندر پرکاش افسانے میں لکھتے ہیں۔

> "خوابوں میں چیزوں کے رنگ اپنے اصل رنگوں سے مختلف محسوس ہوتے ہیں اور کبھی کبھی لگتا ہے ہزاروں میل کی مسافت طے کر لینے کے باوجود وہیں کے وہیں کھڑے ہیں۔ ایسے ایسے لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے جن کے بارے میں کبھی سوچا تک نہیں ہے۔ ایک خواب میں اس شہر میں پہنچ گیا۔ جہاں سے میرا خاندان ہجرت کر کے آیا تھا۔ میرے پرانے دوست بہت حیران

ہوئے کہ میں بغیر ویزا اور پاسپورٹ کے کیسے آگیا۔ معراج مقبول شفیع سب اکٹھے ہو گئے۔ یہ اس صورتحال پر غور کرنے لگے اور انہوں نے مجھے پناہ دینے کا وعدہ کیا "(۲۳)

یہ افسانہ بنیادی طور پر خواب کے ان پہلوؤں کو پیش کرتا ہے جو کہ کئی طرح سے اس کی زندگی کی حقیقت کو پیش کرتے ہیں۔ بنیادی طور پر یہ کردار ایک ایسے لاشعوری عمل سے جڑا ہے جس کے ذریعے اسے اپنی حقیقی زندگی میں ایسے خواب دکھائی دیتے ہیں جو حقیقت پر مبنی ہوں۔ بنیادی طور پر مذکورہ خواب کا ذکر بھی اس کے بچپن کے ساتھ جڑا ہے اور آج کل یہ جو وقت گزار رہا ہے اس میں زندگی کی کئی اور حقیقتیں بھی خواب کی صورت میں واضح ہوتی ہیں۔ یہ خواب بنیادی طور پر اس کے ذہن میں کئی طرح کے مسائل پیدا کرتا ہے جس کی وجہ سے یہ خواب اور حقیقی زندگی کے درمیان کی لکیر کو نہیں سمجھ پاتا اور خواب ہی اس کے لیے حقیقی زندگی کا عکس ہوتے ہیں۔ یہ کردار خواب کے ایسے کئی معاملات کی وضاحت حقیقیت کے روپ میں کرتا ہے جس سے اس کے ذہن میں پیدا ہونے والی کنفیوژن واضح طور پر سامنے اتی ہے۔ یہ خواب میں ہونے والے سوالات پر غور کرتا ہے لیکن اندازہ نہیں لگا پاتا کہ یہ خواب تھا یا حقیقت۔ سریندر پرکاش افسانے میں لکھتے ہیں۔

"یہ خواب ہے یا بیداری کا عالم۔ میں نے اپنے اپ سے سوال کیا۔ تب مجھے محسوس ہوا کہ اپنے وجود پر میری گرفت بالکل ڈھیلی پڑ چکی ہے۔ میں اپنے سوالوں کا جواب دینے کا اہل نہیں رہا ہوں۔ سات کمرے میں بڑبڑانے کی آواز ارہی ہے۔ شاید امیر اللہ آگیا ہے۔ لیکن نہیں یہ اس کی اواز نہ تھی۔ اس اواز میں تو بلا کا قرب تھا کوئی بڑے سر میں گنگنا تا رہا ہے۔"(۲۴)

ژونگ کے نزدیک بنیادی طور پر یہ خواب ایسے ہوتے ہیں جو ہماری طبعی وجوہات کے نتیجے میں ظاہر ہوتے ہیں۔ بنیادی طور پر اس افسانے کا کردار بھی اپنی زندگی کے کئی ایسے مسائل اور معاملات میں الجھا ہوا ہے جس کی وجہ سے یہ خواب میں ایسے واقعات کو دیکھتا ہے جو کہ اس کی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ایسے لوگوں کو اپنے خوابوں میں دیکھتا ہے جو کہ مر چکے ہیں اور خواب میں اکر اس سے اپنا تعلق واضح کرتے ہیں ۔ تحلیل نفسی کے ذریعے ایسے خوابوں کو سامنے لایا جاتا ہے اور نفس ادان بنیادی طور پر اس کی زندگی کے ایسے واقعات کو کریتا ہے جس کی وجہ سے اس کا شعور کسی حد تک متاثر ہوتا ہے اور یہ تمام واقعات لاشعوری طور پر خواب کا حصہ بننے لگتے ہیں۔ ایسے خواب لاشعوری کیفیت کے اظہار کے روپ میں سامنے آتے ہیں ۔ ژونگ کا

بنیادی طور پر ان کیفیات کے حوالے سے کہنا یہ ہے کہ عام طور پر خوابوں کا تعلق کسی گہرے یا پیچیدہ لاشعوری عمل سے نہیں ہوتا بلکہ اس کا تعلق ہمارے روزمرہ کے واقعات اور ہماری گزری ہوئی زندگی کے حوالے سے ہوتا ہے۔عام طور پر زندگی میں جو واقعات سادہ محسوس ہو رہے ہوتے ہیں اور ان کی طرف کم توجہ ہوتی ہے بعض اوقات ایسی ہی باتوں میں دماغ کسی لاشعوری عمل سے جڑ جاتا ہے جو اس کی زندگی کے ایسے واقعات کو خواب کی صورت میں پیش کرتا ہے جس کا تعلق ہماری روزمرہ زندگی کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے۔ ریاض احمد لکھتے ہیں۔

"نفسیاتی تنقید نے ہمیں یہ بتایا کہ ان ظاہری اور پیش افتادہ معنی کے پیچھے ایسے شخصی اور اجتماعی محرکات کی ایک وسیع کار فرمائی ہوتی ہے جو نوعیت کے اعتبار سے زیادہ تر غیر شعوری ہوتے ہیں ۔انہی عوامل کی تفہیم خواہ وہ غیر شعوری نہ ہو ادب کی معنوی حسن اور تاثیر بخشتی ہے۔"(۲۵)

یہ عمل کسی بھی فرد کے لیے اس وقت پیچیدہ ہو جاتا ہے جب یہ خواب کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور لاشعوری اظہار اپنے مطالب واضح کر رہا ہوتا ہے۔ عموما ایسے خواب پریشان کرتے ہیں اور زندگی کی روٹین کے واقعات کو مختلف شکلوں میں تبدیل کر کر کے خوابوں میں پیش کیا جاتا ہے۔یہ عمل تحلیل نفسی کے ذریعے نفسیات دان سامنے لاتا ہے اور اس میں دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو سے ان لاشعوری عوامل تک رسائی حاصل کی جاتی ہے جو کسی بھی فرد کی نفسیات کو متاثر کر رہی ہے۔ فرائیڈ کے یہاں روزمرہ کے ایسے معاملات کا تعلق نفسی خواہشات کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے۔ فرائیڈ روزمرہ کے ان معاملات کو جنس کے ساتھ جوڑ کر دیکھتے ہیں اور اس کا تعلق جنسی ناسودگی کے ساتھ جوڑتے ہیں جس میں معنی و مفاہیم کے لیے وہ فرد کے بچپن کے واقعات اور تعلقات پر غور کرتے ہیں جہاں کئی ایسے واقعات لاشعوری سطح پر خوابوں کا حصہ بنتے ہیں لیکن ژونگ اس حوالے سے ایسا نہیں سوچتے۔ان کا نقطہ نظر مختلف ہے اور روزمرہ روٹین کو یہ عام خوابوں کے ساتھ جوڑتے ہیں جو کسی بھی فرد کے لیے نارمل ہوتے ہیں لیکن یہ اپنی مخصوص علامات سے فرد کی ذہنی کیفیت کو بھی واضح کرتے ہیں جہاں نارمل اور ابنارمل خوابوں کے درمیان کی علامات کو واضح کیا جاتا ہے ۔ ایسی صورت میں واقعات نہایت سادہ ہوتے ہیں لیکن ان کا لاشعوری عمل پیچیدگی سے بھرا ہوتا ہے ۔بنیادی طور پر جدید نفسیات کے ان موضوعات نے انسانی شعور کی سطح کو بڑھایا ہے اور ایسے معاملات جن سے پہلے واقفیت حاصل نہیں تھی اب واقفیت حاصل کر کے ان کو دور کیا جا رہا ہے۔ شہزاد احمد لکھتے ہیں۔

"ایسے خواب محض تبھی وجوہات کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ سوتے وقت ایسی جسمانی حالت میں ہونا جو پر سکون نہ ہو یا سونے سے پہلے بہت زیادہ پیٹ بھر کر کھانا کھالینا۔ یہ درست ہے کہ بعض خواب انہی وجوہات کی بنا پر آتے ہیں۔۔۔ خواب میں وہی کچھ دہرایا جاتا ہے جو دن کے وقت ہم عملی طور پر کرتے رہتے ہیں۔ خاص طور پر اس وقت جب یہ واقعات ہمارے لیے خصوصی اہمیت کے حامل ہوں۔" (۲۶)

ژونگ کے نزدیک ایسے خواب اس وقت خصوصی اہمیت کے حامل بن جاتے ہیں جب ان کے تعلق میں ایسی لاشعوری علامات ظاہر ہونے لگتی ہیں جو کہ ذاتی شعور کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں۔ یہ واقعات اجتماعی لاشعور کی بجائے کسی بھی فرد کے اپنے مخصوص حالات اور وقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے وارد ہوتے ہیں۔ ان کی علامات بھی انفرادی نوعیت کی ہوتی ہیں جو فرد کی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس حوالے سے ژونگ کا کہنا بہتر ہے کہ ایسے خواب میں بنیادی طور پر مریض اور معالج کے درمیان ہونے والی گفتگو مریض کے ذہن سے ان علامات کو ظاہر کرتی ہے جس کی وجہ سے وہ ان مخصوص حالات کا شکار ہوا ہے نفسیات دان بنیادی طور پر ایسی ہی باتوں کا کھوج لگاتا ہے اور انہیں زندگی میں آگے بڑھنے کا موقع دیتا ہے۔ اس حوالے سے مریض جب اپنی ذہنی صورتحال کو جان جاتا ہے تو اس کے ذہن سے وہ مرض بھی دور ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ مخصوص ذہنی حالات کا شکار ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ژونگ کے یہاں ایسے خواب حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں اور حقیقی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔

## ۲۔ خواب داخلی صداقت کے ترجمان

سریندر پرکاش کا افسانہ "آدمی" بھی ایک ایسے ہی موضوع کو بیان کرتا ہے۔ یہ آدمی بنیادی طور پر ایک خواب دیکھتا ہے اور اس خواب میں اسے بشارت ہوتی ہے کہ یہ ایک جگہ جو دیکھنے میں نہایت خوبصورت ہے وہاں جا کر بس جائے۔ یہ افسانہ بنیادی طور پر خواب کی تکنیک میں لکھا گیا ہے جس کا پہلا حصہ بنیادی طور پر خواب کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ کردار بنیادی طور پر مختلف جگہوں پر رہا ہے اور یہ فلسفانہ اور مافوق الفطرت باتیں کرنے کا بھی عادی ہے۔ یہ بنیادی طور پر گہری فکر کے ساتھ جڑا ہوا ہے اور خود کو تیار کرتا ہے کہ یہ اپنے خواب کو پورا کر سکے۔ سریندر پرکاش افسانے میں لکھتے ہیں۔

"مجھے خواب میں بشارت ہوئی تھی کہ مجھے یہیں بس جانا چاہیے۔ میں نے اس شہر کی تعمیر کے لیے پہلی اینٹ رکھی۔ کئی برس تک اس میں مصروف رہا اور میرے ایک خاندان کا وجود عمل میں آگیا۔ میرے بچے جو ایک دوسرے سے انتہائی محبت کرتے تھے مل بانٹ کر کھاتے تھے ایک دوسرے کے سکھ دکھ میں کام آتے اور کھلے ہوئے چہروں کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ میری تیر انسلیں اسی شہر میں پیدا ہوئیں اور وہ اسی شہر میں گلیوں اور بازاروں میں پرورش پا کر پروان چڑھی اور اج یہ حالت ہے اور حالت اپ جانتے ہیں یہ تقسیم ہو کر بے تعلق ہو چکے ہیں۔" (۲۷)

ژونگ کے نزدیک ایسے خواب کا تعلق فرد کی ذاتی زندگی کے ساتھ ہوتا ہے جو اسے روزمرہ کی زندگی کہ حالات سے کشید کیا جاتا ہے۔ ایسے خواب بنیادی طور پر مستقبل کی پیشن گوئی کے ساتھ ساتھ داخل کی ایسی حقیقتوں سے اشنا کرتے ہیں جو لاشعوری طور پر ان کے ذہن میں وارد ہوئی ہوتی ہیں۔ ایسے خواب جن کا تعلق مستقبل سے ہے ان کی علامات خواب میں کئی اور ستونوں پر ظاہر ہوتی ہیں۔ یہ خواب مستقبل کے ساتھ ساتھ زندگی کی حقیقی عکاسی بھی کرتے ہیں جس کی مختلف علامات لاشعوری عمل میں خواب کے ذریعے واضح ہوتی ہے۔ ان خوابوں کی تفہیم و تعبیر کئی طرح سے کی جاتی ہے اور تحلیل نفسی کے کئی طریقہ ہائے کار سے کسی بھی کردار کے ان پہلوؤں کو جاننے کی کوشش کی جاتی ہے جو کسی نہ کسی طرح سے خواب سے تعلق رکھتے ہوں اس لیے کہ جب تک نفسیادان اس خاک کی علامات کو زندگی کے حقیقی ائینے سے کشید نہیں کرے گا اسے کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ خواب دیکھنے والا اپنے معالج کے ساتھ اچھا تعلق استوار کرے اور اپنی ذہنی معاملات اور چھوٹی سے چھوٹی خواب کی یادداشت کو معالج کے ساتھ تفصیل سے بیان کرے تاکہ معالج اس میں وہ علامات ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جو اسے زندگی میں کسی بھی طرح سے متاثر کر رہی ہیں۔ ژونگ کے نزدیک یہ حقیقی زندگی کے ایسے واقعات سے لاشعوری سطح پر ظاہر ہوتی ہیں جہاں یہ شعوری سطح پر اپنا اظہار نہیں کر سکتی اور ہمارے کسی بھی معاشرتی سماجی یا اخلاقی قوانین کی وجہ سے وہ شعوری سطح پر انے کی بجائے لاشعوری سطح پر دماغ میں منتقل ہو جاتی ہیں اور خواب کی صورت میں واضح ہوتی ہیں۔ ان خوابوں کے حوالے سے حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ خواب فرد کے شعوری عمل سے لاشعوری عمل میں کس طرح سے داخل ہوتے ہیں اور ان پیچیدگیوں کو کیسے شعوری سطح پر لاتے ہیں۔ ژونگ بنیادی طور پر

نفسیات کے ان پہلوؤں کو شخصیت کے عمیق پہلوؤں سے تعبیر کرتا ہے جہاں اس کی کردار سازی ہوتی ہے۔ ف س اعجاز لکھتے ہیں۔

"صدیوں کی تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ انسان نے خوابوں کو اپنے سرمایہ زندگی کی تعمیر کے لیے کئی طرح سے استعمال کیا ہے۔ نیند کے ان تجربات کی مدد سے کتنی فتوحات یا کامیابیاں ممکن ہوئی ہیں۔ اپ اپنے بارے میں خوابوں کی بدولت کچھ نہ کچھ جان لیتے ہیں اور اگر خوش نصیبی کا دامن وسیع ہو تو خارجی دنیا کے بھی کئی اصرار اپ پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔ نیند میں جب دماغ اطلاعت چھانٹتا رہتا ہے اور جاری امور معلومیہ میں کمی واقع ہو جاتی ہے اس وقت دو اور دو چار ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے"(۲۸)

خواب داخلی صداقتوں کی ترجمانی کا سبب کچھ مخصوص حالات میں بنتے ہیں۔ ان کا ایک ذریعہ تونیچرل ہے جو کہ خواب میں کبھی نہ کبھی وارد ہوتا ہے اور فرد کا لاشعور اس کے ظہور کا ذریعہ بنتا ہے۔ داخلی صداقتوں کی ترجمانی کے حوالے سے کچھ خواب مخصوص ہوتے ہیں جو کہ فرد کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اس میں فرد کی روزمرہ زندگی اس کے عادات و اطوار اور اس سے منسلک رشتوں کے بارے میں معلومات لی جاتی ہے اور یہاں تک کہ خواب دیکھانے تک کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر فرد جن مخصوص حالات سے گزر رہا ہوتا ہے ان میں خوشی سرشاری اور فرد کے اندر پنپتی سوچوں کا کافی عمل دخل ہوتا ہے۔ ان مخصوص حالات میں ایسے خواب تواتر کے ساتھ آتے ہیں جن کا تعلق فرد کی زندگی کے ساتھ استوار ہوتا ہے اور خواب میں ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں جو اس کی حقیقی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں۔ مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ جدید نفسیات میں اس موضوع پر کئی طرح کے مباحث کیے گئے ہیں ژونگ نے ایسے خوابوں کی علامات کو فرد کی روزمرہ زندگی سے منسلک کیا ہے اور بتایا ہے کہ ایسے خواب کسی دور از واقعے کی نمائندگی کی وجہ سے وارد نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کا تعلق کسی مخصوص طرح کے خوابوں سے ہے بلکہ یہ خواب لاشعور کی کارفرمائی کے طور پر سامنے آتے ہیں جو روزمرہ زندگی کے واقعات کو خواب کی صورت میں سامنے لاتا ہے۔

جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ جدید افسانہ نگاروں میں عموماً سبھی نے اس موضوع پر افسانے تحریر کیے ہیں اور خواب کا تذکرہ خصوصیت کے ساتھ کیا ہے۔ یہ موضوع اردو افسانے میں

نیا نہیں ہے لیکن جدید نفسیات کے نئے نظریات نے خوابوں کی تفہیم و تعبیر کے نئے مواقع فراہم کیے ہیں جس سے فرد کی زندگی کو مزید باریکی سے دیکھا جاسکتا ہے۔

## ۳۔خواب پیش گوئی

جدید اردو افسانے میں پیش گوئی کے حوالے سے متعدد اور افسانہ نگاروں نے افسانے تحریر کیے ہیں سریندر پرکاش کا افسانہ ایلوپیشیا، جمعنورہالفریم: دو، اہم افسانے ہیں جو پیش گوئی کے حوالے سے تحریر کیے گئے ہیں۔ جدید اردو افسانہ نگاروں میں سریندر پرکاش کے نفسیات کے حوالے سے لکھے گئے افسانے موضوعات کی وضاحت تفصیلی انداز میں کرتے ہیں جس سے ان کے کرداروں کی نفسیات مکمل وضاحت کے ساتھ سامنے اتی ہے۔ ایلوپیشیا افسانے میں بھی کردار ایک ایسے خواب کے ساتھ ہم اہنگ ہوتا ہے جس میں یہ اپنے بیوی بچوں کو اس حالت میں دیکھتا ہے کہ ایک بلڈنگ جو کہ نیست و نابود ہو رہی ہے اس میں موجود ہیں اور وہ بھی اس بلڈنگ میں دب چکے ہیں وہ چلا رہا ہے یہ خواب کا عمل بنیادی طور پر کردار کو اس فکر کے ساتھ جوڑتا ہے جو مستقبل میں پیش آنے والی ہوتی ہے۔ اس کردار کا لاشعوری عمل اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ کردار مخصوص حالات کے تحت زندگی میں اگے بڑھ رہا ہوتا ہے جہاں اسے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ ان مشکلات کو خواب کی صورت میں دیکھتا ہے اور اس کی مختلف علامات اور تلازمات سے اس کے معنی کشید کرتا ہے۔ یہ کردار چونکہ اپنے خاندان کے ساتھ ایک اچھا وقت گزارتا ہے جو کہ خواب کی صورت میں بار بار اس کے سامنے آتا ہے۔ سریندر پرکاش افسانے میں لکھتے ہیں۔

> "ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ سب لوگ اپنے بچوں کو لے کر بالکونیوں میں کھڑے ہیں اور سامنے والے میدان میں اگ لگ گئی ہے۔۔۔ سب حیران اور خوفزدہ نظر آتے ہیں پھر اچانک ایک بالکنی گرتی ہے اس کے ساتھ ہی چیخ و پکار ہوتی ہے اور پھر دوسری بالکنی گرتی ہے۔۔۔ پھر اچانک اسے اپنی بیوی اور بچوں کا دھیان اتا ہے وہ انہیں ڈھونڈتا پھرتا ہے انہیں پکارتا ہے اور بے چینی سے ادھر ادھر پھدکتا پھرتا ہے۔ کیچڑ میں پھدکنے والے چوہوں کی طرح لیکن اسے وہ کہیں دکھائی نہیں دیتے وہ نہ ہی گری ہوئی بالکنیوں کے ملبے میں دکھائی دیتے ہیں اور نہ ہی آلاؤ میں جلتے ہوئے انسانی جسموں میں اور وہ اچانک ٹھوکر کھا کر گرتا ہے اور اس کی آنکھ کھل جاتی ہے۔" (۲۹)

یہ کردار بنیادی طور پر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنے خواب کی مختلف حصوں کو تعبیر ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔اس کے اندر کے خدشات آہستہ آہستہ دور ہوتے ہیں اور وہ زندگی میں اگے بڑھتا رہتا ہے۔ جہاں ماضی کے اچھے دن اسے دوبارہ مستقبل کی نوید دیتے ہیں اور وہ اچھے طریقے سے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ خوش باش رہتا ہے۔خواب کا وہ عمل جس میں یہ واقعات اس پر رونما ہوتے ہیں اس کے لیے پیش گوئی کا ذریعہ بنتے ہیں اور وہ اپنے انے والے دنوں کو مزید بہتر کرتا ہے۔یہ کردار بنیادی طور پر ژونگ کے نظریے خواب کی ان علامات کو واضح کرتا ہے اور ژونگ کی فکر کو ہی پیش کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔بنیادی طور پر ژونگ ایسے خواب کو پیش گوئی کا ذریعہ مانتے ہیں اور اس کی نفسیاتی تعبیرات کے لیے دور از قیاس علامات سے گریز کرتے ہیں۔سریندر پرکاش بنیادی طور پر خواب کے عمل سے ان متضاد تفکرات کو بھی پیش کرتے ہیں جو انسان کے ذہنی عمل کا فطری نتیجہ ہوتا ہے۔سریندر پرکاش کا یہ کردار بھی اخر میں ایک سنہرے خواب کے ساتھ جڑتا ہے جو اسے خوبصورت زندگی کی نوید دلاتے ہیں۔

سریندر پرکاش کا افسانہ کئی حوالوں سے سوچنے کا موقع دیتا ہے چونکہ کوئی بھی افسانہ کسی نظریے کو مکمل طور پر بیان نہیں کرتا بلکہ اس کے جزوی اثرات سے اگے بڑھتا ہے تو اس افسانے کا ایک حصہ جو کہ ایڈلر کے نظریے خواب کی بھی وضاحت کرتا ہے لیکن اس افسانے کا غالب حصہ ژونگ کے نظریے خواب سے جڑا ہوا ہے۔اس خواب کے دوسرے حصے میں ایڈلر کے نظریے کو اس حوالے سے تقویت ملتی ہے کہ ایڈلر فرد کے اسلوب حیات کو موضوع بناتا ہے جس میں وہ کردار کے مخصوص عمل کو خواب کے سات جوڑ کر نہیں دیکھتا بلکہ زندگی کے رویے کا مطالعہ کرتے ہوئے خواب کی تفہیم و تعبیر کرتا ہے اس لیے کہ ایڈلر کے مطابق خواب میں کوئی ایسی علامات واضح نہیں ہوتی جو کہ ہماری حقیقی زندگی سے تعلق نہ رکھتی ہوں۔سریندر پرکاش کے افسانے کا یہ عمل بنیادی طور پر افسانے کی خوبصورتی اور کردار کی سائی کی کے مختلف پہلوؤں کو روشن کرتا ہے جس کو دو مختلف زاویوں سے جوڑ کر بھی مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ افسانہ کے دوسرے حصے میں خواب کے تعلق کو جس طرح سے واضح کیا گیا ہے یہ ایڈلر کے نقطہ نظر کے زیادہ قریب دکھائی دیتا ہے۔ خواب کی وضاحت کے حوالے سے ایڈلر کا نقطہ نظر بھی اہم ہے۔ایڈلر اس حوالے سے لکھتے ہیں۔

"خواب وہ پل ہے جو فرد کے اسلوب حیات اور اس کے موجودہ مسائل کے مابین بنائے جاتے ہیں اور اس سے اسلوب حیات پر کوئی نیا بار بھی نہیں پڑتا۔اسلوب حیات خوابوں کا اقا ہے۔وہ ہمیشہ

وہی محسوسات ابھارے گا جس میں فرد کو ضرورت ہو گی۔ہم خواب میں کوئی ایسی علامات نہیں دیکھ سکتے جو عام زندگی میں فرد کے کردار اور خاص میں نظر نہ اتی ہوں۔ہمارارویہ مسائل کے بارے میں وہی ہو گا خواہم خواب دیکھتے ہوں یانہ دیکھتے ہوں۔" (۳۰)

مجموعی طور پر سریندر پرکاش کے افسانے "ایلوپیشیا" ژونگ اور ایڈلر کے نظریہ خواب کے حوالے سے مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔یہ افسانہ خواب کے موضوع کو ہی پیش کرتا ہے اس لیے افسانے میں تین خوابوں کا تعلق بیان کیا گیا ہے۔دو خواب بنیادی طور پر پیش گوئی کے حوالے سے اور تیسرا خواب اس کی فکری زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ سریندر پرکاش کا کردار پہلے افسانے میں جن حالات سے گزرتا ہے بنیادی طور پر وہ حالات اس کے لیے پیش گوئی ثابت ہوتے ہیں اور یہ اپنے ان حالات کو بہتر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔دوسرا خواب بنیادی طور پر ژونگ کی فکر سے ہم اہنگ ہے جو کہ اس کردار کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ علامات اور طلازمات میں سے معنیٰ نکال کر اپنی زندگی کو آگے بڑھائے۔تیسرا خواب بنیادی طور پر اس کی زندگی کے حال کے واقعات کو بیان کرتا ہے جہاں وہ خوش وخرم زندگی گزار رہا ہے۔خوش وخرم زندگی کے خواب کی علامات کو، پہاڑ ندی، نالے، خوبصورت باغات سے ظاہر کیا گیا ہے جو کہ اس کی زندگی کے موجودہ حالات کی خوبصورتی کو واضح کرتے ہیں۔ اس کردار کا فکری تسلسل اور زندگی کے اہم واقعات پر نظر ثانی اس کردار کو مضبوط بناتی ہے۔اس لیے کہ یہ کردار بنیادی طور پر مثبت کردار ہے اور زندگی کی پریشانیوں اور مشکلات سے نبرد ازما ہو کر آگے بڑھنے والا کردار ہے۔

## ۴۔اجتماعی لاشعور کا دخل

سریندر پرکاش کا افسانہ " سرکس " موضوع کے اعتبار سے ژونگ کے نظریے کو بیان کرتا ہے۔ ژونگ بنیادی طور پر اجتماعی لاشعور کی علامات میں خوابوں کی اہمیت واضح کرتے ہیں اور ان میں پیدا ہونے والی ارکیٹائپ اور علامات کی وضاحت کے لیے تحلیل نفسی سے کام لیتے ہوئے ان متاثرہ افراد کا جائزہ لیتے ہیں جن کی زندگی ان خوابوں سے متاثر ہو رہی ہے۔ ژونگ چونکہ اجتماعی لاشعور کے عمل کے ذریعے ہی کسی فرد کی انفرادی نفسیات کو موضوع بناتے ہیں جس سے فرد کی متعلقہ زندگی اور سوسائٹی کے ساتھ عمل دخل دونوں ہی واضح ہوتی ہیں جس سے اجتماعی لاشعوری عمل کو سمجھنے میں اسانی ہوتی ہے اور ان پیچیدہ مسائل تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے جو کہ لاشعوری عمل کے ذریعے واضح ہوتے ہیں ۔اس کردار کا فکری عمل بنیادی طور پر

خواب میں ظاہر ہوتا ہے جہاں وہ اس ساری سرکس کے نظام کو درہم برہم ہوتے دیکھتا ہے ۔ بنیادی طور پر اجتماعی لاشعور کا نظریہ اس کو ان معنی میں بھی دیکھتا ہے کہ جب دنیا کی یہ سرکس ختم ہو جائے گی اور اس دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے گا جس طرح سے سرکس کا سارا نظام درہم برہم ہونے سے سب کچھ ختم ہو جائے گا اسی طرح سے دنیا کا سلسلہ بھی علامتی سطح پر سرکس کے جیسا نظر ارہا ہے بنیادی طور پر یہ اجتماعی لاشعور کے ار کی ٹائپ کی علامات ہیں جو کہ فکری سطح پر متضاد معنویت کی حامل ہوتی ہیں ۔اجتماعی لاشعور بنیادی طور پر خواب کے عمل میں جن علامات اور کیفیات کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے اس کی معنویت فرد کی زندگی کے حوالے سے اہم ہوتی ہے۔ یہ افسانہ بنیادی طور پر ایک ایسے کردار کو پیش کرتا ہے جو نیا نیا سرکس میں کام سیکھنے کے لیے جاتا ہے۔ وہ خواب میں دیکھتا ہے۔ سریندر پرکاش لکھتے ہیں۔

"رات کو کوئی بھیانک خواب دکھائی دے جاتا ہے کہ نیچے اور نیچے گرے جا رہے ہیں۔ اپنا وزن کھو چکے ہیں زمین میں کشش ثقل باقی نہیں رہ گئی ہے۔ برف کے گالے سے ہو گئے ہیں۔"(۳۱)

سریندر پرکاش نے ژونگ کے نظریے کے حوالے سے اس میں جو علامات استعمال کی ہیں بنیادی طور پر وہ اجتماعی لاشعور کے نظریے کو ہی بیان کرتی ہیں۔ اس افسانے کا کردار بھی اپنے حالات اور ذہنی میکنزم کے مطابق خواب میں اس ساری جگہ کا نقشہ بناتا ہے جہاں پر سرکس موجود ہے اور آہستہ آہستہ تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے بلکہ تباہی اس قدر ہو چکی ہے کہ زمین کی کشش ثقل بھی ختم ہو گئی ہے یعنی یہ نظام شمسی ختم ہو گیا ہے ۔ ژونگ کے نزدیک بنیادی طور پر یہ سوسائٹی کی آرکیٹائپس ہیں جو کہ مختلف نظریات کی صورت میں ہمارے دماغ میں موجود ہوتی ہیں اور وقت انے پر اپنا اظہار لاشعوری سطح پر کرتی ہیں جس کو فرد سمجھ نہیں سکتا بلکہ اسے تحلیل نفسی کی ضرورت پڑتی ہے ۔ تحلیل نفسی بنیادی طور پر فرائیڈ کا طریقہ علاج ہے جو کہ جدید نفسیات میں اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے ذریعے لاشعور تک رسائی حاصل نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی کسی فرد کے ذہنی عمل کے میکنزم کو سمجھا جا سکتا ہے۔

بنیادی طور پر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ فرائیڈ نے تحلیل نفسی کے ذریعے کئی طرح کے طریقہ علاج کو لاشعوری عمل کے لیے استعمال کیا ہے بنیادی طور پر ژونگ بھی اسی طریقہ علاج کا استعمال کرتے ہوئے اپنے اجتماعی لاشعور کے نظریے کی وضاحت کرتے ہیں اور ان کی علامات کو مختلف مریضوں میں دیکھتے ہیں۔ اس کی وضاحت تحلیل نفسی کے عمل کے ذریعے ہی ممکن ہو پاتی ہے ۔ یہاں ان دونوں کے نظریات میں دو

فرق پایا جاتا ہے لیکن تحلیل نفسی کا طریقہ ایک ہی طرح سے استعمال ہو رہا ہے۔ اس حوالے سے ژونگ فرائیڈ کے نظریہ تحلیل نفسی کی قدر کرتا تھا بلکہ ژونگ نے اپنے ایسے مریضوں کے لیے اسی طریقہ کار کو اپنایا ہے۔ ڈاکٹر سی اے قادر لکھتے ہیں۔

"خوابوں اور لغزشوں کے بعد اصابنیت کو لیں۔ لاشعور کے لیے یہ سب سے زیادہ اہم شہادت ہے اور اسی سلسلے میں فرائڈ کا مشہور علاج تحلیل نفسی نکلا اور اگر غور سے دیکھا جائے تو تحلیل نفسی سے ہی لاشعور کے لیے زبردست شواہد دستیاب ہوئے ہیں۔ فرائیڈ کے نظام فکر میں طب کو نمایاں حیثیت حاصل ہے اور تحلیل نفسی ایک قسم کی نفسی طب ہے۔"(۳۲)

اس موضوع کے حوالے سے احمد جاوید کا افسانہ خوابوں پہ تکیہ اور کانچ کا شہر اہم افسانے ہیں۔ منشایاد نے اس حوالے سے متعدد افسانے تحریر کیے ہیں جس میں اسیب اور ببول سے لپٹی ہوئی بیل کا شمار اہم افسانوں میں کیا جا سکتا ہے۔ اس حوالے سے سریندر پرکاش کا افسانہ خوبصورت اور سرکس ژونگ کے نظریہ اجتماعی لاشعور کو بیان کرتے ہوئے افسانے ہیں۔ جدید اردو افسانے میں ان کی اہمیت اس حوالے سے بھی مسلم ہے کہ یہ جدید موضوعات کو پیش کرتے ہیں۔

# حوالہ جات


۱۔ شہزاد احمد، مترجم، تین نفسیات دان، سنگ میل پبلکیشنز لاہور، ص ۱۵۱

۲۔ شہزاد احمد، مترجم، ژونگ: نفسیات اور مخفی علوم، سنگ میل پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۱۰، ص ۱۲۰

۳۔ ڈاکٹر شفیق عجمی، تحقیق نامہ، مشمولہ، تنقید ادب اور نفسیات، ڈاکٹر شائستہ حمید خان، شعبہ اردو جی سی یونیورسٹی لاہور، ۲۰۱۲

۴۔ شہزاد احمد، ژونگ: نفسیات اور مخفی علوم، سنگ میل پبلیکیشن لاہور، ۲۰۱۰، ص ۱۱۰

۵۔ شہزاد احمد، ژونگ: نفسیات اور مخفی علوم، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۱۰، ص ۱۲۹

۶۔ ڈاکٹر اظہر علی رضوی، مسلم نفسیات: چند بنیادی مباحث، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۲۰۲۱، ص ۲۳۰

۷۔ شہزاد احمد، ژونگ: نفسیات اور مخفی علوم، سنگ میل پبلیکیشن لاہور، ۲۰۱۰، ص ۱۲۳

۸۔ رشید امجد، عام آدمی کے خواب، پورب اکادمی، اسلام آباد، ۲۰۱۰، ص ۸۳۰

۹۔ رشید امجد، عام ادمی کے خواب، پورا بھی قادمی اسلام اباد ۲۰۱۰، ص ۱۹۷

۱۰۔ رشید امجد، عام آدمی کے خواب، پورب اکادمی اسلام اباد، ۲۰۱۰، ص ۴۵۵-۴۵۶

۱۱۔ رشید امجد، عام آدمی کے خواب، پورب اکادمی اسلام آباد، ۲۰۱۰، ص ۴۵۶

۱۲۔ شہزاد احمد، ژونگ: نفسیات اور مخفی علوم، سنگ میل پبلیکیشن لاہور، ۲۰۱۰، ص ۱۳۳

۱۳۔ رشید امجد، عام ادمی کے خواب، پورب اکادمی، اسلام اباد ۲۰۰۷، ص ۴۰۰

۱۴۔ شہزاد احمد، ژونگ: نفسیات اور مخفی علوم، سنگ میل پبلیکیشن لاہور، ۲۰۱۰، ص ۱۲۴

۱۵۔ منشا یاد، میں اپنے افسانوں میں تمھیں ملوں گا، نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، ۲۰۱۱، ص ۶۸۵

۱۶۔ شہزاد احمد، ژونگ :نفسیات اور مخفی مطالعہ ،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۱۰،ص ۱۲۲

۱۷۔ منشایاد، میں اپنے افسانوں میں تمہیں ملوں گا، نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد،۲۰۱۱،ص ۶۸۹

۱۸۔ ڈاکٹر اظہر علی رضوی ، مسلم نفسیات چند بنیادی مباحث ،ادارہ ثقافت اسلامیہ روڈ کلب لاہور ،۲۰۲۱،ص ۲۲۵

۱۹۔ منشا یاد ،میں اپنے افسانوں میں تمہیں ملوں گا ،نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام اباد ،۲۰۱۱،ص ۶۹۳۔۶۹۴

۲۰۔ منشا یاد، میں تمہیں اپنے افسانوں میں ملوں گا، نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام اباد،۲۰۱۲،ص ۶۶۰

۲۱۔ شہزاد احمد، ژونگ:نفسیات اور مخفی علوم،سنگ میل پبلی کیشنزلاہور،۲۰۱۰،ص ۱۲۷

۲۲۔ احمد جاوید، مجموعہ احمد جاوید، پورب ایک آدمی اسلام آباد،۲۰۱۴،ص ۳۷۵

۲۳۔ نبیل احمد،ڈاکٹر،ترتیب وتدوین،کلیات سریندر پرکاش،الحمدللہ پبلی کیشنزلاہور،۲۰۲۱،ص ۲۶۷

۲۴۔ نبیل احمد،ڈاکٹر،ترتیب وتدوین،کلیات سریندر پرکاش،الحمدللہ پبلی کیشنزلاہور،۲۰۲۱،ص ۲۸۷

۲۵۔ ریاض احمد، ریاضتیں،سنگ میل پبلیکیشنزلاہور،۱۹۸۶،ص ۲۲۹

۲۶۔ شہزاد احمد، زونگ نفسیات اور مخفی علوم،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۱۰،ص ۱۲۶۔۱۲۷

۲۷۔ نبیل احمد،ڈاکٹر، تحقیق وتدوین،کلیات سریندر پرکاش،الحمدللہ پبلی کیشنزلاہور،۲۰۲۱ص ۷۷۹

۲۸۔ ف س اعجاز، خواب ایک نفسیاتی اور سائنسی تجزیہ، نگارشات پبلی کیشنزلاہور،۱۹۹۸،ص ۱۹۰

۲۹۔ سریندر پرکاش ،کلیات سریندر پرکاش، تحقیق و تدوین ڈاکٹر نبیل احمد ،الحمد پبلکیشن لاہور ۲۰۲۱ ،ص ۴۵۴

۳۰۔ شہزاد احمد الفر ایڈلر :انفرادی نفسیات اور احساس کمتری ،سنگ میل پبلیکیشن لاہور ۱۹۹۹،ص ۲۶۷

۳۱۔ سریندر پرکاش ،کلیات سریندر پرکاش ، تحقیق و تدوین ،ڈاکٹر نبیل احمد ،الحمد پبلیکیشن لاہور ،۲۰۲۱،ص۴۷۶

۳۲۔ سی اے قادر ڈاکٹر، فرائیڈ اور اس کی تعلیمات، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور،۱۹۸۷،ص۴۸

باب: چہارم

# Threat Simulation theory کے منتخب جدید افسانے پر اثرات

یہ نظریہ ریونسو نے پیش کیا ۔اس نظریے کے مطابق ایسے خوابوں کا مطالعہ کیا گیا ہے جو انسان کی عملی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ بنیادی طور پر ریونسو نے تحقیق کے دوران ایسے خواب کا مطالعہ کیا ہے جو انسان کو کسی بھی خطرے پریشانی یا ایسی صورتحال سے آگاہ کرتے ہیں جو آنے والے دنوں میں فرد کے لیے کسی بھی صدمے کا باعث ہو سکتی ہے۔ بنیادی طور پر بچوں کی نفسیات کے حوالے سے یہ تحقیقات کی گئی ہیں اور بچوں کی زندگی کا مطالعہ کر کے یہ سمجھنے کی کوشش کی ہے کہ انہیں جس طرح کے خواب آتے ہیں روزمرہ زندگی پر اس کے کیا اثرات ہیں یا روزمرہ زندگی کے اثرات کی وجہ سے یہ کیسے خوابوں کا شکار ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی تحقیقات کا دائرہ وسیع ہونے کے بعد عمر کی تخصیص ختم کر کے اس کی تحقیقات کو آگے بڑھایا گیا۔ بنیادی طور پر ان باتوں کی تفہیم و تعبیر کے لیے انہوں نے لاشعوری طور پر پیدا ہونے والے ایسے عناصر کو کھوج کی ہے جو ہماری زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں ۔

ان خوابوں میں بنیادی طور پر خطرات سے آگاہی اور خطرات سے نمٹنے کے لیے ممکنہ تجاویز بھی پیش کی جاتی ہیں جو خواب کا حصہ ہوتی ہیں۔ ان خوابوں کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ خواب دیکھنے والا مکمل طور پر خواب کے حصار میں گرفتار ہوتا ہے اور اسے ہر خطرہ اور پریشانی ایسے ہی محسوس ہو رہی ہوتی ہے جیسے عام روزمرہ زندگی میں ہوتی ہے۔ اس لیے فرد خواب اور عام زندگی کے درمیان کی لیئر کو بھول جاتا ہے اور اس کا دھیان اسے نہیں رہتا۔ ریونسو نے اپنے مریضوں کی زندگی سے ان واقعات کی جانچ پرت کی ہے جو فرد کی زندگی میں رونما ہوئے ہیں۔

بنیادی طور پر ایسے لوگ جو عام زندگی میں مختلف پریشانیوں اور خطرات میں گھرے رہتے ہیں۔ انہیں بھی لاشعوری طور پر ایسے خواب آتے ہیں جو کہ کے قریب ہوتے ہیں ایسے خوابوں کے آنے کی وجہ زندگی کے اہم واقعات میں خطرات کا پیش آنا ہے جس کی وجہ سے فرد کا دماغ کہیں نہ کہیں ان واقعات سے متاثر ہوتا

ہے اور یہ متاثرہ واقعات بنیادی طور پر انسان کی خواب کی زندگی میں نمودار ہوتے ہیں اور اپنا اثر دکھاتے ہیں۔ ریونسو کے مطابق یہ فطری عمل ہے اور اس فطری عمل سے ہی اس کی جڑوں تک پہنچا جا سکتا ہے چونکہ خواب کا عمل روزمرہ زندگی کے واقعات سے جڑا ہوتا ہے۔ اس لیے ایسے خوابوں کا آنا فرد کو مختلف خطرات سے اگاہی کا سبب بھی بنتا ہے۔ بہت سے لوگوں سے یہ کہتے سنا ہو گا کہ ہم خواب میں آنے والے خطرات کو دیکھ لیتے ہیں یا کوئی بھی طالب علم پیپر دینے کے بعد خواب میں اس کے نتائج دیکھتا رہتا ہے۔

بنیادی طور پر انسان کا لاشعوری عمل ان واقعات میں سے ان چیدہ چیدہ معلومات کو جمع کرتا ہے جس کی وجہ سے انسانی ذہن کے متاثر ہونے کا خطرہ ہے۔ ایسے واقعات جو فرد کی زندگی میں کسی نہ کسی طرح سے تھریٹ پریشانی پیدا کرتے ہیں ۔ وہ خواب لاشعور کا حصہ بن کر اپنے اثرات کو واضح کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تھریٹ سٹیمولیشن بنیادی طور پر ایسے خوابوں کا مطالعہ کرتی ہے جو فرد کی زندگی کے ایسے واقعات جن سے اس کا ذہن متاثر ہوتا ہے۔ انہی کو خواب میں مختلف صورتوں میں دیکھتا ہے۔ یہ عمل کسی بھی فرد کے لیے تکلیف کا باعث ہو سکتا ہے۔

تھریٹ سٹیمولیشن بنیادی طور پر کسی بھی فرد کو وہ بنیاد فراہم کرتی ہے جس پر چلتے ہوئے وہ اپنے ایسے خوابوں اور واقعات تک رسائی حاصل کرتا ہے جو اس کے دماغ کو متاثر کرتے ہیں ۔ تھریڈ سٹیمولیشن کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ تھیوری بنیادی طور پر ایسے منفی عوامل کا مطالعہ کرتی ہے جو انسان کی زندگی میں رونما ہوئے ہیں اور ایسے منفی اثرات جب بھیس بدل کر خوابوں میں آتے ہیں ۔ یہ اپنے اظہار کے لیے مختلف طریقہ ہائے کار وضع کرتے ہیں جس سے فرد مزید ڈر جاتا ہے اور اس کا دماغ اسے خطرات سے نمٹنے کے لیے کئی طرح کے سولیوشن دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ تھریٹ سٹیمولیشن کے تحت ایسے خوابوں کا گہرائی سے مطالعہ کیا جا سکتا ہے اور ان کی علامات کو سمجھتے ہوئے فرد کی روزمرہ زندگی جس میں مختلف طرح کے ذہنی مسائل حائل ہو رہے ہیں ان کو روکا جا سکتا ہے یہ اسی صورت ممکن ہے کہ خواب دیکھنے والا اپنی زندگی سے ہم آہنگ کر سکے اور اس میں سے نتائج نکال سکے جو اس کی زندگی کو بہتر کرنے کے لیے ضروری ہیں ۔

The recently proposed threat simulation theory (TST) states that dreaming about threatening events has a biological function. In the past few years, the TST has led to several dream

content analysis studies that empirically test the theory. The predictions of the TST have been investigated mainly with a new content analysis system, the Dream Threat Scale (DTS), a method developed for identifying and classifying threatening events in dreams. In this article we review the studies that have tested the TST with the DTS. We summarize and reevaluate the results based on the dreams of Finnish and Swedish university students, traumatized and nontraumatized Kurdish, Palestinian, and Finnish children, and special dream samples, namely recurrent dreams and nightmares collected from Canadian participants.(۱)

بنیادی طور پر خوابوں کا مطالعہ کیا جائے تو مختلف طرح کے خواب فرد دیکھتا ہے اور اس میں معنویت کی تلاش کو ضروری سمجھتا ہے۔اس کی اہم مثال یہ ہے کہ قدیم دور میں بھی بادشاہوں نے اپنے خوابوں کی تفہیم و تعبیر کے لیے ایسے لوگوں کو اپنے ساتھ رکھا ہوتا تھا جو خوابوں کی تعبیر کرنا جانتے ہیں یعنی وہ لوگ بھی خوابوں کی اہمیت سے واقفیت رکھتے تھے اور اپنی زندگی میں ان کو خاصی اہمیت دیتے تھے۔ یہی اہمیت جدید دور تک چلتے چلتے آج نفسیات کے دائرہ کار میں داخل ہو چکی ہے۔اس دائرہ کار میں رہتے ہوئے خوابوں کی تفہیم کا عمل انسان کو نت نئے مسائل اور موضوعات سے اگاہ کر رہا ہے۔خوابوں کی مختلف اقسام میں بنیادی طور پر ایسے خواب شامل تھے جو کسی نہ کسی خطرے سے آگاہ کرتے تھے لیکن اس حوالے سے جدید نفسیات میں ریونسو کی تحقیق نے اس تھیوری کو آگے بڑھایا اور انسان کی زندگی میں انے والے ایسے خوابوں کا مطالعہ کیا جو کسی نہ کسی خطرے کو ظاہر کرتے تھے۔

بنیادی طور پر ریونسو نے اپنی تحقیقات میں ایسے مریضوں کی کیس ہسٹری کو شامل کیا ہے جن کی زندگی خوابوں کی وجہ سے مختلف مسائل کا شکار تھی اور ان میں بیشتر مسائل ایسے تھے جو کسی نہ کسی خطرے پریشانی کو ظاہر کرتے تھے۔ان مریضوں کہ ایسے واقعات کو علیحدہ کر کے ان کا مطالعہ کیا گیا ۔جہاں سے اس تھیوری کے وہ خدوخال نمایاں ہوئے جو اس کی وضاحت کرتے تھے ریوننسو نے اپنی تحقیقات میں ایسے

خوابوں کو نہ صرف اہمیت دی ہے بلکہ ان کو انسانی زندگی کا اہم ذریعہ جانا ہے جس سے کوئی بھی فرد اپنے لاشعور میں چھپے ہوئے واقعات کو جانتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

تھریڈ سٹیمولیشن تھیوری کے تحت خوابوں کا مطالعہ مختلف صورتوں میں کیا جا سکتا ہے اور خوابوں کی وضاحت کے لیے اس نظریے سے اہم معلومات اخذ کی جا سکتی ہیں جو کسی بھی فرد کی متاثرہ نفسیات کو بہتر کرنے کے لیے کارگر ثابت ہو سکتی ہے۔ اس حوالے سے تھریٹ سیمولیشن تھیوری کی اہم خصوصیات کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے جس سے واضح ہو گا کہ تھریڈ سٹیمولیشن تھیوری کے تحت کس طرح کے خواب آتے ہیں اور کس صورتحال میں تھریٹ سٹیمولیشن تھیوری کے تحت خوابوں کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

اس فکر کی مبادیات کو سمجھنے کے لیے درج ذیل نکات اہم ہیں۔

ا۔ ایسے خواب جن میں تھریٹ سٹیمولیشن کے اثرات کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ ایسے خواب عموماً فرد کو ایسی صورتحال میں آتے ہیں کہ وہ منظم انداز میں خواب کے عمل سے جڑتا ہے اور خواب میں وہ جانتا ہے کہ وہ خواب دیکھ رہا ہے۔ بنیادی طور پر یہ ایسے خواب ہیں جو آگاہی کے ساتھ ساتھ تھریٹ کو بھی ظاہر کرتے ہیں یعنی انسان یہ جانتے ہوئے کہ میں خواب میں ہوں پھر بھی خوفزدہ ہوتا ہے اور مختلف عوامل اس کے ذہن پر اثر انداز ہو رہے ہوتے ہیں ۔بنیادی طور پر ایسے خواب انسانی زندگی کے حوالے سے ایسے اثرات کو واضح کرتے ہیں جس نے کسی نہ کسی سطح پر انسانی ذہن کو متاثر کیا ہے۔ یہ عمل چونکہ لاشعوری طور پر کارفرما ہوتا ہے۔ اس لیے فرد اس کے حوالے سے اگاہی نہیں رکھتا اور نہ ہی اپنے خوابوں کو اتنی تفصیل سے جان پاتا ہے کہ یہ کیوں آرہے ہیں اور اس کی وجہ کیا ہے۔

بنیادی طور پر نفسیا ت دان جو کہ خوابوں کا مطالعہ کرنے کا ماہر ہوتا ہے۔ وہ تحلیل نفسی کے ذریعے فرد کے لاشعوری عمل سے ایسے واقعات کو سامنے لاتا ہے جس کا تعلق خواب کے ساتھ اور اس کی علامات کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے۔ فرد اپنی زندگی میں خود ان واقعات تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ اس کے پاس لاشعوری عمل کو جانچنے اور سمجھنے کے لیے کوئی ایسا پیمانہ موجود نہیں ہے۔ ماہر نفسیات بنیادی طور پر فرد کی متاثرہ نفسیات کو سمجھتے ہوئے خواب کی ممکنہ تعبیرات سے اسے آگاہ کرتا ہے جس سے فرد کا ذہن اپنے الجھے ہوئے تانو بانو کو درست کرتا ہے اور آہستہ آہستہ وہ واقعات جو کہ اس کے ذہن پر منفی طریقے سے اثر انداز ہو رہے ہوتے ہیں رک جاتے ہیں بلکہ فرد ان کو سمجھتے ہوئے اپنی زندگی سے باہر نکال دیتا ہے۔ یہی عمل تھریٹ

سٹیمو لیشن کو کار گر بناتا ہے اور فرد کی زندگی کو بہتر کرنے میں اس کا معاون ثابت ہوتا ہے۔ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں۔

"تشویشی خوابوں کا تعلق فرد کے لاشعور کے ساتھ ہوتا ہے جہاں فرد لاشعوری عمل کو خواب کے ذریعے اپنے شعور تک آتے ہوئے محسوس کرتا ہے بنیادی طور پر یہ تشویشی عمل تھریٹ کے اثرات کو واضح کرتا ہے۔ تشویش کئی طرح کے خدشات سے فرد کو دوچار کرتی ہے جس کو سامنے لانے کے لیے تحلیل نفسی کے طریقہ ہائے کار کو استعمال کیا جاتا ہے اور ان علامات کو سامنے لایا جاتا ہے جو تشویش کے اثرات کو واضح کرتی ہیں۔"(۲)

۲۔ تھریڈ سٹیمو لیشن تھیوری کے تحت فرد خطرناک واقعات کو جب خواب میں دیکھتا ہے تو اس کے اندر خوف کے جذبات پیدا ہوتے ہیں ۔یہ خوف کے جذبات بنیادیں طور پر خواب کے اثر کی وجہ سے سامنے آتے ہیں اور اس کے پس منظر میں ایسے واقعات موجود ہوتے ہیں جو پہلے زندگی میں رونما ہو چکے ہوتے ہیں ۔فرد کے دماغ نے ان واقعات کو کہیں نہ کہیں جمع کر کے لاشعور کے حصے میں رکھ دیا ہوتا ہے جہاں ان کی افزائش ہوتی ہے اور یہ فرد کی نفسیات کو متاثر کرتے ہیں جس کے اثرات روزمرہ زندگی میں بھی نظر آتے ہیں۔اس لیے ہی فرد کسی ماہر نفسیات سے رابطہ کرتا ہے۔بنیادی طور پر ایسے واقعات جو کہ پس منظر میں موجود ہوتے ہیں اہمیت کے حامل ہیں ۔خواب بنیادی طور پر ان تھریٹ کی علامات کو واضح کرتا ہے اور یہی علامات بنیادی طور پر ان پس منظر میں موجود واقعات کا پتہ دیتی ہے جس سے کوئی بھی نفسیات دان ان واقعات تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے مریض کے لاشعوری عمل سے ان واقعات کو سامنے لاتا ہے۔

لاشعوری عمل کے ذریعے آنے والے واقعات سے آگاہی بنیادی طور پر فرد کی زندگی کے متاثرہ حصے کو دوبارہ سے ریپیئر کر دیتی ہے اور فرد واقعات کو جاننے کے بعد ایک گہرا سکون محسوس کرتا ہے۔اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ جن واقعات کو میں بھلا چکا تھا۔دماغ نے ان ہی واقعات کے اثرات کو سامنے لایا ہے اور ہمارے جدید معاشروں میں ایسے مسائل عام طور پر نظر آتے ہیں انسانی ذہن جن پیچیدگیوں سے نبرد آزما ہوتے ہوئے آگے بڑھ رہا ہے تو انسان کا ذہن بھی ان پیچیدگیوں کا شکار ہوتا ہے اور بہت سے واقعات جو کہ عام زندگی میں حیثیت نہیں رکھتے۔لاشعوری عمل میں داخل ہونے کے بعد اہمیت اختیار کر جاتے ہیں اور اپنی رسائی خوابوں

کے ذریعے فرد تک کرتے ہیں تاکہ ان کو حل کیا جاسکے اور اس کے لیے اہم ذریعہ نفسیات دان ہیں جو کہ اس عمل کو گہرائی سے سمجھتے ہیں اور اپنے مریض کو مشکلات سے چھٹکارا دلاتے ہیں۔ڈاکٹر نعیم احمد لکھتے ہیں۔

"اعصابی تشویش ایک اور صورت میں بھی نمودار ہوتی ہے۔ایسی صورت میں مریض شدید اور غیر معقول خوف کا شکار ہو جاتا ہے۔اصطلاح میں اسے ترسیمہ کی یا فوبیا کہا جاتا ہے فوبیا کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مریض کسی شے سے اس حد تک خائف ہو جاتا ہے کہ دیکھنے والا حیران رہ جاتا ہے کہ کس شے سے اس حد تک خوفزدہ ہونے کی وجہ کیا ہے۔۔۔فوبیا کا مرض لاشعوری طور پر کسی ناسودہ خواہش کی تسکین چاہتا ہے کوئی خارجی شے اس خواہش کی ایک علامت بن جاتی ہے یا اس کی تحریک کو انگاہٹ کا باعث بنتی ہے۔"(۳)

جدید نفسیات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ایسے خوابوں کی وجہ سے مختلف طرح کے فوبیا کا شکار فرد کسی نہ کسی صورت میں ہو جاتا ہے۔بنیادی طور پر یہ عمل خواب کے عمل کے بعد اس قدر تقویت حاصل کر لیتا ہے کہ حقیقی زندگی شدید متاثر ہوتی ہے اور فرد خوف کا شکار ہوتا ہے۔یہ خوف حقیقی زندگی میں مختلف طرح سے فرد کو پریشان کرتے ہیں جس کی وجہ سے اسے سائکیٹرسٹ کی ضرورت ہوتی ہے۔ریونسو بنیادی طور پر ایسے ہی افراد کی مدد کرنا چاہتے ہیں اور انہیں تھریٹ سٹیمولیشن کے تحت مختلف خوابوں کے اثرات اور اس کے عملی زندگی پر اثرات کو واضح کرتے ہیں۔جدید اردو افسانے میں ایسے کئی خوابوں کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے جو تھریٹ کے اثرات کو واضح کرتے ہیں۔

۳۔ بنیادی طور پر تھریٹ سٹیمولیشن تھیوری کے تحت انسان کو اپنی زندگی میں جو خواب آتے ہیں ان کا تعلق کسی نہ کسی طرح سے فرد کی زندگی سے جڑا ہوتا ہے۔اس لیے ہم انہیں حقیقت پسندانہ خواب کہتے ہیں جو کہ ہماری زندگی سے تعلق رکھتے ہیں ۔ایسے خواب بنیادی طور پر زندگی کے ان واقعات سے آگاہی دیتے ہیں جن میں کسی نہ کسی طرح سے تھریٹ پریشانی یا صدمے کی کیفیت نمایاں ہو۔بنیادی طور پر انسان کی زندگی میں ایسے کئی واقعات رونما ہوتے ہیں جس میں اسے حقیقی زندگی میں صدمہ،خوف یا ڈر محسوس ہوتا ہے۔

یہ عوامل بنیادی طور پر فرد کے دماغ کو متاثر کرتی ہیں اور ان کو لاشعور میں منتقل کر دیتی ہیں۔لاشعور میں یہ نمو پاتے ہیں اور اپنے اظہار کے نئے نئے طریقے ڈھونڈتے رہتے ہیں اور خوابوں میں بھیس بدل بدل کر داخل ہوتے رہتے ہیں۔بنیادی طور پر ان خوابوں میں چھپی ایسی علامات کو واضح کرنا اور ایسے واقعات کو سمجھنا

ہی اہم ہوتا ہے جس سے فرد کے پس منظر میں بیٹھے ہوئے ڈر خوف کی کیفیت کو دور کیا جا سکتا ہے۔ایسے خواب بنیادی طور پر ماضی سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ان خوابوں میں کئی ایسے خواب بھی موجود ہوتے ہیں جن کا تعلق مستقبل کے خطرات سے ہوتا ہے۔فرد اپنے مستقبل میں پیش آنے والے خطرات کو پہلے سے بھانپ لیتا ہے۔ یہ لاشعوری عمل بنیادی طور پر فرد کو آگاہ کرتا ہے اور اپنے مسائل کو سمجھنے کا نئے طریقے سے موقع دیتا ہے۔

تھریڈ سٹیمولیشن کا یہ عمل بالکل فطری عمل کے جیسا ہے اس لیے کہ ہماری ذہنی زندگی کے حوالے سے ماضی کا جو علم موجود ہے جدید نفسیات نے ایسے موضوعات کو ابھارا ہے اور اسے سمجھنے کے لیے طریقہ کار وضع کیے ہیں ۔ماضی میں ایسے معاملات سے نمٹنے کے لیے بھی کئی طرح کے عمل موجود تھے لیکن وہ عمل اتنے کارگر ثابت نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی عام لوگ ان تک رسائی حاصل کرتے تھے بلکہ یہ عمل مخصوص لوگوں کے لیے ہوتے تھے جو خواب کی تعبیرات کے حوالے سے اہم تھے لیکن جدید نفسیات نے اس علم کو مزید آگے بڑھایا ہے اور فرد کی زندگی کو سمجھنے اور اس کے معاملات کو حل کرنے کے لیے طریقہ کار وضع کیے ہیں۔

۴۔ تھریٹ سٹیمولیشن تھیوری میں ہمیشہ اس بات کی وضاحت کی جاتی ہے کہ خوابوں میں انے والے خطرات حقیقت پسندانہ ہوتے ہیں اور ان سے بچنے کے لیے مناسب رد عمل کا انتخاب ضروری ہے۔بنیادی طور پر تھریٹ سٹیمولیشن اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ خواب میں آنے والے خطرات کسی ایسی دنیا کے نہیں ہوتے جو دیکھی ہوئی نہ ہو بلکہ ہمارے روزمرہ زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔عام طور پر تھریٹ سٹیمولیشن میں ایسے خوابوں کے متعلق تفصیل سے تحقیق کی گئی ہے جو کہ ہماری زندگی کے حقیقی خطرات سے ہمیں آگاہ کرتی ہے۔

بنیادی طور پر خواب میں انے والے خطرات حقیقی زندگی کو بہتر کرنے کا ذریعہ ثابت ہو سکتے ہیں اور یہی عمل خواب کے ذریعے کوئی بھی فرد محسوس کرتا ہے۔اس عمل کو نہ سمجھتے ہوئے کئی افراد خوف اور دہشت کا شکار ہو جاتے ہیں جس سے ان کی ذہنی نفسیات متاثر ہوتی ہے اور وہ اپنے عمل کو نہ سمجھنے کے باعث مختلف مشکلات کا سامنا کرتے ہیں۔اس عمل کو بہتر طریقے سے سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ خوابوں کی تعبیر کو جدید نفسیات کے ذریعے کھول کر دیکھا جائے۔ان خوابوں کی علامات اور ان میں موجود مواد کی جانچ پرکھ کے لیے ماضی کے ایسے واقعات کو یاد کرنا جو کہ اس خواب سے تعلق رکھتے ہوں فرد کے لیے ناممکن ہوتا ہے۔اس کے

لیے اسے معالج کی ضرورت پڑتی ہے جو کہ اس کے لاشعوری عوامل کا جائزہ لے۔یہی لاشعوری عوامل اور اس میں پوشیدہ علامات خواب کے حقیقی واقعات تک لے کر جاتے ہیں۔ تھریٹ سٹیمولیشن تھیوری بنیادی طور پر اسی بات کی وضاحت کرتی ہے کہ عام زندگی میں پیش آئے واقعات خوابوں کی تفہیم کے لیے اہم ہوتے ہیں۔

تھریڈ سٹیمولیشن تھیوری میں دھمکی میز خوابوں کا تذکرہ خوبی کے ساتھ کیا جاتا ہے۔اس لیے کہ تھریٹ سٹیمولیشن ایسے ہی خوابوں کا مطالعہ کرتی ہے دھمکی امیز خواب بنیادی طور پر ڈرانے سے تعلق رکھتے ہیں جس سے فرد مکمل طور پر ڈر جاتا ہے اور ذہنی صحت کے متاثر ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔بنیادی طور پر یہ خواب حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں اور فرد کو اپنی حقیقی زندگی کے ساتھ ملا کر ان کی تفصیل جب معلوم ہوتی ہے تو وہ ان خطرات کو پہلے سے ہی بھانپ لیتا ہے جو اس کی زندگی میں آنے والے ہوتے ہیں ۔تھریٹ سٹیمولیشن تھیوری بنیادی طور پر لاشعوری عوامل اور روزمرہ زندگی کے عوامل کے درمیان پردے کو ہٹا دیتی ہے جس سے واقعات کو سمجھنے اور خواب میں بیتے ہوئے عوامل کا تجزیہ کرنے میں معاون ہوتے ہیں۔ تھریڈ سٹیمولیشن بنیادی طور پر اس نظام کو منظم طریقے سے سمجھنے کا موقع دیتی ہے اور دیگر عوامل جو کہ فرد کی زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔ان کا تجزیہ کرتی ہے اسی سے ہی تھریڈ سٹیمولیشن کے اہم نتائج واضح کیے جاسکتے ہیں جو کسی مریض کی نہ ہموار زندگی کو درست کرنے کے لیے اہم ہو سکتے ہیں۔

جدید نفسیات میں تھریڈ سٹیمولیشن ایک اہم موضوع ہے جس پر کئی طرح کی تحقیقات کی گئی ہیں، جدید نفسیا ت دانوں نے اس حوالے سے کئی طرح کی تحقیقات پیش کی ہیں ۔بنیادی طور پر ایسے خواب انسان کی فکری زندگی کو متاثر کرتے ہیں اور کچھ منفی عناصر بھی اس میں شامل ہو جاتے ہیں جو انسان کی ذہنی صحت کے لیے خطرے کا باعث ہوتے ہیں۔بنیادی طور پر ان خطرات سے بچانے کے لیے مریض کہ لاشعوری عمل تک رسائی حاصل کرنا ہوتی ہے جس سے ایسے واقعات سامنے آتے ہیں جو کہ مریض بھی نہیں جانتا کہ میں نے کیوں بیان کیے ہیں ایسے واقعات ہی بنیادی طور پر ایسے واقعات ہی تھریٹ سٹیمولیشن میں اہم ثابت ہوتے ہیں جو کہ مریض کی ذہنی صحت کو بگاڑ دیتے ہیں۔

۵۔ ریونسو نے تھریٹ سٹیمولیشن تھیوری کے پس منظر میں کئی ایسی باتوں کو بیان کیا ہے جو کہ ان کی تھیوری کے معاملات کو تفصیل سے دیکھنے کا موقع دیتی ہے۔ریونسو تھریڈ سٹیمولیشن کے تحت فرد کی ذہنی حالت کے ساتھ ساتھ ان حالات اور جگہ کا بھی تذکرہ کرتا ہے جہاں پر فرد زندگی گزار رہا ہے۔بنیادی طور پر

فرد کبھی کبھی ایسے ماحول میں رہ رہا ہوتا ہے جہاں اس کے ذہن میں مختلف طرح کے خطرات نمایاں نظر آرہے ہوتے ہیں اور اس کی زندگی کو متاثر کرتے ہیں ۔بنیادی طور پر ہمارے ہاں ایسا کلچر جس میں ازادانہ فضا نہ ہو اور لوگ اپنے معاملات زندگی ایک دوسرے سے زیادہ تفصیل کے ساتھ ڈسکس نہ کرتے ہوں وہاں پر کئی طرح کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

ریونسو کا کہنا یہ ہے کہ ہمارے یہاں غیر صحت مند معاشرے بھی موجود ہیں جو کہ ذہنی صحت کو خراب کرنے کا اہم ذریعہ ہے۔ فرد صرف اس ماحول سے دور ہو جائے اور ایک ایسے ماحول میں رہنا شروع ہو جہاں صحت مند ذہنی فضا موجود ہے تو اس کے اندر کئی طرح کی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں اور وہ ان تھریٹ اور خدشات سے باہر آ ہے جو کہ اس کی زندگی کو متاثر کر رہی ہوتی ہیں۔ اس لیے ریونسو ہمارے یہاں غیر صحت مند معاشروں پر بھی سوالیہ نشان اٹھاتے ہیں اور اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ جس طرح کوئی بھی شخص ذہنی طور پر بیمار ہو سکتا ہے۔ اسی طرح سے کئی معاشرے بھی ذہنی طور پر بیمار ہیں جن کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے ہاں بہت مسائل ہمارے کلچر سماج اور غیر صحت مند ذہنی معاشرے کی وجہ سے سامنے ارہے ہیں۔

بنیادی طور پر اس بات کی اہمیت کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کسی بھی کلچر سماج میں ایسی عادات موجود ہیں جو کہ نفسیاتی طور پر قوم کو غیر صحت مند نظام کی طرف دھکیل رہی ہیں تو انہیں بھی درست کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے افراد کی ذہنی صحت بہتر ہو گی اور معاشرے میں ایسے لوگوں کی تعداد کم ہو جائے گی جو ذہنی بیماری کا شکار ہوتے ہیں بنیادی طور پر ریونسو اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ ہمارے خواب ہماری ارد گرد کی زندگی سے بھی پوری طرح جڑے ہوتے ہیں ۔ اس کا اثر کسی نہ کسی طرح سے خواب کی زندگی پر ضرور پڑتا ہے جس سے فرد متاثر ہوتا ہے۔ ان باتوں کو تفصیل سے سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم فرد کی ذہنی صحت کے ساتھ ساتھ معاشرے کی ذہنی صحت پر بھی توجہ دیں اور ایسے عوامل کو اپنے سماج کلچر اور رسومات سے علیحدہ کر دیں جو کہ غیر صحت مند ذہنی زندگی کی طرف لے کر جاتے ہیں۔

تھریٹ سٹیمولیشن تھیوری کے حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ جدید نفسیات میں ایسے موضوعات کو اہمیت دی جانے لگی ہے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اردو ادب میں ۱۹۳۰ کے بعد جدید نفسیات کے تراجم کی امد کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ یہاں پر بھی فرائیڈ، ژونگ، ایڈلر اور ایسے کئی نفسیات

دانوں کے نظریات پہنچ چکے تھے جو کہ اردو پڑھنے والوں کے لیے علم کا ذریعہ ثابت ہوئے اور اس کو پڑھتے اور سمجھتے ہوئے۔ انہوں نے کئی طرح کا ادب تخلیق کیا تھریڈ سٹیمو لیشن کی تھیوری کے تحت صرف افسانے اور ناول ہی نہیں لکھے گئے بلکہ ان حوالوں سے شاعری میں جدید نظم نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے اور ایسے موضوعات پر کئی طرح کی جدید اردو نظمیں بھی لکھی گئی ہیں لیکن زیادہ تر ایسے موضوعات پر ناول اور افسانے درج کیے گئے ہیں۔ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں۔

"نفسیاتی تنقید مغربی اثرات کی مرہون منت ہے اس سے انکار نہیں لیکن اردو ناقدین نے انکھیں بند کر کے مغرب کی ہر بات کو درست تسلیم نہ کیا چنانچہ اردو کے نفسیاتی تنقید میں ایسے صاحب نظر حضرات کی کمی نہیں جنھوں نے مسائل و مباحث کے نفسیاتی متعلق کے سلسلے میں اپنے ہاں کی مخصوص ادبی صور تحال روایات اور اصناف کے مخصوص مزاج کو بطور خاص ملحوظ رکھا ہے ہمارے یہاں کے بیشتر ناک دین نے نفسیاتی نظریات کو اندھے کی لاٹھی نہ بتایا بلکہ اس کی حدود کو مد نظر رکھا اور نظریات کے اطلاق میں غلو سے کام نہ لیا۔"(۴)

جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ قیام پاکستان کے بعد آنے والے افسانہ نگاروں نے جدید نفسیات کے حوالے سے کئی طرح کے افسانے تحریر کیے ہیں۔ جدید اردو افسانے کا ایک اہم موضوع خواب رہا ہے اور خواب کے حوالے سے کئی طرح کے افسانے تحریر کیے گئے ہیں۔ ایسے افسانوں میں اسلامی خواب کے حوالے سے کئی افسانے تحریر کیے گئے ہیں جو سریندر پرکاش کے یہاں بھی موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ خواب اور تھریڈ سٹیمو لیشن کے حوالے سے ۱۹۶۰ کے بعد لکھنے والے افسانہ نگاروں نے کئی طرح کے افسانے تحریر کیے ہیں ۔

بنیادی طور پر جدید نفسیات نے اردو ادب کے موضوعات میں نمایاں اضافہ کیا ہے۔ اس لیے کہ خواب پہلے بھی اردو افسانے کا اہم موضوع رہے ہیں لیکن اب خواب کو جن موضوعات کے حوالے سے تحریر کیا جارہا ہے جو زیادہ تر جدید نفسیات کے مسائل کو سامنے لاتے ہیں۔ یہ صرف اردو ادب کے حوالے سے نہیں جدید ادب میں بھی جدید نفسیات کو ایسے ہی موضوع بنایا جارہا ہے۔ جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو رشید امجد، احمد جاوید، سریندر پرکاش، منشایاد اور کئی افسانہ نگاروں نے اس موضوع کے حوالے سے افسانے تحریر

کیے ہیں ۔ان کے یہاں کئی ایسے افسانے موجود ہیں جو کہ تھریڈ سٹیمو لیشن کی تھیوری کی وضاحت کرتے ہیں ۔ان افسانوں کی تفصیل زیادہ تر جدید نفسیات کے حوالے سے تحریر کی گئی ہے۔

بنیادی طور پر جیسے جیسے ان موضوعات کا علم ہوا ہمارے یہاں کے لکھنے والوں نے بھی ان موضوعات کو تخلیقی سطح پر بھرتا اور اپنے معاشرے کے ایسے کرداروں کا جائزہ لیا جو کہ تھریٹ سٹیمولیشن تھیوری کے تحت ذہنی طور پر مختلف بیماریوں کا شکار تھے۔ بنیادی طور پر ذہنی بیماریاں بھی جسمانی بیماریوں کی طرح ہوتی ہیں جن کا خیال نہ رکھا جائے تو یہ بڑھتی رہتی ہیں ۔ تھریٹ سٹیمولیشن کی تھیوری بنیادی طور پر ایسے ذہنی عوامل کی نشاندہی کرتی ہیں جو انسانی ذہن پر منفی اثرات ڈالتے ہیں ۔یہی منفی اثرات بنیادی طور پر ذہنی خلفشار کا ذریعہ بنتے ہیں اور انسان کو صحت مند زندگی سے ہٹا کر غیر صحت مند زندگی کی طرف لاتے ہیں۔

تھریٹ سٹیمولیشن تھیوری کے تحت لکھے گئے افسانے بنیادی طور پر ہمارے معاشرے کے ایسے افراد کو نمایاں کرتے ہیں جو کسی نہ کسی سطح پر خواب کے عمل میں ذہنی طور پر متاثر ہوئے ہیں اور ان عوامل کی وجہ سے فرد کی روزمرہ زندگی متاثر ہوئی ہے۔ بنیادی طور پر ایسے افسانے اپنے معاشرے سے آگاہی دیتے ہیں اور یہاں کے لوگوں کے رویے اور ان کی صحت کے حوالے سے بھی ان کی وضاحت کرتے ہیں۔ ادب بنیادی طور پر معاشرے کے ایسے مسائل کو حل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے فزیکلی سامنے نظر تو نہیں آرہے لیکن ذہنی طور پر کئی مسائل کا حل انہی سے ہی نکالا جاسکتا ہے کیونکہ اسی کے ذریعے ہی کسی فرد کے لاشعوری عمل تک رسائی حاصل ہوتی ہے اور وہاں سے متعلقہ واقعات کو درست کیا جاتا ہے جب فرد ان عوامل کو سمجھنے لگتا ہے تو ذہنی خلفشار دور ہوتے ہیں اور فرد ذہنی صحت کی طرف گامزن ہوتا ہے۔ جدید اردو افسانہ کئی طرح سے ایسے موضوعات کو پیش کرتا ہے جو کسی نہ کسی سطح پر فرد کو متاثر کر رہے ہیں۔

تھریٹ سٹیمولیشن تھیوری کے تحت درج ذیل نکات اہم ہیں جن کے تحت جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے گا۔

۱۔ خطرات سے آگاہی

۲۔ دماغ کا فائٹ یا فلائٹ سیکشن

۳۔ منفی خواب

۴۔خوابوں کی ارتقائی خصلت

## ا۔خطرات سے آگاہی:

جدید اردو افسانے میں تھریڈ سٹیمو لیشن تھیوری کے تحت کئی افسانے تحریر کیے گئے ہیں۔بنیادی طور پر تھریٹ سٹیمو لیشن کی تھیوری ایسے خوابوں کو موضوع بناتی ہے جس میں کسی خطرے خوف یا دہشت کا بیان ہو جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ سریندر پر کاش منشایات اور احمد جاوید کے یہاں کئی ایسے افسانے موجود ہیں ۔ تھریٹ سٹیمو لیشن تھیوری کے بنیادی عناصر کو بیان کرتے ہیں۔ ان افسانوں کا بنیادی نقطہ نظر خواب میں کسی ایسے واقعے کا شکار ہونا ہے جس سے دہشت خوف کے اثرات پیدا ہوں۔

بنیادی طور پر ایسے افسانے کسی ایسے معمے کو بیان کرتے ہیں جو حقیقی واقعات میں تو موجود نہیں ہوتا لیکن کردار کی باطنی پرتوں کے اندر کئی ایسے واقعات موجود ہوتے ہیں پس منظر کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس حوالے سے ریونسو کی تحقیقات کا مطالعہ کیا جائے تو وہ ایسے واقعات کا ذمہ دار کئی ایک واقعات کو سمجھتا ہے۔بنیادی طور پر ریونسوں کی تحقیقات ایسے کرداروں کے حوالے سے بتاتی ہیں کہ کوئی بھی کردار اپنے ارد گرد سے ایسا مواد اخذ کرتا ہے جو اس کی ذہنی صحت کے لیے مفید نہیں ہوتا ایسا مواد بنیادی طور پر شعور کی پابندی کی وجہ سے لاشعوری عمل میں داخل ہو جاتا ہے۔اس لیے کہ ہماری سوسائٹی میں مختلف موضوعات اور مختلف سماجی معاملات کو اتنا واضح انداز میں بیان نہیں کرتی جس کی وجہ سے کردار کئی طرح کی ذہنی رنجشوں کا شکار ہو جاتا ہے۔

بنیادی طور پر یہ رنجشیں کردار کو اپنے اپ اور سوسائٹی سے ہوتی ہیں ان کے بارے میں آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے یہی معاملات خواب میں نمودار ہوتے ہیں جو بھیس بدل کر ایسے خطرے کی علامات کو واضح کرتے ہیں جو خواب دیکھنے والے کو ڈرا دیتا ہے اور کئی طرح کے خوف جو اس کے اندر موجود ہوتے ہیں سطح پر آ جاتے ہیں ب۔ نیادی طور پر ایسے مسائل کا شعور کی سطح پر آ جانے سے حقیقی زندگی میں کئی طرح کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے سائیکیٹرسٹ کی ضرورت پڑتی ہے جو کہ خواب دیکھنے والے کے لاشعوری عمل میں جھانک کر ان واقعات کا پتہ لگائے جس کی وجہ سے اس کی ذہنی صحت متاثر ہوئی ہے ۔جدید اردو

افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو سریندر پرکاش کا اس حوالے سے لکھا گیا افسانہ پوسٹر اور خواب سورت اہم افسانے ہیں۔ اسی طرح منشایاد کے یہاں دوپہر اور جگنو کوئی نہیں ہے اسی حوالے سے لکھے گئے افسانے ہیں۔

## ۲۔ دماغ کا فائٹ اور فلائٹ سیکشن:

تھریٹ سٹیمولیشن کے تحت خواب میں فائٹ اور فلائٹ کا سیکشن ہر فرد کے ذہنی عمل کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر کچھ خواب ایسے ہوتے ہیں جو حقیقت کو اس طرح پیش کرتے ہیں کہ خواب دیکھنے والا اسے کسی بھی صورت میں قبول نہیں کر سکتا۔ وہ ان سے خوفزدہ ہوتا ہے اور خواب میں دکھائے گئے عمل سے ذہنی طور پر لڑتا رہتا ہے اور اس سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس عمل میں نکلنے کی کوشش فائٹ سیکشن کہلاتی ہے جس میں وہ اپنی ہی مخصوص مخصوص فکر کے ساتھ ذہنی طور پر لڑتا رہتا ہے اور اسے قبول نہ کرتے ہوئے نئے راستے نکالنے کی کوشش کرتا ہے لیکن فائٹ سیکشن کا گرداب اسے کسی بھی صورت ذہنی عمل سے باہر نہیں انے دیتا اور تھریٹ کے اثرات کو مزید بڑھاتا رہتا ہے۔ ایسے خواب میں عموما ایسا ہوتا ہے کہ خواب دیکھنے والا اس بات سے اشنا ہوتا ہے کہ وہ خواب دیکھ رہا ہے لیکن خواب کے عمل کو قبول نہیں کر رہا ہوتا جس کی وجہ سے خواب میں فکری انتشار بڑھتا رہتا ہے اور خواب میں دیکھے گئے مواد سے لاتعلقی کا اظہار کرتا ہے۔ لاتعلقی کا یہ اظہار بنیادی طور پر لاشعوری عمل میں مداخلت پیدا کرتا ہے جس کی وجہ سے فرد کا ذہنی عمل متاثر ہوتا ہے اور جب وہ خواب سے باہر اتا ہے تو تھریٹ کے اثرات کو پوری طرح سے محسوس کرتا ہے۔ یہ احساسات ایسے ہی ہیں جیسے حقیقی زندگی میں کسی حادثے یا واقعے کی وجہ سے انسانی ذہن متاثر ہوتا ہے۔
حسن عسکری لکھتے ہیں:

> "جب سے فرائیڈ کی نفسیات مقبول ہوئی ہے یہ خیال عام ہو گیا ہے کہ فنی تخلیق کے ذریعے فنکار کی نفسیاتی الجھنوں کو ارتفا حاصل ہوتا ہے یعنی جب کوئی جبلت براہ راست اپنی تسکین نہیں کر سکتی تو وہ اس تسکین کا بدل ڈھونڈتی ہے تسکین کے ثانوی ذرائع دو قسم کے ہوتے ہیں کچھ تو فرد اور سماج دونوں کے لیے مضر تاں اور کچھ بالکل بے ضرر فنی تخلیق ایسی چیز ہے جس کے ذریعے محرومیوں کی تلافی بھی ہو جاتی ہے اور پڑوسیوں کی نیند میں بھی خلل نہیں پڑتا۔"(۸) (۵)

جدید نفسیات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ سائکالوجسٹ بنیادی طور پر ایسے افراد کے ذہنی مطالعہ میں لاشعوری عمل تک رسائی کو ہی ایک ایسا ذریعہ جانتے ہیں جس سے فرد کی کسی نہ کسی حوالے سے مدد

ہو سکتی ہے اور ان واقعات تک پہنچا جا سکتا ہے جو انہوں نے خواب میں محسوس کیا تھا۔ خواب دیکھنے کے بعد عموماً خواب کے واقعات ذہن سے او جھل ہو جاتے ہیں اور علامات اور اشارات سے ہی کام لے کر اس عمل کو آگے بڑھایا جاتا ہے۔ جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو کئی ایسے افسانے جو تھریڈ سٹیمولیشن کو ظاہر کرتے ہیں ان میں ایسے خواب بھی موجود ہوتے ہیں لیکن ان کی نوعیت کم ہوتی ہے۔ جدید اردو افسانے میں اس موضوع پر کم افسانے تحریر کیے گئے ہیں لیکن اس حوالے سے سریندر پرکاش کا افسانہ "بعض گوئی" اہم افسانہ ہے۔ اس افسانے میں تھریڈ سٹیمولیشن کے نظریے کو مکمل طور پر بیان نہیں کیا گیا لیکن اس نظریے کے کئی اہم نکات اس افسانے میں موجود ہیں اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کوئی بھی لکھنے والا کسی نظریے کے تحت یا کسی فکر کو مخصوص کرتے ہوئے افسانہ نہیں تحریر کرتا بلکہ اس کے پیش نظر ایسا مواد ہوتا ہے جو اس کے مشاہدے اور تجربے پر مبنی ہوتا ہے جس سے افسانہ تحریر کیا جاتا ہے اور اس کے خدوخال واضح ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے منشایاد کا افسانہ "مٹھی بھر جگنو" بھی فائٹ سیکشن کے حوالے سے اہم ہے۔

## ۳۔ منفی خواب:

تھریڈ سٹیمولیشن میں بہت سے خوابوں کا مطالعہ منفی خوابوں کے حوالے سے کیا گیا ہے۔ تھریٹ سٹیمولیشن تھیوری میں منفی خواب ایسے خواب ہیں جو کردار کو ذہنی سطح پر کسی نہ کسی طرح سے متاثر کرتے ہیں۔ ایسے خواب کردار کی تشکیل و تعمیر میں منفی کردار ادا کرتے ہیں اور ان کی فکر منفی رویوں کو ابھارتی ہے۔ ایسے خواب فرد کے لیے ذہنی اذیت کا باعث ہوتے ہیں اور ماضی میں کیے گئے ایسے عوامل جن کا تعلق منفیت کے ساتھ ہے فرد کے شعوری عمل میں مداخلت پیدا کرتے ہیں۔ اس حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا تھریڈ سٹیمولیشن ایسے خوابوں کہ تعلق کو فرد کے ماضی کے ساتھ استوار کرتی ہے۔ فرد چونکہ ماضی میں ایسے واقعات اور حالات سے گزرا ہوتا ہے جو کہ اپنے اندر منفی فکر رکھتے ہیں اس لیے لاشعوری عمل اسے قبول نہیں کر پاتا اور فرد ایک ایسے عمل کے ساتھ جڑ جاتا ہے جو منفیت کا حامل ہے۔ منفی خواب گویا کہ فرد کے ماضی کے واقعات پر مشتمل ہے لیکن اسی میں تھریٹ سٹیمولیشن منفی خوابوں کے عمل کو مستقبل کے ساتھ بھی جوڑتی ہے جو کسی ایسے شاخسانہ کا پتہ دیتے ہیں جہاں سے منفیت پھوٹ رہی ہے۔ فرد اس منفیت کے عمل کو پوری طرح سے محسوس کرتا ہے اور اس کا تعلق اپنی ذات کے ساتھ جوڑتا ہے جس سے اس کا شعوری عمل متاثر ہوتا ہے۔ منفی فکر تھریڈ سٹیمولیشن تھیوری میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے اس لیے کہ ریونسو کا کہنا ہے کہ کوئی بھی

کردار اس عمل سے بچ نہیں سکتا اور کسی نہ کسی طریقے سے منفیت کے ساتھ جڑا ہوتا ہے یہ عمل چاہتے نہ چاہتے دونوں طرح سے فرد سر انجام دیتا ہے۔ایسی صورت میں فرد کئی طرح کے خطرات سے گزرتا ہے اور اپنے شعوری عمل میں دراڑ پیدا کر دیتا ہے جس کو کسی بھی صورت اس کی ذات سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔اس عمل کے شروعات میں فرد ان منفی عوامل کو رد کرتا ہے اور اپنے شعوری عمل کو مغالطے میں ڈالتا ہے جس کی وجہ سے یہ عمل اور پیچیدہ ہو جاتا ہے۔اس کے لیے ضروری ہے کہ فرد اپنے منفی عوامل کو قبول کرتے ہوئے شعوری عمل کو درست کرے تاکہ اس کے اندر اپنی ذات کو بہتر کرنے اور اپنے لاشعوری عوامل کو قبول کرنے کا مادہ پیدا ہو اور فرد بہتر اور مثبت زندگی کی طرف بڑھ سکے۔اس کے لیے ضروری ہے کہ منفیت کے عمل کو تسلیم کرتے ہوئے اپنی شخصیت کی تعمیر و تشکیل کرے تاکہ روزمرہ زندگی میں اس کے اثرات سے بچ سکے۔

جدید اردو افسانے میں تھریٹ سٹیمولیشن کے حوالے سے من کی خواب کئی طرح سے بیان کیے گئے ہیں۔اس حوالے سے منفی خوابوں کو تین اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔تھریڈ سٹیمولیشن کے تحت پہلی طرح کے منفی خواب بنیادی طور پر جنسی عوامل سے جڑے ہوتے ہیں۔یہ خواب کسی بھی فرد کے لیے اذیت کا باعث ہوتے ہیں اور ان خوابوں کے ذریعے اس کی حقیقی زندگی کے متاثر ہونے کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔ایسے خوابوں میں زیادہ تر خواب دیکھنے والا اپنے اپ کو ایسی حالت میں دیکھتا ہے جو اسے تشویش میں مبتلا کرتی ہے۔اس سے فرد کی ظاہری زندگی بھی متاثر ہوتی ہے اور دیر تک خواب کے اثرات اس کی زندگی پر باقی رہتے ہیں۔دوسری طرح کے منفی خوابوں کا تعلق موت کے ساتھ ہوتا ہے جہاں وہ خود کو یا اپنے پیاروں کو مردہ حالت میں دیکھتا ہے۔

یہ خواب بھی فرد کی زندگی کو متاثر کرتے ہیں اور ایک ایسے عمل میں مبتلا کر دیتے ہیں جس سے فرد ڈر اور خوف کا شکار ہوتا ہے اور اسے اپنے پیاروں کا ہمیشہ بچھڑنے کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔درجہ بالا افسانہ جو کہ منشایاد نے تحریر کیا ہے اسی موت کے موضوع کو بیان کرتا ہے اور یہ کردار اپنی حقیقی زندگی میں خواب کی وجہ سے ہی مختلف پریشانیوں کا شکار رہتا ہے۔تیسری طرح کے خواب ایسے ہوتے ہیں جس میں کسی نہ کسی طرح سے تھریٹ یا خوف مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔اس کا ظاہر ہونا اس قدر واضح اور فلائٹ سیکشن پر مشتمل ہوتا ہے جس سے یہ باہر نہیں اپاتا۔حقیقی زندگی اور خواب کی زندگی فرد کو کئی طرح سے متاثر کرتی ہے ۔ تھرڈ سٹیموریشن کے تحت منفی خواب فرد کی حقیقی زندگی کو کئی صورتوں میں متاثر کرتے ہیں۔جس سے فرد

کی زندگی میں کئی طرح کی تبدیلیاں نمایاں ہوتی ہیں جیسا کہ شعوری سطح پر وہ ایسے واقعات کو نہیں لا پاتا جس کی وجہ سے اس کی حقیقی زندگی متاثر ہو رہی ہے۔ اس عمل کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی فکر کو سمجھتے ہوئے ایسے واقعات کے ساتھ تعلق استوار کرے جو کہ اس کے لیے اہمیت کے حامل ہیں۔ ریونسو اس حوالے سے واضح طور پر نشاندہی کرتے ہیں کہ ایسے خواب حقیقت کی تشکیل کرتے ہیں کوئی بھی فرد اس عمل کو سمجھتے ہوئے اپنے خوابوں کی تفہیم سے وہ مواد اخذ کر سکتا ہے جو اس کی حقیقی زندگی کو بہتر کرنے کے لیے ضروری ہے۔ ریونسو بنیادی طور پر اس بات پر توجہ دیتے ہیں کہ ایسے خوابوں کا اثر انسان کی زندگی پر کافی گہرا ہوتا ہے اگر ان کو درست طریقے سے نہ سمجھا جائے اور ان کی جانچ پرکھ جدید نفسیات کے اصولوں کے تحت نہ کی جائے تو فرد ہمیشہ حقیقی زندگی میں مسائل کا شکار رہتا ہے۔ اس عمل کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ لاشعوری عوامل تک رسائی حاصل کی جائے اور ان واقعات کی کھوج کی جائے جو اس کی زندگی کو بہتر کرنے کے لیے ضروری ہے اسی سے ہی کوئی فرد اپنے خواب کے اثرات کو دور کرتا ہے اور اپنی زندگی کو درست سمت میں اگے بڑھاتا ہے۔

## ۴۔ خوابوں کی ارتقائی خصلت:

ریونسو نے اپنی تھیوری تھریٹ سٹیمو لیشن میں خوابوں کی ارتقائی خصلت کے حوالے بھی کئی اہم نکات پیش کیے ہیں۔ ریونسو بنیادی طور پر خوابوں کی ارتقائی خصلت کا تعلق انسان کے لاشعور کے ساتھ جوڑتا ہے اس لیے کہ خوابوں کا اصل تعلق لاشعور کی کھڑکی سے ہی واضح ہوتا ہے۔ خواب بنیادی طور پر لاشعور کا ہی حصہ ہوتے ہیں اور ایک منظم ترتیب کے ساتھ نیند کے عمل میں فرد پر واضح ہوتے ہیں۔ ریونسو جن خوابوں کا تعلق تھریٹ سٹیمو لیشن کے ساتھ جوڑتے ہیں بنیادی طور پر وہ لاشعوری عمل کی وضاحت کر رہے ہوتے ہیں ۔ اس حوالے سے لاشعور کی وضاحت کرنے والے بھی انہی نکات کو واضح کرتے ہیں تو ریونسو کا خوابوں کی ارتقائی خصلت کے ساتھ لاشعور سے مدد لینا بنیادی طور پر لاشعور کی ہی وضاحت ہے۔ جدید نفسیات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ تھریٹ سٹیمو لیشن میں جن خوابوں کا تعلق تھریٹ سے مخصوص کیا جا رہا ہے اس حوالے سے پہلے بھی نفسیات کے ماہرین نے واضح کیا ہے جس طرح سے تشویشی خوابوں کے عمل کی وضاحت کال ینگ اور ایڈلر کے ہاں بھی نظر آتی ہے۔ تھریٹ سٹیمو لیشن بنیادی طور پر ان خوابوں کو ترتیب کے ساتھ بیان کرتی ہے اور اس کی مختلف شکلوں کی وضاحت کرتی ہے جو فرد کی حقیقی زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔ تھریٹ بنیادی طور پر حقیقی زندگی کو متاثر کرنے کے ساتھ ساتھ فرد کی نفسیات کو اس قدر متاثر کرتا ہے کہ حقیقی زندگی

میں بھی مسائل پیدا ہونا شروع ہوتے ہیں جس کے لیے ضروری ہے کہ ایسے عوامل کو سمجھا جائے تا کہ اس عمل کی مزید وضاحت ہو سکے اور اس کی مختلف شکلیں کے عمل کی لاشعوری وضاحت ہو سکے۔ جدید اردو افسانے میں اس حوالے سے کئی ایسے افسانے تحریر کیے گئے ہیں جو فرد کہ خوابوں کے عمل کی وضاحت کرتے ہیں۔ یہ افسانے کسی نہ کسی حد تک تھریٹ کے اثرات کو واضح کرتے ہیں لیکن ریونسو کی تھیوری کا مکمل بیان نہیں ہے۔

## منشایاد:

### ا۔ خطرات سے آگاہی

یہ موضوع جدید افسانے کا کئی لحاظ سے حصہ رہا ہے اس حوالے سے منشایاد کا ایک افسانہ جس میں تھریڈ سٹیمولیشن تھیوری کے تحت خواب کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ اس خواب میں بھی بنیادی طور پر کردار اور خوف کے جذبے سے سرشار ہے اور وہ خواب میں ایسے واقعات کو دیکھتا ہے جو کہ عام روزمرہ زندگی کا حصہ نہیں ہے بلکہ وہ اپنی مردہ ماں کو دیکھتا ہے جس نے کفن پہن رکھا ہے۔ بنیادی طور پر اس کی ماں کا کردار اس کی عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کے دماغ میں پیدا ہو گیا ہے جو کہ وہ اپنی ماں کو مرے ہوئے دیکھتا ہے کیونکہ اس کے دماغ میں کسی نہ کسی طرح سے یہ خوف موجود ہے کہ بڑھتی عمر کے ساتھ ساتھ میری ماں اس دنیا سے چلی جائے گی۔ اس خطرے اور خوف کو وہ خواب کی صورت میں کئی سطح سے دیکھتا ہے اور اس خطرے اور خوف میں صرف وہ ہی مبتلا نہیں ہوتا بلکہ اس کی بہن بھی اسی خوف اور خطرے میں مبتلا ہوتی ہے جو کہ قبر سے زندہ واپس آتی ہے۔

بنیادی طور پر اس کے اندر کا خوف ماں کے مرنے کے ساتھ جڑا ہوا ہے اور یہی خوف بنیادی طور پر وہ گڑھا ہے جس سے وہ باہر آتی ہے۔ یہ افسانہ بنیادی طور پر کردار کے ایسے تھریٹ کو واضح کرتا ہے جو کہ اس کے لاشعوری عمل میں شامل ہے بنیادی طور پر یہی لاشعوری عمل خواب کی صورت میں اپنے خد و خال واضح کرتا ہے اور اس خطرے اور تھریٹ کو علامات کی صورت میں سامنے لاتا ہے جس سے کردار دوچار ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ عمل ایسا ہے جس کو کردار خود نہیں سمجھ پاتا کہ یہ کس وجہ سے ہو رہا ہے لیکن جب اس کے ذہن کی اندرونی پرتوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اندر کیا چل رہا ہے۔ وہ سبھی علامات جو

کہ خواب میں ظاہر ہوتی ہیں کسی نہ کسی طرح سے اپنی تفہیم و تعبیر کرتی ہے اور کردار کے سامنے ایسے واقعات کو پیش کرتی ہیں جو اس کے لیے خطرے کا باعث ہوتے ہیں۔ منشایاد لکھتے ہیں

"اس رات میں نے عجیب و غریب خواب دیکھنے لگا اس رات میں نے ماں کو کفن پہنے اپنے سے بغل گیر ہوتے دیکھا پھر مٹی میں لت پت زکیہ دکھائی دی ۔زکیہ تم ہاں بھیا میں مری نہیں تھی ان لوگوں نے خامخواہ مجھے دفن کر دیا تھا۔ وہ میری پیاری زکیہ میری جان تمہیں تو بہت تکلیف ہوئی ہوگی قبر میں بھیا جی ہاں کیا ۔ آپ تاجی کو بھول گئے۔ بھیا پھر وہ زور زور سے رونے لگی میں نے گھبر اکر آنکھیں کھولی۔"(۷) (۶)

منشایاد کا یہ افسانہ ایک طرف تو خواب دیکھنے والے کی لاشعوری عمل کو ظاہر کر رہا ہے۔ یہ لاشعوری عمل اس کے اندر کے تھریٹ اور خوف کو ظاہر کر رہا ہے جہاں وہ اپنی ماں کو مردہ حالت میں اپنے اپ سے لپٹے ہوئے دیکھتا ہے۔ یہ تھریڈ صرف اسی کردار کے اندر موجود ہے جو خواب کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ خواب اپنی نوعیت کا عجیب خواب ہے لیکن کبھی کبھی لاشعوری عمل اس فکر کو سامنے لاتی ہے جو کردار کے اندر موجود ہوتی ہے۔ اس خواب کا دوسرا کردار اس کی بہن ہے جو مردہ نہیں ہے لیکن اسے قبر میں دفن کر دیا گیا ہے اور وہ وہاں سے باہر اتی ہے۔ تھریڈ سٹیمولیشن کے مطابق اس کی بہن بھی اسی خوف میں مبتلا ہوتی ہے کہ ہماری والدہ فوت نہ ہو جائیں اس لیے کہ بڑھتی عمر کے ساتھ بچوں میں یہ خوف پیدا ہو جاتا ہے کہ اب ان کے والدین اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔ یہ عمل بنیادی طور پر خواب میں تھریٹ کو ظاہر کرتا ہے اور آنے والے حالات کو ظاہر کر رہا ہے جہاں اس کردار اور اس کردار کی بہن دونوں کے یہاں اس خوف کو واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

جدید اردو افسانے کے موضوعات میں تھریٹ سٹیمولیشن بنیادی طور پر ایک ایسا موضوع ہے جو کہ ہمارے اردو ادب کے ساتھ مخصوص رہا ہے ہمارے یہاں زیادہ تر افسانے ایسے تحریر کیے گئے ہیں جو خواب میں کسی خوف تھریٹ کو ظاہر کرتے ہیں اور اس طرح کے افسانوں میں کئی واقعات کو بیان کیا گیا ہے لیکن تھریٹ سٹیمولیشن کے حوالے سے افسانوں کے مخصوص موضوعات کو باریکی کے ساتھ پیش نہیں کیا گیا بلکہ ایسے موضوعات پر افسانے تحریر نہیں کیے گئے بلکہ افسانہ نگاروں نے اس پر رینڈم افسانے تحریر کیے ہیں جو کہ صرف تھریٹ سٹیمولیشن کے حوالے سے مخصوص نہیں ہے ان افسانوں کے موضوعات مختلف ہیں لیکن ذیلی

موضوعات میں کہیں نہ کہیں تھریڈ سٹیمو لیشن کے اثرات بھی ان افسانوں میں پائے جاتے ہیں ہمارے یہاں زیادہ تر افسانے فرائیڈ ژونگ اور ایڈلر کی نفسیات کی باریکیوں کو بیان کرتے ہیں ریونسو نے جو کام خوابوں کے حوالے سے کیا ہے یہ اہم ہے لیکن اس تھیوری کے حوالے سے کوئی مخصوص تحریک نہیں چلی اور نہ ہی اس پر اس قدر توجہ دی گئی ہے بلکہ ایسے افسانے جن میں خواب موجود ہے۔

ان افسانوں کے تجزیاتی مطالعہ سے اس بات کو واضح کیا جاتا ہے کہ ان افسانوں میں تھریٹس سیمو لیشن کے اثرات کہیں نہ کہیں مخصوص نظر آتے ہیں ۔ریونسو نے اس موضوع کو بڑی وسعت کے ساتھ بیان کیا ہے لیکن یہ ادب کا اس طرح سے حصہ نہیں بن سکا جس طرح سے فرائیڈ یا ایڈلر کی نفسیات نے اردو ادب پر اثرات مرتب کیے ہیں تھریٹ سٹیمو لیشن کے حوالے سے جو افسانے نظر آتے ہیں ان میں بنیادی طور پر ایسے تھریٹس کو بیان کیا گیا ہے جو کہ فرد کے ذہن میں لاشعوری طور پر عمل کر رہے ہوتے ہیں اور خواب کے عمل میں واضح طور پر سامنے اجاتے ہیں تھریڈ سٹیمو لیشن کے اثرات کو پوری طرح سے افسانوں میں بیان کرنے کی کوشش نہیں کی گئی اور نہ ہی تھریڈ سٹیمو لیشن کے مخصوص اثرات کو افسانوں میں بیان کیا گیا ہے بلکہ یہاں تھریٹ سٹیمو لیشن کو موضوعاتی سطح پر بیان کیا گیا ہے جس سے افسانے میں کردار کی نئ پرتیں کھلتی ہوئی نظر اتی ہیں تھریڈ سٹیمو لیشن کے حوالے سے جدید افسانہ نگاروں کا رجحان مخصوص افسانوں میں ہی نظر اتا ہے۔ تھریٹ سٹیمو لیشن کے حوالے سے یہ بات بہت اہم ہے کہ ان خوابوں کا اثر انسانی ذہن پر بہت نمایاں نظر اتا ہے جس کو کسی بھی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس حوالے سے منشا یاد ایک افسانے میں لکھتے ہیں۔

> "وہ خواب کی بات ٹالنا چاہتا تھا اس کا خیال تھا دو ایک روز میں وہ خود ہی بھول جائے گی یا خواب کی ہولناکی کم پڑ جائے گی لیکن ایسا نہ ہو سکا اور اسے خواب کا بوجھ بانٹنا ہی پڑا اس کا خواب سن کر وہ خود بھی ہل گیا تھا ایک زیر زمین کا قید خانہ میں ڈبوں میں بند مرغیوں کی طرح بہت سے چھوٹے بڑے بھوکے پیاسے بچے بلک رہے تھے ادم خور دروازہ کھول کر اندر آتے اور ان میں سے چند ایک کو پکڑنے کی کوشش کرتے تو وہ خوف سے ادھر ادھر بھاگنے اور ایک دوسرے کے پیچھے چھپنے کی کوشش کرتے۔"(۹)    (۷)

افسانے کے اس کردار کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس کردار میں تھریٹ سٹیمولیشن کے اثرات واضح طور پر نظر آتے ہیں جو رات ایک خواب دیکھتا ہے اور خواب کا اثر پوری طرح سے اس کی شخصیت پر نظر اتا ہے بلکہ وہ اپنے خواب کو بھلانے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ وہ اس خواب سے خوف محسوس کرتا ہے لیکن وہ خواب اس کی جان نہیں چھوڑتا اور کسی نہ کسی طرح اس کے ذہن میں تازہ رہتا ہے وہ چاہتا ہے کہ اس خواب سے جان چھڑا لے لیکن وہ ایسا نہیں کر پاتا وہ اس خواب کو اپنے دوست کو بھی سناتا ہے تاکہ اس کے اثرات کو کم کیا جائے لیکن یہ اثرات اتنے ہولناک ہوتے ہیں کہ ان کو ختم کرنا اتنا آسانی سے ممکن نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے کچھ مخصوص طرح کی ٹیکنیکس سے ہی ان خوابوں کے عمل کو دور کیا جا سکتا ہے۔اس کے لیے ضروری ہے کہ سائیکالوجسٹ کو ذہنی حالت کے حوالے سے اگاہ کیا جائے اور خواب کے حوالے سے چھوٹی چھوٹی علامات اور اشارات کو بھی بیان کیا جائے جس سے سائیکالوجسٹ ان تمام چیزوں کو سمجھتے ہوئے مریض کے دماغ سے ان خیالات کو ختم کر سکتا ہے جس کی وجہ سے اسے اپنی زندگی میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے یہ خواب بنیادی طور پر اپنا اثر اس طرح گہرا رکھتے ہیں کہ جلدی ان کو بھلا پانا ممکن نہیں ہوتا اور خواب کی ہولناکی کسی نہ کسی طرح سے فرد کے ذہن میں ان حالات کو تازہ رکھتی ہے اور خواب کے عمل کو بھولنے نہیں دیتی بنیادی طور پر منشایاد کے افسانے میں بھی کردار ایسے ہی حالات سے گزر کر اگے بڑھ رہا ہے۔

تھریڈ سٹیمولیشن تھیوری میں فائٹ کے ساتھ ساتھ فلائٹ سیکشن بھی اہم ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ فلائٹ سیکشن خواب دیکھنے والے کو اس دنیا سے ہٹا کر ایک ایسی دنیا میں لے جاتا ہے جو خواب دیکھنے والے کے لیے بالکل ان دیکھی اور انجانی ہوتی ہے۔اس لیے اس کو فلائٹ سیکشن کہا جاتا ہے کیونکہ خواب دیکھنے والا کسی بھی صورت میں اگاہ نہیں ہوتا کہ وہ خواب کے عمل میں ہے بلکہ خواب دیکھنے والے کو خواب ہی حقیقی زندگی محسوس ہوتی ہے۔اس حقیقی زندگی میں اسے جو تھریٹ اور خوف محسوس ہو رہا ہوتا ہے کردار کے لیے اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔اس عمل سے کردار کا فکری ڈھانچہ متاثر ہوتا ہے اور ایسے واقعات جو پہلے اس نے کبھی نہیں دیکھے یا سنے ہوتے ان سے امنا سامنا ہوتا ہے۔فلائٹ سیکشن بنیادی طور پر لاشعور کے ایسے عمل کو سامنے لے اتا ہے جو کہیں دماغ کی زیریں لہروں میں چل رہا ہوتا ہے۔اسی کے ذریعے ہی وہ اپنے عوامل کو اگے بڑھاتا ہے اور خواب میں فلائٹ سیکشن کہ اثر کو پوری طرح محسوس کرتا ہے۔

یہ عمل بنیادی طور پر گہری نیند کے اندر رونما ہوتا ہے جہاں فرد کے پاس یہ اختیار نہیں ہوتا کہ وہ جاگ کر اپنے خواب کے عمل سے باہر اجائے۔ تھریٹ سٹیمولیشن تھیوری میں حالانکہ ایسا بہت کم ہوتا ہے اس لیے کہ خواب دیکھنے والا پوری طرح سے اپنے خواب سے اگاہ ہوتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ عمل خواب میں وقوع پذیر ہو رہا ہے لیکن فلائٹ سیکشن بنیادی طور پر اسے اس عمل سے ہٹا دیتا ہے اور ایک ایسے لاشعوری دھارے میں داخل کرتا ہے جہاں فرد کو علم نہیں ہوتا کہ حقیقی اور خواب کی زندگی کیسے الگ الگ ہو سکتی ہیں ۔یہ لاشعور کا مضبوط فکری ڈھانچہ فرد کی زندگی میں کئی طرح کی تبدیلیاں لے کر اتا ہے۔ فرد کے اندر پہلی تبدیلی تو اس حوالے سے رونما ہوتی ہے کہ جاگنے کے بعد وہ مسلسل اپنے خواب اور اس کے واقعات کے بارے میں سوچتا رہتا ہے جو دھندلے واقعات کی صورت میں سامنے آتے ہیں دیکھے گئے خواب کے اشارے اور علامات ہی خواب دیکھنے والا یاد رکھ پاتا ہے لیکن ان کا اثر اس قدر گہرا ہوتا ہے کہ فرد کی حقیقی زندگی متاثر ہوتی ہے۔ حقیقی زندگی کے متاثر ہونے سے فرد مکمل طور پر خوفزدہ ہو جاتا ہے اور اسے ایک ایسے رہنما کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کے ذہن کے الجھے ہوئے تان وبانوں کو دوبارہ سے یک جا کرے اور واقعات کی تفہیم و تعبیر کرے جس سے کردار اپنے خواب کے عمل سے باہر آتا ہے۔ الفرایڈلر لکھتے ہیں۔

"انسان اپنے خوابوں کو کیا سمجھتا تھا اور خواب دیکھنے کے عمل کے بارے میں اس کا رویہ کیا تھا چونکہ خواب ذہن کے تخلیقی عمل کا حصہ ہیں اور اگر ہمیں یہ اندازہ ہو جائے کہ انسان نے خوابوں سے کیا توقعات وابستہ کر رکھی ہیں تو ہم شاید خواب کے مقاصد کو سمجھنے کے قریب پہنچ جائیں گے اس تفتیش کے آغاز میں ہمارا سابقہ ایک چونکا دینے والی حقیقت سے بڑھتا ہے اس بات پر شاید ہمیشہ ہی سے یقین کیا گیا کہ خوابوں کی کچھ نہ کچھ عملداری مستقبل کے ساتھ ہے لوگ اکثر یہ سمجھتے ہیں کہ ان خوابوں میں کوئی عظیم روح کوئی عظیم دیوتا اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور پھر اس پر اثرانداز ہوتا ہے۔"(۱۰) (۸)

جدید نفسیات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ الفرایڈلر نے خوابوں کے حوالے سے جو ذکر کیا بنیادی طور پر ابتدائی انسان کے خیالات ایسے ہی تھے جب وہ اپنے خوابوں کے بارے میں اور اپنے خوابوں کی تفصیلات کے بارے میں آگاہی نہیں رکھتا تھا۔ علم کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ انسان نے خوابوں کے حوالے سے بھی کئی اہم نظریات کو اپنے علمی مباحثوں میں شامل کیا ہے جس سے خوابوں کے بارے میں جاننا اور خاص طور پر ایسے خوابوں کے بارے میں جاننا جس میں تفتیش ڈر اور خوف کے عناصر زیادہ ہیں انسان کو شروع سے

ہی پریشان کرتے آئے ہیں۔ ایسے خوابوں کے بارے میں لوگ ہمیشہ جاننا چاہتے ہیں کہ انہیں ایسے خواب کیوں آتے ہیں۔ خواب میں ڈر اور خوف کے عنصر کا اس قدر زیادہ بڑھ جانا انسان کے شعوری عمل کو متاثر کرتا ہے اور حقیقی زندگی میں اسے اپنے خوابوں کی وجہ سے کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جیسے جیسے خوابوں کے بارے میں زیادہ اگاہی حاصل ہونا شروع ہوئی اور ان کے بارے میں پتہ چلنا شروع ہوا تو انسان کے ذہنی مسائل کی نوعیت بھی کم ہو گئی۔ اس لیے کہ ایسے خواب ہی انسان کہ شعوری عمل کو متاثر کرتے ہیں اور انسان مختلف مسائل کا شکار ہوتا ہے۔ خوابوں کے اس سلسلے کو سمجھنے کے لیے کئی طریقہ ہائے کار اور نظریات کا سہارا لیا گیا ہے جو انسان کی اس حوالے سے رہنمائی کرتے ہیں اور ذہنی مسائل سے نجات دلآتے ہیں۔

### ۲۔ خوابوں کی ارتقائی خصلت:

جدید اردو افسانے میں تھریٹ سٹیمولیشن کے حوالے سے کئی طرح کے افسانے لکھے گئے ہیں رشید امجد، منشایاد، سریندر پرکاش نے اپنے کئی افسانوں میں ایسے خوابوں کا ذکر کیا ہے جو تشویش پر مبنی ہوں۔ اسی حوالے سے کئی ایسے افسانے بھی موجود ہیں جو خواب کی تکنیک پر لکھے گئے ہیں۔ اس حوالے سے منشایاد کا افسانہ "جہنم سے فرار" بھی تھریٹ سٹیمولیشن کی وضاحت کرتا ہوا افسانہ ہے۔ اس افسانے کی تکنیک خواب پر مبنی ہے جہاں کردار ایک ایسی دنیا میں داخل ہوتا ہے جہاں سب کچھ اس کی مرضی اور مزاج کے مطابق ہے اور وہاں وہ خوشی اور سرشاری کی لہر میں سفر کر رہا ہے۔ جہنم سے فرار بنیادی طور پر اس حقیقی زندگی سے ازادی ہے جہاں کردار اس حقیقی زندگی سے نکل کر ایک ایسی رومانوی دنیا میں پہنچتا ہے جہاں سب کچھ اس کی مرضی کے تابع اور مزاج کے عین مطابق ہے۔ وہ اس دنیا میں خوش ہے اور خوبصورتی اور دلربا مناظر میں کھویا ہوا ہے۔ بنیادی طور پر اس کا تعلق بھی لاشعور کے کسی حصے سے پھوٹتا ہے جہاں فرد سوچتا ہے کہ تمام چیزیں اس کی مرضی کے مطابق ہوں۔ فرد ہر چیز میں پرفیکشن چاہتا ہے جو کہ حقیقی زندگی میں ممکن نہیں ہوتی اس کے لیے اسے ایک رومانوی ماحول کریپٹ کرنا پڑتا ہے جس میں سب کچھ اس کے کنٹرول میں ہوتا ہے۔ منشا یاد افسانے میں لکھتے ہیں۔

> "سڑک سچ مچ ایک خوبصورت بستی میں داخل ہو جاتی ہے یہ بستی میرے لیے اجنبی اور نئی ہے اس میں سڑکوں کا جال بچھا ہے لیکن میری سڑک اپنے کناروں سمیت ان کے درمیان یا اوپر سے تیرتی ہوئی گزرتی چلی جاتی ہے بازاروں میں لوگ چل پھر رہے ہیں خرید و فروخت اور کام کاج کر

رہے ہیں۔شاید بہت سے اپنے گھروں میں ستا بھی رہے ہوں گے ایک جگہ لوگوں کا ہجوم دیکھ کر میں چونکتا ہوں قریب جا کر پتہ چلتا ہے ایک خوبصورت پتلی کو نیلام کیا جا رہا ہے۔قدِ آدم پتلی کسی عورت کی ڈمی معلوم ہوتی ہے۔"(۱۲) (۹)

منشایاد کے یہاں یہ کردار بنیادی طور پر تھریٹ سٹیمولیشن کے تحت انے والے ایسے خوابوں کی وضاحت کرتا ہے جس میں کوئی بھی فرد کسی مخصوص جگہ سے فراریت کی تلاش میں ہو۔اس حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ لاشعوری عمل خواب میں بعض صورتوں میں ایسی خواہشات کو خواب میں ظاہر کرتا ہے جو فرد کے لیے خوشی کا باعث ہوتی ہیں لیکن اس میں تھریٹ کے اثرات اس وقت واضح ہوتے ہیں جب فرد اپنے اس ماحول اور پرفیکشن کی دنیا میں پھنس جاتا ہے وہ وہاں سے باہر نہیں آنا چاہتا اس لیے کہ یہاں سب کچھ اس کی مرضی کے تابع ہے۔اسے کسی چیز کی وضاحت دیے بغیر اپنے اس خوشی اور سرشاری کے عمل کو جاری رکھنا ہوتا ہے۔یہ رویہ حقیقی زندگی میں فرد کے لیے کئی طرح کے تھریٹس کو واضح کرتا ہے جہاں اس کی مرضی کے خلاف ہونے کا مطلب اس کی دنیا کو مسمار کرنا ہے۔ریونسو بنیادی طور پر ایسے خوابوں کو تھریٹ کے اثرات کے تحت ہی اس کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس کے اثرات کے نتیجے میں وقوع پذیر عمل کی وضاحت کرتے ہیں۔جدید اردو افسانے میں خوابوں کے حوالے سے کئی طرح کے افسانے تحریر کیے گئے ہیں لیکن جدید نفسیات نے جب ان موضوعات کی وضاحت کرنا شروع کی اور جدید علوم کے دروازے بھی نفسیات پر کھلے تو ادب پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوئے اور جدید اردو افسانے میں کئی ایسے کرداروں کو پیش کیا گیا جو خواب کے عمل کے ساتھ جڑے ہیں۔

جدید اردو افسانے میں تھریڈ سٹیمولیشن کے حوالے سے خوابوں کے عمل کے ظہور پذیر ہونے کے اثرات کو کئی طرح سے بیان کرتے ہیں۔ان خوابوں کا تعلق چونکہ لاشعور سے گہرا ہوتا ہے اس لیے اس کے اثرات بھی اس قدر گہرے ہوتے ہیں کہ فرد کی حقیقی زندگی متاثر ہوتی ہے اور فرد ایک ایسے ماحول میں زندگی گزارنا شروع کر دیتا ہے جو کہ حقیقی زندگی سے تعلق نہیں رکھتا۔ریونسو کے مطابق خواب کے ایسے عوامل لاشعور سے ہی پھوٹتے ہیں چونکہ لاشعور ہی ان خوابوں کا منبع ہے اور اس کے بغیر خوابوں کی کھڑکی کو کسی بھی صورت نہیں کھولا جا سکتا۔ڈاکٹر خالد سہیل لکھتے ہیں۔

" تحلیل نفسی ہمیں اس بارے میں بتاتی ہے کہ اس قسم کا رویہ اس شخص میں نظر اتا ہے جس کی شخصیت کے اندرونی تہوں میں بہت زیادہ مجبوری اور لاچاری کا احساس ہو اور اس کی شخصیت کے مختلف حصوں میں مل جل کر کام کرنے کی صلاحیت نہ ہو ایک غیر منطق کی شک کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس احساس مجبوری کی جڑوں کو سمجھیں تاکہ ان کے عوامل کو پہچان سکیں جو کسی شخص کی زندگی کو مفلوج کرنے کے لیے کافی ہوتے ہیں۔ یہ منفی رویہ ہے جس نے معاشرے میں عجیب و غریب بے حسی کی کیفیت پیدا کر رکھی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں دنیا میں ہر چیز ممکن ہے زندگی میں کچھ بھی یقینی نہیں لوگ اپنی ذات ماحول کام یہاں تک کہ ہر چیز میں بے یقینی کا شکار ہیں۔"(۱۳) (۱۰)

جدید اردو افسانے میں ایسے کئی کردار موجود ہیں۔ بنیادی طور پر ایسے خواب جب تحلیل نفسی کے عمل سے گزرتے ہیں تو لاشعور میں چھپی کئی ایسی چیزیں سامنے اتی ہیں جن کا تعلق فرد کے ساتھ گہرا ہوتا ہے۔ ڈاکٹر خالد سہیل نے جس بھی یقینی اور احساس کمتری کا ذکر کیا ہے بنیادی طور پر ایسے افراد حقیقی زندگی میں اس تصور کو پورا ہوتے نہیں دیکھ پاتے جس کی وجہ سے وہ خواب میں ایسا ماحول دیکھتے ہیں جہاں سب کچھ ان کی مرضی کے تابع ہو۔ اس حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ سریندر پرکاش کا افسانہ " ایلوپیشیا" کا مرکزی کردار جسے میں کے روپ میں پیش کیا گیا ہے وہ بھی ایسے ہی خوابوں کا شکار ہے۔ یہ تھریڈ کے ایسے واقعات کو خوابوں میں ہوتا دیکھتا ہے جو اس کی تباہی اور بربادی کو ظاہر کر رہے ہیں۔ یہ اس تھریٹ کے اثر کو پوری طرح محسوس کرتا ہے۔

ریونسو تھریڈ سٹیمولیشن کی وضاحت کرتے ہوئے خوابوں کی ارتقائی خصلت کے حوالے سے دونوں طرح کے خوابوں کا ذکر کرتے ہیں جن کا تعلق تھریڈ کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے۔ اس عمل میں پہلے وہ ایسے خوابوں کی وضاحت کرتے ہیں جو فینٹسی اور رومانویت کے قریب قریب ہے جہاں فرد کسی طرح کا خوف محسوس نہیں کرتا لیکن وہ کسی خوف سے بچنے کے لیے ایک ایسا ماحول اور فضا خواب کی دنیا میں تعمیر کر لیتا ہے جہاں سب کچھ اس کی مرضی کے تابع ہوتا ہے۔ دوسری قسم میں ریونسو ایسے خوابوں کی وضاحت کرتے ہیں جو تھریٹ کے اثر کو حقیقی زندگی میں بھی محسوس کرتے ہیں اور ویسا ہی ہوتا ہے جو کہ خواب دیکھنے والے نے خواب میں دیکھا ہوتا ہے۔ اسلامی خوابوں کے حوالے سے اسے سچے خوابوں سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن اس کے لاشعوری عمل کی وضاحت ایسے خوابوں کی پیچیدہ گروہوں کو بھی کھولتی ہے جو کہ فرد کے لاشعوری عمل

میں مداخلت پیدا کر رہے ہوتے ہیں۔ خوابوں کے اس عمل کو خوابوں کی ارتقائی خصلت کے ساتھ لاشعوری عمل کو مخصوص کرتے ہوئے اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔

## اسد محمد خان:

### ا۔ منفی خواب

اسد محمد خان کا لکھا گیا افسانہ غصے کی نئی فصل اس حوالے سے اہم افسانہ ہے اس میں تھریٹ سٹیمولیشن کے حوالے سے منفی خیالات اور منفی خواب کی صورت کو بیان کیا گیا ہے یہ افسانہ بنیادی طور پر منفی خواب کے اثرات کو واضح کرتا ہے کہ کس طرح سے منفی خواب ہماری زندگیوں پر اثر انداز ہوتے ہیں بنیادی طور پر کچھ خواب ایسے ہوتے ہیں جن کو شعوری طور پر قبول کرنا ممکن نہیں ہوتا اور نہ ہی ان خیالات کو شعوری سطح پر جگہ دی جاتی ہے کیونکہ یہ خیالات اس قدر اہم اور پاکیزہ ہوتے ہیں کہ ان کو کسی بھی صورت زبان پر نہیں لایا جاتا اور نہ ہی بیان کیا جاتا ہے اس حوالے سے انسان کے ذہن پر منفی خیالات کا رجان بڑھ جاتا ہے پہلے پہل تو فرد ایسے خیالات کو قبول نہیں کرتا لیکن خواب اپنا اثر اس قدر گہرا رکھتا ہے کہ وہ خیالات شعور کی سطح تک منتقل ہو جاتے ہیں۔ اسد محمد خان افسانے میں لکھتے ہیں:

> "معاذ اللہ یہ کیسا خواب تھا حافظ نے سوچا مگر یہ سراسر خواب نہیں تھا کچھ حقیقت بھی تھی اس لیے کہ چیخ و پکار اور غلیظ کی آوازوں سے کمرہ جیسے بھرا ہوا لگتا تھا حافظ کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے خدا پناہ میں رکھے۔ یہ کیسی آوازیں ہیں یہاں اس کمرے میں یہ کیسی بلائیں آگھسی ہیں۔ اس نے اٹھ کر چراغ کی لو بڑھا دی تکیے کے نیچے ہاتھ پہنچا کر نکالا نیفے میں اڑاس لیا ۔کمرے میں کوئی اور نہ تھا بس یہ رونگٹے کھڑے کرنے والی آوازیں گرد و پیش سے اوپر سے حد یہ کہ فائر تک سے چلی آرہی تھیں۔"(۱۱)

جدید اردو افسانے میں منفی خوابوں کا تذکرہ متعدد افسانوں میں کئی صورتوں میں نظر اتا ہے۔ اسد محمد خان نے اپنے افسانوں میں منفی خواب کی جس صورت کو پیش کیا ہے بنیادی طور پر یہ تھریڈ کے اثرات کو واضح کرتی ہے۔ گو کے ایسے واقعات فرد کے ذہن میں حقیقی دنیا سے داخل ہوتے ہیں اور لاشعور میں منتقل ہوتے رہتے ہیں اور اپنی وضاحت کے لیے مختلف شکلیں اختیار کرتے ہیں جس کی وجہ سے ایسے خواب عموما منفی

رویوں کو ابھارتے ہیں اور فرد کی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ایسے خوابوں کے اثر کو تحلیل نفسی کے ذریعے زائل کیا جاتا ہے اور ان علامات اور واقعات سے مدد لی جاتی ہے جو فرد کے ذہن میں خواب کی صورت میں آئے ہیں۔

یہ خواب عموماً ہماری عائلی اور معاشرتی زندگی کہ ایسے واقعات سے رونما ہوتے ہیں جو لاشعور میں منتقل ہوتی ہیں چونکہ عائلی زندگی اور معاشرتی زندگی میں بہت سے ایسے پہلو موجود ہوتے ہیں جن پر گفتگو کرنا بہتر نہیں سمجھا جاتا یا ان کے بیان کو معاشرتی طور پر غلط سمجھا جاتا ہے تو ایسے واقعات عموماً لاشعور میں منتقل ہو جاتے ہیں اور اپنے اظہار کے لیے خواب کو اپناتے ہیں۔خواب ہی وہ کھڑکی ہے جس سے لاشعور اپنا اظہار کرتا ہے اور اس میں موجود واقعات اور نہ اسودہ خواہشات بھیس بدل بدل کر خواب میں منتقل ہوتی رہتی ہیں۔اس حوالے سے ڈاکٹر رشید امجد کا ایک افسانہ جس میں وہ ایسے ہی تھریڈ کو محسوس کرتے ہیں اپنے اندر تھریڈ سٹیمولیشن کے اثرات کو مکمل طور پر واضح کرتا ہے۔اس افسانے میں کردار صبح نیند سے بیدار ہو کر اپنی بیوی کو خواب سناتا ہے اور بتاتا ہے کہ ہمارے گھر کے نیچے والے پورشن میں مرغیاں ہیں جن کی انکھیں نہیں ہیں اور وہ سیاہ رنگ کی ہیں۔بیوی اسے بتاتی ہے کہ ہمارے گھر کے نیچے کوئی ایسا پورشن نہیں ہے جس میں مرغیاں موجود ہوں۔اس افسانے میں خواب کا اثر اتنا گہرا ہوتا ہے کہ کردار یہ محسوس نہیں کر سکتا کہ ہمارے گھر کے نیچے والے تہخانے میں مرغیاں نہیں ہیں بلکہ وہ ان مرغیوں سے خوفزدہ ہوتا ہے جس کی چونچیں بڑھ گئی ہیں بیوی کے سمجھانے کے باوجود بھی اس کے ذہن سے ان مرغیوں کا تصور ختم نہیں ہوتا۔بنیادی طور پر ایسے کردار خوابوں کے عمل کو اس قدر تفصیل کے ساتھ دیکھتے ہیں کہ ان کے نزدیک حقیقت اور خواب میں کوئی فرق نہیں رہتا بلکہ دونوں سکے کے دو رخ لگتے ہیں۔

## سریندر پرکاش:

### ا۔خطرات سے آگاہی

سریندر پرکاش نے اس موضوع پر کئی افسانے تحریر کیے ہیں۔ان کا افسانہ پوسٹر بنیادی طور پر اسی موضوع کو بیان کرتا ہے۔ اس افسانے کی کہانی میں تو کئی اور خصوصیات بھی موجود ہیں لیکن ریونسو کے نظریے کے مطابق اس افسانے میں خواب کا عمل ویسا ہی سامنے ایا ہے جیسا کہ ریونسو کے نظریے کی

خصوصیات میں بتایا گیا تھا۔ بنیادی طور پر ریونڈ سو کے اس نظریے کے کئی نقات اس افسانے میں موجود ہیں ۔ یہ افسانہ بنیادی طور پر تھریٹ سٹیمو لیشن کو ہی بیان کر تا ہے۔ اس لیے کہ اس میں خواب کا جو عمل دکھایا گیا ہے۔ بنیادی طور پر حقیقی زندگی میں لڑکی کے حوالے سے اہم تھا اس افسانے کا کردار جس لڑکی کو اپنے خواب میں برے حالات میں دیکھتا ہے۔

وہ لڑکی بنیادی طور پر اس کے جاننے والی ہے اور وہ اس سے کبھی اس موضوع پر بات نہیں کر تا اور نہ ہی ان کے درمیان کوئی ایسی بات چیت رہی ہے لیکن خواب کا عمل اس کو اس تھریٹ کی نشاندہی کر رہا تھا جو کہ لڑکی کی ظاہری زندگی میں موجود تھا۔ یہ خواب بنیادی طور پر پیچیدہ خواب ہے جس کی علامات لاشعوری عمل کے ذریعے افسانے میں وارد ہوئی ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ افسانہ بنیادی طور پر لڑکی کی حقیقی زندگی کو لڑکے کے خواب کی صورت میں بیان کر تا ہے۔ خواب میں برے حالات اور اس کے ساتھ جنسی تعلق کا استوار ہونا ایسی علامات کو واضح کر رہا ہے جو کہ لڑکی کی حقیقی زندگی کے یکسر مختلف ہیں ۔ اس لیے کہ لڑکا خواب میں لڑکی کو جس کھائی میں گر تا ہوا دیکھ رہا تھا وہ بنیادی طور پر پاگل پن کی علامت کے طور پر سامنے آتی ہے جس کا اظہار افسانہ نگار نے بڑی ہی مہارت کے ساتھ کیا ہے۔ اس افسانے کی اہم علامات بنیادی طور پر کھڑا چیخنا غیر مرئی طاقت کربناک چیخ بنیادی طور پر ایسے الفاظ ہیں جو کہ تھریٹ کو ظاہر کرتے ہیں اور اسی سے ہی تھریڈ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہ کردار اپنی حقیقی زندگی میں اس کا مشاہدہ کر تا ہے جب وہ اس لڑکی سے خواب میں ملنے کے بعد ملاقات کر تا ہے۔

سریندر پرکاش نے اس موضوع پر کئی افسانے تحریر کیے ہیں۔ ان کا افسانہ پوسٹر بنیادی طور پر اسی موضوع کو بیان کر تا ہے۔ اس افسانے کی کہانی میں تو کئی اور خصوصیات بھی موجود ہیں لیکن ریونسو کے نظریے کے مطابق اس افسانے میں خواب کا عمل ویسا ہی سامنے آیا ہے جیسا کہ ریونسو کے نظریے کی خصوصیات میں بتایا گیا تھا۔ بنیادی طور پر ریونسو کے اس نظریے کے کئی نقات اس افسانے میں موجود ہیں ۔ یہ افسانہ بنیادی طور پر تھریٹ سٹیمو لیشن کو ہی بیان کر تا ہے اس لیے کہ اس میں خواب کا جو عمل دکھایا گیا ہے۔ بنیادی طور پر حقیقی زندگی میں لڑکی کے حوالے سے اہم تھا اس افسانے کا کردار جس لڑکی کو اپنے خواب میں برے حالات میں دیکھتا ہے۔ وہ لڑکی بنیادی طور پر اس کے جاننے والی ہے اور وہ اس سے کبھی اس موضوع پر

بات نہیں کرتا اور نہ ہی ان کے درمیان کوئی ایسی بات چیت رہی ہے لیکن خواب کا عمل اس کو اس تھریٹ کی نشاندہی کر رہا تھا جو کہ لڑکی کی ظاہری زندگی میں موجود تھا۔

یہ خواب بنیادی طور پر پیچیدہ خواب ہے جس کی علامات لاشعوری عمل کے ذریعے افسانے میں وارد ہوئی ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ افسانہ بنیادی طور پر لڑکی کی حقیقی زندگی کو لڑکے کے خواب کی صورت میں بیان کرتا ہے۔ خواب میں برے حالات اور اس کے ساتھ جنسی تعلق کا استوار ہونا ایسی علامات کو واضح کر رہا ہے جو کہ لڑکی کی حقیقی زندگی کے یکسر مختلف ہیں اس لیے کہ لڑکا خواب میں لڑکی کو جس کھائی میں گرتا ہوا دیکھ رہا تھا۔ وہ بنیادی طور پر پاگل پن کی علامت کے طور پر سامنے آتی ہے جس کا اظہار افسانہ نگار نے بڑی ہی مہارت کے ساتھ کیا ہے۔ اس افسانے کی اہم علامات بنیادی طور پر کھڈا چیخنا غیر مرئی طاقت کربناک چیخ بنیادی طور پر ایسے الفاظ ہیں جو کہ تھریٹ کو ظاہر کرتے ہیں اور اسی سے ہی تھریڈ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے یہ کردار اپنی حقیقی زندگی میں اس کا مشاہدہ کرتا ہے جب وہ اس لڑکی سے خواب میں ملنے کے بعد ملاقات کرتا ہے۔ سریندر پرکاش لکھتے ہیں

> "ایک رات میں نے خواب میں دیکھا انگنت سفید سفید چھوٹی چھوٹی چونٹیاں پریم ودا کے برہنہ جسم کو گھسیٹتی ہوئی ایک انتہائی گہری اور بھیانک کھڈے کے دہانے کی طرف لے چلی جارہی ہیں اور پریم ودا تکلیف سے تڑپ رہی ہے۔ وہ بڑے زور سے چیختی ہے لیکن اس کی آواز مجھ تک نہیں پہنچتی میں پاس کھڑا یہ سب تماشہ دیکھ رہا ہوتا ہوں۔ اس کا کل بلانا تڑپنا اور چیخنا مگر میرے ہاتھ پاؤں کسی غیر مرئی طاقت نے بالکل بے حرکت کر دیے ہیں ۔ میں نے ایک کربناک چیخ ماری اور اٹھ بیٹھا ساری رات مجھے نیند نہ ائی سارا دن کام کاج میں گزر گیا دوپہر کے بعد میں پریم ودا کے گھر کی طرف روانہ ہوا۔"(۵) (۱۲)

سریندر پرکاش نے افسانے میں خواب کی جنسی پرتوں کو بیان کیا ہے اور اس میں جو علامات واضح ہوتی ہیں بنیادی طور پر وہ ایسے کردار کے بارے میں اگاہی ہوتی ہے جس کے ساتھ مستقبل میں کچھ ایسا پیش آنے والا ہے جو کہ مختلف علامات کی صورت میں موجود ہے۔ یہ کردار بھی ان علامات کی وضاحت نہیں کر پاتا اور نہ ہی اپنی حقیقی زندگی میں اس لڑکی کو خواب کے بارے میں کچھ بتا پاتا ہے لیکن اس خواب کا اثر کسی نہ کسی کردار کی حقیقی زندگی پر لازمی ہوا ہے جو کہ اس لڑکی کی صورت میں دکھایا گیا ہے۔ اس لڑکی کی یہ حالت بنیادی طور

پر کسی اور وجہ سے ہوئی ہے لیکن اس کردار کے یہاں یہ مخصوص علامات اس لڑکی کے ساتھ ہوئے واقعے کو بیان کرتی ہیں۔ اس کردار کے لیے سب سے بڑا معمہ یہ ہوتا ہے کہ جب یہ اس لڑکی سے دوبارہ ملتا ہے جب یہ دوبارہ ملتا ہے تو نہ ہی وہ لڑکی سے پہچانتی ہے اور نہ ہی کوئی بات کرتی ہے۔ اس لڑکی کا نوکر اسے بتاتا ہے کہ میڈم آج کل پاگل ہو گئی ہیں۔ بالکل چپ چاپ بیٹھی رہتی ہیں اور ہر وقت رامائن پڑتی رہتی ہیں ۔

یہ کردار بنیادی طور پر اس لڑکی سے ملنے کے لیے آیا تھا اس لیے کہ وہ تھریٹ سٹیمولیشن کے تحت اپنے خواب کے عمل سے ڈرا ہوا تھا۔ وہ اس لڑکی کے بارے میں جاننا چاہتا تھا کہ وہ کیسی ہے لیکن جب اس کی حقیقت اسے معلوم ہوئی تو اسے ایک دھچکا لگا تھریڈ ٹیمولیشن بنیادی طور پر کسی بھی کردار کے اندر وہ خوف پیدا کرنے میں کامیاب ہوتی ہے جو کہ کسی نہ کسی حادثے یا واقعی کی وجہ سے رونما ہوا ہوتا ہے یا مستقبل میں آنے والے واقعات کی پہلے سے خبر گیری کا اعلان ہوتا ہے۔ یہ کردار جب اس لڑکی کے گھر پہنچتا ہے اور اس کی حالت دیکھتا ہے ۔ اس حوالے سے سریندر پرکاش نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ سریندر پرکاش افسانے میں لکھتے ہیں:

> "پریم ودا نے کانپتی ہوئی اواز سے اسے پکارا مگر میری اواز گلے میں ہی اٹک کر رہ گئی۔ وہ میری طرف بالکل متوجہ نہ ہوئی بے چینی سے میرے پاؤں ایک جگہ ٹک نہیں رہے تھے۔ مجھے اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی مڑ کر دیکھا تو وہ ملازم جو ایک دن کمرے میں بیر کی ٹرے لے کر آیا تھا میری طرف آ رہا تھا۔ میری سوالیہ نظریں اس کے چہرے پر جم گئیں۔ اس نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر مجھے چپ رہنے کا اشارہ کیا اور بازو سے پکڑ کر پرے لے گیا اور بڑے رازدارانہ انداز میں کہنے لگا۔ انہیں نہ بلائیں بی بی جی تو کئی دن ہوئے اچانک پاگل ہو گئی ہیں اب وہ بس یہیں بیٹھی رامائن پڑھتی رہتی ہیں ۔"(٦) (١٣)

## ٢۔ خوابوں کی ارتقائی خصلت:

ریونسو کے مطابق سریندر پرکاش کے افسانے کا کردار بھی ایسی ہی کیفیت میں گرفتار ہے۔ وہ نیند میں ایسے تھریٹ کو واضح ہوتے دیکھتا ہے جس کا تعلق اس کی ماضی کی زندگی کے ساتھ بھی مخصوص ہے۔ بنیادی طور پر ماضی میں ہونے والے ایسے واقعات لاشعوری عمل کے ذریعے خوابوں میں وارد ہوتے ہیں ۔ ایسے خوابوں کا شکار افراد حقیقی زندگی کے کئی واقعات کو خواب کی صورت میں دیکھتے ہیں اور اس کے خوف اور

تھریٹ کے اثر سے باہر نہیں آتے۔ بنیادی طور پر ایسے افراد کا لاشعوری عمل بھیس بدل بدل کر ایک ہی واقعے کو مختلف صورتوں میں دکھاتا ہے جو فرد کے لیے خوف کا باعث بنتے ہیں اور ان خوابوں کا تواتر سے انا اس بات کی دلیل ہے کہ اپ کو سائکیٹرس سے ملنا چاہیے جو اپ کے خوابوں کی وضاحت کرے اور اس مخصوص عمل تک پہنچے جس کی وجہ سے تھریٹ کے اثرات واضح ہوتے ہیں۔ اس عمل کے لیے تحلیل نفسی کی مدد لی جاتی ہے جس سے فرد کے لاشعوری عمل کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور خواب میں ظاہر ہوئی مخصوص علامات کے ذریعے اس فکر تک رسائی حاصل کی جاتی ہے جس کی وجہ سے فرد کی حقیقی زندگی متاثر ہو رہی ہے۔ سریندر پرکاش لکھتے ہیں۔

"میں گھبرا کر نیند سے بیدار ہوا۔ کیاہوا؟ میری بیوی نے مجھے چہرے گھورتے ہوئے پوچھا۔ بڑا ہی عجیب خواب تھامیں نے جواب دیا۔ کیا تھا۔ وہ بیوی نے حیرانی سے پوچھا۔ میں نے دیکھا۔۔۔ بے جان بجو کا درانتی لیے کھیت کاٹ رہا تھا اور بہت سے بیل ہماری چراگاہ چٹ کیے جارہے تھے۔ او، اب کیاہوگا۔ میری بیوی خوفزدہ ہوگئی۔"(۱۴)

جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ہمارے یہاں کم ایسے افسانہ نگار موجود ہیں جنھوں نے نفسیات کے اہم موضوعات پر افسانے تحریر کیے ہوں۔ سریندر پرکاش کا یہ افسانہ بنیادی طور پر اس کردار کی ذہنی کیفیت کو بیان کرتا ہوا افسانہ ہے جہاں تھریٹ سٹیمولیشن کے اثرات اس کی حقیقی زندگی پر کچھ اس طرح سے اثر انداز ہوتے ہیں کہ تھریٹ کا عنصر خواب سے نکل کر حقیقی زندگی کو متاثر کرنے لگتا ہے۔ اس تھریٹ کا تعلق اس کردار کے ساتھ ساتھ اس کی بیوی کے کردار میں بھی ظاہر ہوتا ہے جس کے رویے سے ظاہر ہوتا ہے کہ کردار کا یہ عمل وہ کئی مرتبہ دیکھ چکی ہے اور یہ خواب تواتر سے کردار دیکھتا رہتا ہے۔ اس افسانے کے اغاز میں اس کا بیک گراؤنڈ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس میں یہ کردار برے حالات میں زندگی گزار رہا تھا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کردار پر بھی زمانے کا اثر ہوا اور اس نے اپنے حالات کو بدلا۔ حالات بدلنے کے ساتھ ساتھ خوابوں کا یہ تسلسل اس کے ساتھ رہا جو مختلف طرح کے تھریٹ کہ اثرات کو واضح کرتا ہے۔ اس کردار کی تحلیل نفسی اور لاشعوری عمل کی وضاحت کی جائے تو معلوم ہو گا کہ اس کے لاشعور میں ماضی کے کئی ایسے واقعات شکلیں بدل بدل کر اس کے خوابوں میں آتے رہتے ہیں جو اس کے لیے خوف کا باعث بنتے ہیں۔ کردار چونکہ اپنے ذہنی عمل سے ناشنا ہے اس لیے وہ ان خوابوں کی کوئی بہتر

تعبیر نہیں کر پاتا بلکہ اپنے خوابوں کو حقیقی شکل میں سامنے دیکھتا ہے۔ سریندر پر کاش کے یہاں ایسے افسانے فرد کی گہری نفسیات کو ظاہر کرتے ہیں۔

## حوالہ جات


۱۔ /https://pubmed.ncbi.nlm.nih.gov

۲۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، نفسیاتی تنقید، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۲۰۰۷، ص ۱۱۹

۳۔ نعیم احمد، ڈاکٹر، سیگمنٹ فرائڈ نظریہ تحلیل نفسی، نگارشات پبلیکیشن لاہور، ۲۰۲۱، ص ۹۲

۴۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، نفسیاتی تنقید، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۲۰۰۷، ص ۲

۵۔ حسن عسکری، ستارہ بادبان، مکتبہ سات رنگ اکبری منزل، کراچی، ۱۹۶۳، ص ۳۶

۶۔ منشایاد، میں اپنے افسانوں میں تمھیں ملوں گا، نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، ۲۰۱۱، ص ۳۳۴

۷۔ منشایاد، میں اپنے افسانوں میں تمھیں ملوں گا، نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، ۲۰۱۱، ص ۵۶۷

۸۔ شہزاد احمد، الفر ایڈلر انفرادی نفسیات اور احساس کمتری، سنگ میل پبلیکیشن لاہور، ۱۹۹۹، ۲۵۹-۲۶۰

۹۔ منشا یاد، میں اپنے افسانوں میں تمھیں ملوں گا، نیشنل بک فاؤنڈیشن آسلام آباد، ۲۰۱۱، ص ۴۴۰

۱۰۔ خالد سہیل، ڈاکٹر، انسانی شعور کا ارتقا، بک ٹائم اردو بازار کراچی، ۲۰۱۳، ص ۹۶

۱۱۔ اسد محمد خان، غصے کی فصل، القا پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۳، ص:۹

۱۲۔ سریندر پرکاش، تحقیق و تدوین، ڈاکٹر نبیل احمد، کلیات سریندر پرکاش، الحمد پبلکیشن لاہور ۲۰۲۱، ص ۲۰۶

۱۳۔ سریندر پرکاش، تحقیق و تدوین، ڈاکٹر نبیل احمد، کلیات سریندر پرکاش، الحمد پبلکیشن لاہور ۲۰۲۱، ص ۲۰۷

۱۴۔ سریندر پرکاش ،کلیات سریندر پرکاش ،ترتیب و تدوین ،ڈاکٹر نبیل احمد ،الحمدللہ پبلیکیشن لاہور ،۲۰۲۱، ص ۴۶۶

باب: پنجم

# مجموعی جائزہ، نتائج وسفارشات

## الف: ماحصل

زیر نظر تحقیقی مقالہ "جدید اردو افسانے میں نظریہ خواب بطور تکنیک" خواب کی فکری، نفسیاتی، علامتی اور ادبی جہتوں کا ایک گہرا اور باریک بین تجزیہ پیش کرتا ہے۔ اس مقالے میں خواب کو بطور ادبی تکنیک برتنے کے مختلف طریقوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ افسانہ نگاروں نے جس مہارت اور تخلیقی صلاحیت سے خواب کو کہانی کی ساخت، کرداروں کی تشکیل اور داخلی کرب کی تصویر کشی کے لیے استعمال کیا ہے، وہ جدید اردو افسانے کو ایک نئی معنویت بخشتے ہیں۔ مقالے کو چار ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے جن میں ہر باب خواب کی تفہیم اور اس کے ادبی استعمال کے ایک خاص زاویے کو نمایاں کرتا ہے۔

پہلا باب نظریہ خواب اور اس کے بنیادی فکری و نفسیاتی مباحث پر مشتمل ہے۔ اس باب میں سب سے پہلے خواب کی مختلف اقسام کا تعارف دیا گیا جن میں سچے خواب، شیطانی خواب اور نفسیاتی خواب شامل ہیں۔ اسلامی نقطۂ نظر سے خوابوں کو ایک مقدس اور پیش گوئی پر مبنی ذریعہ قرار دیا گیا، جیسا کہ حضرت یوسفؑ کے خواب کا قرآنی بیان اس کی بہترین مثال ہے۔ اس کے بعد جدید نفسیات کے تناظر میں خواب کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کی گئی۔ اس باب میں تین نمایاں نظریات کا اجمالی تعارف پیش کیا گیا ہے: فرائیڈ کا تحلیل نفسی

کا نظریہ، ژونگ کا اجتماعی لاشعور کا نظریہ، اور ریونسو کی تھریٹ سٹیمولیشن تھیوری۔ ان نظریات کی ابتدائی تفہیم نے بعد کے ابواب کی بنیاد فراہم کی۔

دوسرا باب خواب کو بطور تکنیک جدید اردو افسانے میں برتنے کے انداز کا نفسیاتی تجزیہ فراہم کرتا ہے، اور اس باب میں بنیادی طور پر سگمنڈ فرائیڈ کے تحلیل نفسی کے نظریہ کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ افسانہ نگاروں نے خواب کو کرداروں کے لاشعور کی نمائندگی، جنسی و نفسیاتی دبی خواہشات، اور بچپن کی محرومیوں کے اظہار کے لیے استعمال کیا ہے۔ کردار بیداری میں جو باتیں نہیں کہہ پاتے، وہ خواب کی حالت میں ظاہر کرتے ہیں۔ فرائیڈ کے مطابق خواب لاشعور کی دبی ہوئی خواہشات کا اظہار ہوتا ہے، اور اردو افسانے میں یہ اظہار اکثر علامتی انداز میں ظاہر ہوتا ہے۔ کرداروں کے خواب ماضی کی ایسی گتھیوں کو سلجھاتے ہیں جو بیدار شعور میں دبی ہوئی تھیں۔ ان خوابوں کے ذریعے افسانہ نگاروں نے انسانی نفسیات کی ان پرتوں کو نمایاں کیا ہے جو شعوری بیانیے سے اوجھل رہتی ہیں۔ خواب میں وارد ہونے والے مناظر، علامتیں، اور تشبیہیں دراصل لاشعور کے وہ مظاہر ہیں جو کردار کی داخلی کشمکش، احساس جرم، خواہشات یا خوف کی نمائندگی کرتے ہیں۔ خواب اس طرح بیانیے کو صرف واقعاتی سطح پر نہیں بلکہ علامتی، داخلی اور تجزیاتی سطح پر وسعت دیتا ہے۔

مجوزہ موضوع میں فرائیڈ کے نظریے خواب کے حوالے سے تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ فرائیڈ کا نظریہ خواب بنیادی طور پر خوابوں کی عمل کی وضاحت کرتا ہے اور خوابوں کی مختلف حالتوں کو بیان کرتا ہے جو کہ فرائیڈ نے اپنی تحقیقات کے دوران اخذ کیے ہیں۔ اس حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا فرائڈ کے یہاں خوابوں کی تفصیلات کو جاننے کے لیے لاشعوری وسیلہ اظہار سے رہنمائی لی گئی ہے۔ بنیادی طور پر فرائیڈ نے اپنے مریضوں پر تحقیقات کے دوران خواب کی مختلف صورتوں کی وضاحت کی ہے۔

فرائیڈ کے یہاں خواب ماضی کی یادداشت کے طور پر بھی واضح ہوتے ہیں اور ماضی کے ایسے واقعات کی تفصیلات بیان کرتے ہیں جو فرد پر کسی نہ کسی طرح سے اثر انداز ہوتی ہیں۔ خوابوں کی اس تفصیل کو مزید وضاحت سے سمجھنے کے لیے جدید اردو افسانے کے ان فن پاروں کو منتخب کیا گیا ہے جس میں خواب ماضی کی یادداشت کے طور پر واضح ہوتے ہیں۔ مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جدید نفسیات کو فکشن میں بھی کئی طرح سے بڑھتا گیا ہے۔ جدید اردو افسانہ نگاری میں رشید امجد منشایات سریندر پرکاش اور احمد جاوید نے متعدد ایسے

خوابوں کی تفصیلات پیش کی ہیں جو کسی بھی فرد کی ماضی کی یادداشت کو واضح کرتے ہیں۔ یہ خواب بنیادی طور پر فرد کے ذہن کو اس وقت متاثر کرتے ہیں جب یہ لاشعوری ذریعہ اظہار کے ذریعے خواب میں آتے ہیں ۔اس حوالے سے رشید امجد کا افسانہ ڈوبتی پہچان سریندر پرکاش کا افسانہ علامت کے اُرپار اور احمد جاوید کا افسانہ خوابوں پہ تکیہ بنیادی طور پر ایسے افسانے ہیں جو خواب کی تکنیک میں لکھے گئے ہیں اور ماضی کی یادداشتوں پر مبنی ہیں جو کہ خواب کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں۔

فرائڈ کے یہاں نظریہ خواب میں سب سے اہم نا اسودہ خواہشات کی تکمیل ہے۔اس حوالے سے فرائیڈ کا کہنا یہ ہے کہ خواب نا اسودہ خواہشات کی تکمیل کرتے ہیں۔ان خواہشات میں عموما جنسی خواہشات شامل ہوتی ہیں جو فرد کے ذہن کو کسی نہ کسی طرح سے متاثر کرتی ہیں۔ جنسی نہ اسودہ خواہشات کے ساتھ ساتھ روز مرہ زندگی کی ایسی خواہشات جو تکمیل پذیر نہیں ہوتی وہ بھی عموماخوابوں کی صورت میں ہی ظاہر ہوتی ہیں اس حوالے سے جدید اردو افسانے میں اسد محمد خان کا افسانہ ناممکنات کے درمیان منشایات کا افسانہ کرچیاں ایک خواب کی اور سریندر پرکاش کا افسانہ سرکس اس حوالے سے اہم افسانے ہیں۔یہ افسانے بنیادی طور پر خواب میں نااسودہ خواہشات کی تکمیل کو واضح کرتے ہیں اور خواب کی ان علامات کو واضح کرتے ہیں جن پر چلتے ہوئے کوئی بھی نفس ادان اپنے مریض کے لاشعوری عمل تک پہنچتا ہے جس سے خواب کے عمل کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔

فرائیڈ کے نزدیک فرد کا ماضی کئی طرح سے اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔اس لیے کہ ماضی میں بیتے ہوئے واقعات ذہن انسانی سے خارج نہیں ہوتے بلکہ یہ عمل ہمارے لاشعور کا حصہ بن جاتے ہیں۔لاشعور کا حصہ بننے کے بعد یہ مختلف علامات کی صورت میں خواب میں آتے ہیں۔بنیادی طور پر ماضی کی ان یادداشتوں میں ایسے واقعات موجود ہوتے ہیں جو کسی نہ کسی سطح پر اظہار کے وسیلے سے محروم رہتے ہیں جو اپنی شناخت کروانے کے لیے مختلف علامات کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔فرائیڈ بنیادی طور پر ماضی کی ان یادداشتوں کو اس حوالے سے اہم سمجھتے ہیں کہ کسی بھی فرد کے مسائل کو سمجھنے کے لیے لاشعوری وسیلہ اظہار کو سمجھنا نہایت ضروری ہے جس میں فرد پر بیتے ہوئے ایسے واقعات موجود ہوتے ہیں ان واقعات کو علامات کی صورت میں سمجھ کر ان تک رسائی حاصل کی جا سکتی ہے اور متاثرہ فرد جو کسی خواب کی وجہ سے ذہنی پیچیدگی کا شکار ہے اسے ختم کیا جا سکے۔ذہنی پیچیدگیوں کا عموما تعلق ماضی کی ان یادداشتوں سے ہوتے ہیں جو فرد کی زندگی میں پیش آئے ہیں۔

فرائڈ اس حوالے سے سمجھتے ہیں کہ فرد کے ذہنی عوامل کو سمجھنے اور ان کے حل کے لیے تحلیل نفسی کا طریقہ کار سب سے معاون ثابت ہوتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ فرد پر بھی یہ پابندی عائد ہوتی ہے کہ وہ نفس اذان کے سامنے ماضی کے ان تمام واقعات کو بیان کرے تا کہ نفسیادان ان واقعات کے ذریعے لاشعوری علامات کی جانچ پرکھ کر سکے۔اس حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ بہت سے افراد اس عمل میں جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں کہ ان کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کا شعور ان چیزوں کو سینسر کر دیتا ہے جو فرد کے لیے کسی بھی خوف اور خطرے کا باعث ہوتی ہیں۔اس عمل کو دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ فرد اپنی زندگی کے واقعات کو سینسر کرنے کی بجائے نفسیادان پر بھروسہ کرے اور اسے حقیقت سے اگاہ کرے تا کہ اس کی مدد کی جاسکے اور حقیقی زندگی میں ان واقعات کی وجہ سے جو مسائل پیش ارہے ہیں ان کو دور کیا جاسکے۔یہی عمل کسی بھی فرد کو صحت مند زندگی کی طرف لاتا ہے۔

خواب جنسی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ بھی ہیں۔فرائیڈ کے نزدیک اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ جنسی معاملہ ہمارے معاشرے میں ایک ایسا عمل ہے جس پر سب سے زیادہ پابندیاں لگائی جاتی ہیں اور معاشرے میں اس عمل کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا اس لیے عموماً خواب جنسی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ ہوتے ہیں ۔اس حوالے سے جدید اردو افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا رشید امجد کا افسانہ بنجر لہو کا منظر، سریندر پرکاش کا افسانہ پوسٹر اور منشایاد کا افسانہ تیاری اس حوالے سے اہم افسانے ہیں۔

جدید اردو افسانے میں ناآسودہ خواہشات کے حوالے سے متعدد طرح کے افسانے تحریر کیے گئے ہیں۔جدید نفسیات کے علم کے انے کے ساتھ ساتھ ایسا ادب بھی تخلیق ہونے لگا جو جدید نفسیات کی بدھیوں کو سلجھاتا ہے۔جدید اردو افسانہ بنیادی طور پر ایسے کئی موضوعات کو پیش کرتا ہے جن کا تعلق جدید نفسیات کے ساتھ ہے۔ناسودہ خواہشات کی متعدد صورتیں جدید اردو افسانے میں نظر اتی ہیں۔فرائیڈ اس حوالے سے بالخصوص جنسی خواہشات کا ذکر کرتے ہیں اور عمومی ذکر ان خواہشات کا ہوتا ہے جو روز مرہ زندگی میں نہ اسودگی کا شکار ہیں۔یہ خواہشات رشتوں میں مطابقت، روپے پیسے کی خواہش اور کسی ایسے کام کو کرنے کی خواہش کو ظاہر کرتے ہیں جو فرد اپنی زندگی میں نہیں کر پاتا یا اس کے لیے ناممکن ہوتا ہے یہی ناممکنات بنیادی طور پر ذہنی خلفشار کا سبب بنتی ہیں اور لاشعور میں منتقل ہو جاتی ہیں۔

لاشعور میں موجود ایسی خواہشات اپنے وسیلہ اظہار کے لیے خواب کی صورت کو استعمال کرتی ہیں اور فرد پر علامات کی صورت میں واضح ہوتی ہیں۔ جدید اردو افسانے میں رشید امجد اور سریندر پرکاش اور احمد جاوید نے کثرت سے افسانے تحریر کیے ہیں جو جدید نفسیات کے کئی موضوعات کو واضح کرتے ہیں۔ ان موضوعات میں اہم موضوع نا اسودہ خواہشات کی تکمیل ہے جس کو مختلف صورتوں میں پیش کیا جاتا ہے۔ فرائیڈ جنس کے حوالے سے اپنے ہم اثر نفس دانوں سے مختلف رائے رکھتے ہیں جس کا تعلق یہ بچپن سے جوڑتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نہ اسودہ خواہشات ذہنی عمل میں لمبے عرصے تک قیام پذیر رہتی ہیں اور اپنے اظہار کے لیے لاشعوری طریقہ کار کو استعمال کرتی ہیں۔

فرائیڈ کی تحقیقات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ انہوں نے تحلیل نفسی کے طریقہ کار کو نظریہ خواب میں اس حوالے سے استعمال کیا ہے کہ خوابوں کے اندر موجود پیچیدہ علاماتی نظام کو سمجھا جائے اور فرد کے لاشعوری ذہن تک رسائی حاصل کی جائے تا کہ اس کی تفہیم ہو اور فرد ان معاملات سے باہر اسکے جس کا شکار وہ خواب میں ہوا ہے۔ ایسے خواب بنیادی طور پر فرد کے ذہن کو کئی طرح سے متاثر کرتے ہیں جس سے حقیقی زندگی میں مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ فرائیڈ نے ایڈ یپس کمپلیکس کے حوالے سے بھی ذکر کیا ہے کہ خواب میں ایڈ یپس کمپلیکس کی مختلف صورتیں لاشعوری طور پر واضح ہوتی ہیں۔

فرائیڈ کے یہاں ایڈ یپس کمپلیکس کا پورا نظریہ موجود ہے لیکن یہ اس نظریے کو خواب کی صورت میں بھی دیکھتے ہیں جو مختلف طرح سے فرد کے لاشعوری عمل میں داخل ہوتا ہے۔ ایڈ یپس کمپلیکس بنیادی طور پر باپ اور بیٹے کی رقابت اور ماں اور بیٹی کی رقابت کو ظاہر کرتا ہے۔ باپ اور بیٹے کی رقابت بنیادی طور پر ایڈ یپس کمپلیکس ہی ہے جو مختلف حالات کے تحت خواب کی صورت میں بھی واضح ہوتا ہے۔ ایڈ یپس کمپلیکس کی اہم صورت یہ ہے کہ باپ اور بیٹے کے درمیان لڑائی جھگڑا اور تناؤ کی کیفیت خواب کی صورت میں نظر اتی ہے جو فرد کی حقیقی زندگی کو بھی متاثر کرتی ہے۔

ایڈ یپس کمپلیکس کی مختلف صورتوں کو جدید اردو افسانے میں دیکھا جا سکتا ہے۔ بنیادی طور پر ائی ڈی پس کمپلیکس خواب میں ایسی علامات کو واضح کرتا ہے جو رقابت پر مبنی ہوتی ہیں۔ اس حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ باپ اور بیٹے کے درمیان رقابت ایڈ یپس کمپلیکس کے ذریعے ہی واضح ہوتی ہے۔ متاثرہ فرق اس عمل کو خواب میں دیکھتا ہے اور تھریٹ کی علامات اس کے دماغ میں پیدا ہوتی ہیں بنیادی طور پر یہ

تھریٹ ایڈیپس کمپلیکس کے ذریعے یہ سامنے اتا ہے۔یہ عمل خواب میں فرد کو کئی طرح سے متاثر کرتا ہے جس کی علامات کو سمجھتے ہوئے اس عمل کی تفہیم ہوتی ہے۔

مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ایسے خوابوں کی تفہیم عام طور پر ناممکن نظر اتی ہے یا اسے لاشعوری کار گزاری کہہ کر اسے فراموش کر دیا جاتا ہے لیکن تحلیل نفسی نے اس عمل کی سنجید گی کو کئی طرح سے واضح کیا ہے۔اس لیے کہ کوئی بھی شخص جب اس کا شکار ہوتا ہے تو اس کی حقیقی زندگی بھی اس سے متاثر ہوتی ہے اور زندگی میں بے ترتیبی پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے یہ بے ترتیبی اسے باپ کے خلاف عمل کرنے پر اکساتی ہے جو لاشعوری طور پر سرزد ہوتے ہیں۔فرد ان عوامل کے بارے میں خود بھی نہیں سمجھتا کہ یہ کیوں ظاہر ہو رہے ہیں اور وہ ذہنی طور پر متاثر ہوتا ہے ان عوامل کو سمجھنے کے لیے فرائیڈ تحلیل نفسی کے ذریعے ایڈیپس کمپلیکس کی پیچیدہ علامات کو سمجھتے اور اس کی تفہیم کرتے ہیں تاکہ فرد ان عوامل سے واقف ہو جائے جس کی وجہ سے یہ خواب کی صورت میں ظاہر ہو رہے ہیں۔

فرائیڈ کے نزدیک فرد جب اپنے ذہنی عمل سے اگاہ ہو جاتا ہے تو وہ اسے اسانی سے حل کر سکتا ہے اگر ان عوامل کو نہ سمجھا جائے تو فرد کی حقیقی زندگی کئی طرح سے متاثر ہوتی ہے۔جدید اردو افسانے میں ائی ڈی پس کمپلیکس کے ان مسائل کو سمجھنے کے لیے کئی طرح کے فن پارے ترتیب دیے گئے ہیں جو اسی عمل کی وضاحت کرتے ہیں۔

جدید اردو افسانے میں اس حوالے سے کئی افسانے لکھے گئے ہیں جس میں اہم افسانہ سریندر پرکاش کا افسانہ احوال یہ ہے انور علی خان،اسد محمد خان کا افسانہ دارالخلافے اور لوگ،منشایاد کا افسانہ غول بیابانی خواب میں ایڈیپس کمپلیکس کی مختلف صورتوں کو واضح کرتے ہیں۔فرائیڈ بنیادی طور پر خوابوں کو اہم جانتے ہیں اور کسی بھی فرد کی زندگی سے ان کے تعلق کی وضاحت کرتے ہیں۔یہ مانتے ہیں کہ خواب ایسی باتوں کا وسیلہ اظہار بنتے ہیں جن کا اظہار شعوری سطح پر ممکن نہیں ہوتا۔اس حوالے سے کئی طرح کے مسائل ہو سکتے ہیں جو معاشرتی سماجی اور سیاسی سطح پر فرد کے ذہن کو متاثر کرتے ہیں اور ان موضوعات پر پابندی لگاتے ہیں جن کا اظہار معاشرتی اور سماجی سطح پر ممکن نہیں ہوتا۔

فرائیڈ کے نزدیک خوابوں کا عموما محرک نہ اسودہ خواہشات اور جنسی خواہشات ہیں جن پر معاشرتی طور پر کئی طرح سے پابندیاں لگائی جاتی ہیں اور ہر دور میں جنسی محرکات کی پابندیاں ہی ذہن انسانی کو متاثر کرتی

ہیں۔ ان کی وجہ سے خواب عموماً جنسی معاملات کو لاشعور کے پردے پر ظاہر کرتی ہیں۔ اس حوالے سے فرائیڈ میں اپنے مریضوں پر کئی طرح کی تحقیقات کی ہیں اور ان کے خوابوں سے اس ذریعہ اظہار کو سمجھنے کی کوشش کی ہے جو لاشعوری طور پر ذہن انسانی میں پیدا ہوتے ہیں۔

فرائیڈ نے اپنے نظریہ خواب میں کئی طرح کے خوابوں کی تفہیم کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے خوابوں کے حوالے سے تحقیقی طور پر اس بات کو ثابت کیا ہے کہ خواب نا آسودہ خواہشات کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ انا اس خواہشات میں بڑی تعداد ان خواہشات کی ہے جو جنسی خواہش سے تعلق رکھتے ہیں اس کے علاوہ دیگر نا آسودہ خواہشات بھی اسی زمرے میں شامل ہوتی ہیں۔

فرائیڈ کے نزدیک بنیادی طور پر ایسی خواہشات جو ہمارے شعور کے سینسر سے ہو کر نہیں گزرتی اور ان کو کسی طرح کا کوئی راستہ نہیں ملتا تو یہ خواہشات بھیس بدل کر ہمارے لاشعور میں شامل ہوتی ہیں اور پھر ایک خاص وقت کے بعد خواب کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں۔ یہ خواہشات بنیادی طور پر خواب میں مختلف علامات کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں جن کی شناخت اور تفصیلات کو جاننے کے لیے تحلیل نفسی کا طریقہ کار استعمال کرنا ہوتا ہے جس سے نفسیا دان بنیادی طور پر فرد کے ذہن کے ان معاملات کو علامات کے ذریعے جاننے کی کوشش کرتا ہے اور اس کی تفصیلات کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے جس کی وجہ سے کسی بھی فرد کو خواب آتے ہیں۔

بنیادی طور پر یہ خواب فرد کے ذہن کو متاثر کرتے ہیں۔ اس میں ایسی علامات موجود ہوتی ہیں جو کہ فرد کی نا آسودہ خواہشات کو ظاہر کرتی ہیں۔ فرائڈ ان خوابوں کو فرد کی عمر کے ساتھ ہم آہنگ کرتے ہوئے معنی و مطالب نکالتے ہیں جس سے اس عمل کی تفہیم ہو پاتی ہے۔ ژونگ بھی خوابوں کی تفصیلات کو لاشعوری وسیلہ اظہار مانتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ لاشعوری عمل جن عوامل کو خواب کی صورت میں ظاہر کرتا ہے وہ بنیادی طور پر ذہن انسانی کے ان حالات کی عکاسی کرتے ہیں جن سے وہ گزر رہا ہوتا ہے۔ ژونگ خوابوں کی تفصیلات کو فرد کی روز مرہ زندگی کے واقعات کے ساتھ ملا کر دیکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک فرد کے خواب اس کی روز مرہ زندگی سے ہی نمو پاتے ہیں اور ایسے واقعات جن کا اظہار وہ نہیں کر پاتا خواب میں عموماً وہی واقعات بھیس بدل کر آتے ہیں۔ ان کو جاننے اور سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ فرد کے ذہن کی اس حالت کو سمجھا جائے جس میں خواب نمودار ہوتے ہیں۔ ژونگ کے نزدیک خوابوں کا تعلق عموماً ماضی کے ان واقعات کے ساتھ ہوتا ہے جو

فرد کی زندگی میں اہم ہوتے ہیں بلکہ وہ اشیاء جو فرد کے زیر استعمال ہیں وہ بھی خواب کئی طرح سے شامل ہوتی ہیں۔

تیسرے باب میں کارل ژونگ کے اجتماعی لاشعور اور ارکیٹائپس کے نظریے کو بنیاد بنا کر ان افسانوں کا تجزیہ کیا گیا ہے جن میں خواب کا استعمال فرد سے آگے بڑھ کر معاشرتی، ثقافتی اور انسانی تجربے کی گہرائیوں کو چھونے لگتا ہے۔ یہاں خواب صرف فرد کی نہیں بلکہ پوری تہذیب یا ثقافت کی نفسیات کی نمائندگی کرتا ہے۔ احمد جاوید کے افسانے "خوابوں پہ تکیہ" اور "کانچ کا شہر" میں اجتماعی لاشعور کی جھلک صاف نظر آتی ہے۔ کردار جو خواب دیکھتے ہیں، وہ صرف ذاتی تجربات کا نتیجہ نہیں بلکہ معاشرتی رکاوٹوں، اخلاقی جبر، اور وجودی تشویش کی علامت بن جاتے ہیں۔ اسی طرح منشا یاد، رشید امجد، اور سریندر پرکاش کے افسانے ایسے خوابوں پر مشتمل ہیں جہاں اجتماعی اساطیر، ثقافتی علامتیں، اور دیومالائی عناصر خوابوں میں گھل مل جاتے ہیں۔ ژونگ کے مطابق یہ خواب صرف فرد کی نہیں بلکہ پوری نسل کی یادداشتوں کا عکس ہوتے ہیں، اور ان خوابوں کے ذریعے افسانہ نگار نہ صرف کردار بلکہ قاری کو بھی اس اجتماعی لاشعور سے متعارف کراتا ہے۔ خواب کی یہ صورتیں علامت، تمثیل، اور استعارہ کے ذریعے پوری تہذیبی ساخت کو پیش کرتی ہیں۔

کارل ژونگ کے نزدیک خواب محض ذاتی لاشعور کی علامت نہیں بلکہ اجتماعی لاشعور کی وہ پرتیں ہیں جو صدیوں پر محیط انسانی تجربات، تہذیبی اقدار، اور ثقافتی علامتوں کی صورت میں ارکیٹائپ بن کر ظاہر ہوتی ہیں۔ وہ خوابوں کو داخلی صداقتوں اور پیش گوئی کے امکانات کا آئینہ سمجھتے ہیں۔ ژونگ کا خیال ہے کہ بعض خواب مستقبل کے حقیقی واقعات کا عندیہ دیتے ہیں، اور یہ خواب انسانی ذہن میں ایک گہری پیشگی آگاھی پیدا کرتے ہیں جو شعور کی گرفت سے باہر ہوتی ہے۔ خواب ان داخلی میلانات، دبی خواہشات، اور معاشرتی جبر کی علامت ہوتے ہیں جو شعوری زندگی میں اظہار سے قاصر رہتے ہیں۔ اجتماعی لاشعور کی یہ علامتیں خوابوں میں ظاہر ہو کر فرد کو اس کی سماجی اور ثقافتی شناخت سے جوڑتی ہیں۔ ژونگ کی نظریاتی تفہیم کو اردو افسانے میں کئی لکھاریوں نے شعوری یا غیر شعوری طور پر برتا ہے۔ احمد جاوید کے افسانے "کانچ کا شہر" اور "جلتی بجتی راکھ"، رشید امجد کا "تمنا کا دوسرا قدم"، اور سریندر پرکاش کا "بچپن میں سنی ہوئی کہانی" ایسے خوابوں کی مثالیں پیش کرتے ہیں جو حقیقت سے جڑے ارکیٹائپس اور پیچیدہ علامات پر مشتمل ہیں۔ ان افسانوں میں خواب فرد کی نفسیاتی پیچیدگی، سماجی اضطراب، اور روحانی خلاء کو نمایاں کرتے ہیں۔ ژونگ کے مطابق، خواب میں ظاہر

ہونے والی علامات صرف فرد کی نہیں بلکہ اس کے معاشرتی پس منظر کی نمائندہ ہوتی ہیں، اور یہی وہ پہلو ہے جس نے اردو افسانے میں خواب کو ایک علامتی اور فکری تکنیک بنا دیا۔ اردو افسانہ نگاروں نے ژونگ کے نظریے کی روشنی میں کرداروں کے خوابوں کو فرد اور معاشرے کے باہمی تعلق، جبر، انکار اور شناخت کے سوالات سے جوڑ کر ایک گہری معنویت عطا کی ہے۔ خواب محض جمالیاتی تجربہ نہیں، بلکہ فکری مکاشفہ بن کر ابھرتے ہیں، جو قاری کو داخلی اور اجتماعی حقیقتوں سے روشناس کراتے ہیں۔

چوتھے باب میں اینٹی ریونسو کی تھریٹ سٹیمولیشن تھیوری کو بنیاد بنا کر ایسے افسانوں کا تجزیہ کیا گیا ہے جن میں خواب مستقبل کے خطرات، داخلی خوف، یا ممکنہ تناؤ کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ اس نظریے کے مطابق خواب دراصل ایک دفاعی نظام ہے جو دماغ کو ممکنہ خطرات کے لیے تیار کرتا ہے۔ افسانوں میں خواب کردار کے خوف، سماجی بے یقینی، نفسیاتی دباؤ، اور داخلی کرب کو ظاہر کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ خواب صرف ماضی کی یاد یا دبی خواہش نہیں بلکہ ایک ایسی مشق ہے جس میں کردار خود کو لاحق خطرات سے نمٹنے کے لیے ذہنی طور پر تیار کرتے ہیں۔ بعض خواب کردار کو خبردار کرتے ہیں، بعض خواب ایک غیر مرئی خطرے کی علامت بن کر سامنے آتے ہیں، اور بعض خواب محض ایک جذباتی بغاوت کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ اس طرح افسانہ نگاروں نے ریونسو کے نظریے کو غیر شعوری طور پر برتتے ہوئے خواب کو داخلی مدافعت، جذباتی دفاع، اور سماجی عدم تحفظ کے اظہاریے کے طور پر پیش کیا ہے۔ خواب یہاں محض جمالیاتی تکنیک نہیں بلکہ ایک عملی نفسیاتی فعل بن جاتا ہے جو کردار کی ذہنی ساخت کو ظاہر کرتا ہے۔

جدید نفسیات میں تھریٹ سٹیمولیشن تھیوری کے اثرات بھی واضح طور پر نظر آتے ہیں۔ تھریڈ سٹیمولیشن کی تھیوری ریونسو نے پیش کی ہے تھریٹ سٹیمولیشن اور خوابوں کے حوالے سے رونسو نے اپنا نظریے میں اس کی وضاحت کی ہے کہ ایسے خواب جو تھریٹ سٹیمولیشن کے اثرات کو واضح کرتے ہیں۔ ایسے خواب بنیادی طور پر کسی نہ کسی خطرے یا کسی ایسے واقعے کو ظاہر کرتے ہیں جو فرد کے لیے خوف کا باعث بنتا ہے ایسے خواب بنیادی طور پر تھریٹ سٹیمولیشن میں شامل ہوتے ہیں۔

تھریٹ سٹیمولیشن کے حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ہمارے خوابوں کا ایک بڑا حصہ تھریٹ کے اثرات پر مبنی ہوتا ہے ایسے خوابوں میں بنیادی طور پر فرد کسی نہ کسی خطرے سے دوچار ہوتا ہے

اور خواب میں کسی ایسے واقع کو دیکھتا ہے۔ جس سے اس کے ذہن میں خوف اور دہشت کے اثرات پیدا ہوتے ہیں جو اس کی روز مرہ زندگی اور حقیقی زندگی میں کئی طرح کی رکاوٹوں کا سبب بنتے ہیں ۔ تھریٹ سٹیمو لیشن اور فرد کی جدید نفسیات کے حوالے سے ریو ننسوں نے نہایت اہم سوالات کو اٹھایا ہے بنیادی طور پر ریونسو کا کہنا یہ ہے کہ تھریٹ سٹیمو لیشن کے اثرات عام طور پر ہماری روز مرہ زندگی کے واقعات کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

تھریٹ سٹیمو لیشن میں بنیادی طور پر تھریٹ کے اثرات ماضی کی نسبت حال میں ہوئے واقعات زیادہ اہم ہوتے ہیں تھریڈ سٹیمو لیشن کے حوالے سے جدید نفسیات میں کئی طرح کے خوابوں کا ذکر کیا گیا ہے اور ان خوابوں میں ان علامات کو ابھارا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے کسی بھی فرد کے دماغ میں خوف کے اثرات پیدا ہوتے ہیں مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ تھریٹ سٹیمو لیشن کے اثرات خوابوں میں عام طور پر نظر آتے ہیں۔ یہ ایسے خواب ہیں جو کہ کسی بھی خطرے یا خوف کو ظاہر کرتے ہیں ریونسو نے تھریڈ سٹیمو لیشن کے اثرات کو کئی طرح سے خوابوں میں دیکھا ہے جیسے انہوں نے خطرات سے اگاہی کے حوالے سے کئی طرح کے خوابوں کا ذکر کیا ہے جس میں فرد کسی ایسے خطرے سے اگاہ ہو جاتا ہے جو اس کی زندگی میں پیش انے والا ہو ایسے خواب بنیادی طور پر خطرات سے اگاہی کا سبب بنتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے تھریٹس ریمو لیشن تھیوری میں دماغ کا فائٹ اور فلائٹ سیکشن کے حوالے سے بھی بات کی ہے اس حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ جدید اردو افسانے میں سریندر پرکاش منشایاد اور احمد جاوید نے کئی طرح کے افسانے تحریر کیے ہیں ۔

خواب بنیادی طور پر تھریٹ کا ذریعہ بنتے ہیں اس حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا جدید نفسیات کے اہم موضوعات میں تھریٹ سٹیمو لیشن بھی شامل ہے جس کے تحت کئی طرح کے خوابوں کا جائزہ لیا گیا ہے بنیادی طور پر ایسے خواب کئی اقسام کے ہوتے ہیں اس میں منفی اور مثبت دونوں طرح کے خواب شامل ہیں منفی خواب ایسے خواب ہوتے ہیں جو کسی منفی واقع یا رویے کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس حوالے سے اسد محمد خان کا افسانہ غصے کی نئی فصیل اور منشا یاد کا افسانہ ببول سے لپٹی ہوئی بیل اے اہم افسانے ہیں جس میں تھریٹ سٹیمو لیشن کے اثرات کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے یہ افسانے بنیادی طور پر تھریڈ سٹیمو لیشن کے منفی اثرات کو ظاہر کرتے ہیں۔

اس کے کردار بنیادی طور پر ایسے خوابوں کے ساتھ جڑے ہیں جو منفی رویوں کو اپنے خوابوں میں دیکھتے ہیں اور اس سے ان کا ذہن متاثر ہوتا ہے اور حقیقی زندگی میں بھی انہیں دشواری پیش اتی ہے بنیادی طور پر ریونسو تھریٹ سٹیمولیشن کے ساتھ خوابوں کی ارتقائی خصلت کو بھی دیکھتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ خواب کس ذریعے کے تحت اس عمل تک پہنچتے ہیں ریونسو بھی خوابوں کی ارتقائی خصلت کے حوالے سے لاشعور کا ذکر کرتے ہیں بنیادی طور پر ان کا ماننا یہ ہے کہ خوابوں کی ارتقائی خصلت لاشعوری عمل کے تحت روح پذیر ہوتی ہے اور اسی کے ذریعے ہی اس کے اثرات سامنے آتے ہیں بنیادی طور پر ایسے واقعات جو کہ روزمرہ زندگی میں کسی خطرے سے دوچار کرتے ہیں۔ یہ خطرات بنیادی طور پر لاشعور کا حصہ بنتے ہیں اور خوابوں میں اپنے اظہار کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔ جس سے تھریٹ کے اثرات فرد تک پہنچتے ہیں اور فرد ان خطرات سے نبرد اسماں ہونے کے لیے خواب میں کئی طریقہ ہائے کار استعمال کرتا ہے لیکن یہ تھریڈ اس قدر گہرا ہوتا ہے کہ اس کے اثرات خواب دیکھنے کے بعد حقیقی زندگی میں بھی معلوم ہوتے ہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ایسے فرد کو ماہر نفسیات سے رجوع کرنا چاہیے تا کہ وہ ان تھریٹ کے اثرات کی علامات سے فرد کے لاشعوری عمل تک رسائی حاصل کر سکے اور ایسے واقعات جو لاشعوری طور پر اس کے دماغ میں پیدا ہو رہے ہیں ان کو بہتر کر سکے۔

مجموعی طور پر تھریٹس ریمولیشن کے اثرات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ریونسوں نے خوابوں کے جن رویوں کا ذکر کیا ہے یہ بنیادی طور پر فرد کو کسی نہ کسی طرح سے خواب کے عمل میں متاثر کرتے ہیں۔ خواب کے عمل میں متاثرہ فرد بنیادی طور پر ان خوابوں کے اثرات کو اپنی حقیقی زندگی میں محسوس کرتا ہے جس کے اثرات اس کی زندگی پر نظر آتے ہیں بنیادی طور پر ایسے خواب حقیقت معلوم ہوتے ہیں اور دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے۔ یہ تھریٹ اور خطرات بنیادی طور پر صرف خواب میں نہیں بلکہ حقیقت میں بھی ظہور پذیر ہو سکتے ہیں اسی ڈر اور خوف سے فرد کئی طرح کے عوامل سے دوچار ہوتا ہے اور خوابوں میں ان تھریٹ کو بدلتی ہوئی صورتوں میں دیکھتا ہے اور یہ اس کے خوابوں میں آنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے یہ ذہنی طور پر متاثر ہوتا ہے اور ان خوابوں کے بارے میں سوچتا ہے۔ ایسے خواب بنیادی طور پر ذہنی زندگی کو متاثر کرتے ہیں کوئی بھی فرد جب ایسے خوابوں سے دوچار ہو تو اسے ماہر نفسیات سے ملنا چاہیے اور ان خوابوں کی تفصیلات اور علامات سے اگاہ کرنا چاہیے تا کہ اس کے لاشعوری دماغ تک رسائی حاصل کی جا سکے اور ان واقعات کو ذہن سے باہر لایا

جا سکے جس کی وجہ سے یہ اثرات پیدا ہو رہے ہیں۔ جدید اردو افسانے میں ایسے موضوعات کو متعدد طریقوں سے افسانوں میں برتا گیا ہے اور ایسے کرداروں کی ذہنی زندگی اور حقیقی زندگی کے تقابل سے کئی طرح کی علامات بنانے کی کوشش کی گئی ہے جس کے اثرات فرد کی شخصیت پر نظر آتے ہیں۔ خوابوں کی ارتقائی خصلت کے حوالے سے منشایاد کا افسانہ جہنم سے فرار اور اسد محمد خان کا افسانہ دریاب میر اہوا اہمیت کے حامل ہیں جس میں تھریٹ سٹیمولیشن کے اثرات کو واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے یہ جدید اردو افسانے کی خصوصیت ہے کہ اس نے جدید موضوعات کو بھی اپنے دامن میں سمویا ہے۔

ان چاروں ابواب کے مجموعی تجزیے سے واضح ہوتا ہے کہ خواب کو بطور تکنیک استعمال کرتے ہوئے افسانہ نگاروں نے انسانی ذہن، داخلی کرب، معاشرتی جبر، اور نفسیاتی اضطراب کو نہایت مہارت سے بیان کیا ہے۔ خواب کرداروں کے لیے ایک ایسی پناہ گاہ بن جاتا ہے جہاں وہ غیر شعوری طور پر اپنی وہ باتیں، وہ تجربے، اور وہ کیفیات بیان کرتے ہیں جو شعوری سطح پر ناقابل بیان ہوتی ہیں۔ خواب ایک داخلی بیانیہ ہے جو علامت، استعارہ اور تمثیل کے ذریعے کردار کے لاشعور کو قاری کے شعور تک منتقل کرتا ہے۔ تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خواب کا استعمال ایک فکری حکمت عملی ہے جس کے ذریعے افسانہ نگار شعور، لاشعور، ماضی، حال اور مستقبل کو ایک ساتھ برتتے ہیں۔ اس عمل میں خواب نہ صرف ایک بیانیہ وسیلہ بنتا ہے بلکہ وہ متن کا مرکزی خیال اور علامتی مرکز بھی بن جاتا ہے۔ خواب کے اس فکری، نفسیاتی اور تخلیقی استعمال نے اردو افسانے کو ایک نئی سطح، نئی گہرائی اور نیا افق عطا کیا ہے۔ یہ ماحصل اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ جدید اردو افسانہ نہ صرف جدید نفسیات سے ہم آہنگ ہے بلکہ وہ خواب کو بطور تخلیقی اور فکری تکنیک برتنے میں کامیاب بھی ہوا ہے۔

## ب: تحقیقی نتائج

مجوزہ موضوع جدید اردو افسانے میں نظریہ خواب بطور تکنیک کے نتائج کو درج ذیل نکات میں پیش کیا جاسکتا ہے۔

1- جدید اردو افسانے میں خواب کو بطور تکنیک متعارف کروانے کی کئی کامیاب کوششیں کی گئی ہیں، جن میں خواب محض فنتاسی نہیں بلکہ ایک فکری و نفسیاتی جہت رکھتے ہیں۔ ان افسانوں میں خواب کو کسی کردار کی نفسیاتی گہرائی، داخلی کشمکش اور شعور و لاشعور کے درمیان کی کشیدگی کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ خواب کی تکنیک کو اپناتے ہوئے افسانہ نگاروں نے انفرادی تجربات اور خوابوں کی مختلف اقسام کے ذریعے انسانی ذہن کی تہہ در تہہ پرتوں کو اجاگر کیا ہے۔ سریندر پرکاش، اسد محمد خان اور منشا یاد کے افسانے اس تناظر میں نمایاں ہیں، جہاں خواب کسی کردار کی شخصیت کی ساخت، یادداشت اور جذباتی کیفیت کو عیاں کرتے ہیں۔ اس کا مطالعہ بتاتا ہے کہ اردو افسانے میں خواب بطور ایک فکری و فنی آلہ پوری سنجیدگی سے برتا گیا ہے۔

2- فرائیڈ کے خوابوں سے متعلق نظریے کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ خواب دراصل انسانی لاشعور میں دبی ہوئی خواہشات کا اظہار ہوتے ہیں، خاص طور پر وہ خواہشات جو شعوری زندگی میں دبا دی جاتی ہیں۔ ان خواہشات کی نوعیت اکثر جنسی یا جذباتی محرومی پر مبنی ہوتی ہے، جو خواب میں علامتی پیرائے میں ظاہر

ہوتی ہیں۔ اردو افسانہ نگاروں نے اس پہلو کو بہت عمدگی سے برتا ہے۔ منشا یاد، احمد جاوید اور رشید امجد کے افسانے ایسے خوابوں کو پیش کرتے ہیں جو کردار کی کسی شدید ذہنی ناآسودگی، جذباتی الجھن یا لاشعوری تکلیف کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ان خوابوں کی تحلیل سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ افسانہ خواب کی مدد سے کردار کی نفسیاتی ساخت کو واضح کرتا ہے اور خواب کردار کے اندرونی بحرانوں کو ننگا کرتا ہے۔

3- جدید نفسیات کے حوالے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ خواب صرف انفرادی کیفیت کا مظہر نہیں بلکہ یہ پورے معاشرتی تناظر کو سمجھنے میں بھی مدد دیتے ہیں۔ آج کا انسان جتنی تیزی سے ترقی کر رہا ہے، اس کی ذہنی پیچیدگیوں میں بھی اتنا ہی اضافہ ہو رہا ہے، اور یہ خواب ان پیچیدگیوں کا عکس بن کر ابھرتے ہیں۔ نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا افراد کے خواب دراصل ان کی ذہنی حالت اور روزمرہ زندگی میں درپیش دباؤ کا اظہار ہیں۔ ان افسانوں کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ خواب ایک نفسیاتی اشارہ بھی ہیں جن کی مدد سے ماہرینِ نفسیات کسی فرد کی شخصیت کے اندرونی نظام کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

4- جدید اردو افسانے میں خوابوں کے ذریعے ان کرداروں کی ذہنی کشمکش کو اجاگر کیا گیا ہے جو حقیقی زندگی میں معاشرتی یا نفسیاتی دباؤ کا شکار ہوتے ہیں۔ یہ خواب صرف نفسیاتی مظہر نہیں بلکہ روشنی کی کرن بھی ہیں جو تاریک ذہنی کیفیت میں مبتلا کرداروں کو نئے شعور سے آشنا کرتی ہے۔ ایسے افسانے کردار کی ذہنی حالت، اس کی تبدیلی اور شعور کی بیداری کے مظہر بنتے ہیں۔ خواب محض الجھن یا علامت نہیں رہتے بلکہ ایک محرک بنتے ہیں جو کردار کی زندگی میں تبدیلی کا باعث بنتے ہیں۔

5- خواب کو تحلیل نفسی کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ لاشعور میں موجود ان تجربات، دبے ہوئے جذبات اور علامتی اشکال کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں جن کا تعلق اکثر بچپن، تکلیف دہ یادداشت یا سماجی جبر سے ہوتا ہے۔ خواب کے ذریعے جب ان علامات کی تشریح کی جاتی ہے تو یہ شخصیت کی تشکیل اور ذہنی سکون کا راستہ فراہم کرتے ہیں۔ اردو افسانہ نگاروں نے ان خوابوں کے ذریعے فرد کی ذہنی گہرائیوں کو نمایاں کیا ہے۔ خواب کا سچا تجزیہ تبھی ممکن ہے جب فرد ایمانداری سے اپنے تجربات بیان کرے، اور ان علامات کو یاد رکھنے اور بیان کرنے کی کوشش کرے، تاکہ ماہرِ نفسیات ان کی جڑوں تک رسائی حاصل کر سکے۔

6-	ژونگ کے خوابوں سے متعلق نظریے کے مطابق، خواب نہ صرف فرد کے ذاتی لاشعور کا حصہ ہوتے ہیں بلکہ ان کا تعلق اجتماعی لاشعور سے بھی ہوتا ہے۔ معاشرے میں جو موضوعات ممنوع سمجھے جاتے ہیں یا جن پر بات کرنا ممکن نہیں ہوتا، وہ فرد کے ذہن میں دبی ہوئی شکل میں موجود رہتے ہیں اور خواب کے ذریعے ظاہر ہوتے ہیں۔ ژونگ کے مطابق خواب معاشرتی، سیاسی اور مذہبی جبر کے خلاف لاشعور کی بغاوت ہوتے ہیں۔ اردو افسانہ نگاروں نے اس پہلو کو کامیابی سے پیش کیا ہے، جیسا کہ رشید امجد، احمد جاوید، منشا یاد اور سریندر پرکاش کے افسانوں میں اجتماعی لاشعور کے اثرات واضح طور پر محسوس کیے جاسکتے ہیں۔

7-	ژونگ کے اجتماعی لاشعور کے نظریے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خواب ہمارے معاشرتی ڈھانچے میں موجود ان خاموش مگر طاقتور خیالات اور دباؤ کا عکس ہوتے ہیں جو کسی فرد کی ذہنی زندگی پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ وہ باتیں جن پر گفتگو کرنا ممنوع سمجھا جاتا ہے، خواب کے ذریعے ظاہر ہو کر شعور میں داخل ہوتی ہیں۔ اس حوالے سے ژونگ اور فرائیڈ کے نظریات کا تقابل کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اگرچہ دونوں لاشعور کو خواب کا ذریعہ سمجھتے ہیں، مگر ژونگ کے نزدیک خواب کا اصل ماخذ اجتماعی لاشعور ہے جبکہ فرائیڈ انفرادی لاشعور اور دبائی گئی جنسی خواہشات کو ترجیح دیتے ہیں۔

8-	ژونگ کے نظریے کے مطابق کچھ خواب پیش گوئی کی حیثیت رکھتے ہیں، یعنی وہ مستقبل کے کسی ممکنہ واقعے کی پیشگی اطلاع ہوتے ہیں۔ ایسے خواب اسلامی نظریہ خواب میں بھی موجود ہیں جہاں خواب کو نبوی علم کا ایک پہلو سمجھا جاتا ہے۔ اردو افسانوں میں بھی ان خوابوں کو علامتی انداز میں پیش کیا گیا ہے، جہاں کردار اپنے خواب کی سچائی سے حیران رہ جاتا ہے۔ ان خوابوں کی تعبیر فرد کے شعور کو جھنجھوڑ دیتی ہے اور اس کی حقیقت اور تصور کے درمیان کی لکیر کو مٹا دیتی ہے۔ یہ خواب اس وقت معنی خیز بنتے ہیں جب انہیں تحلیلِ نفسی کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

9-	ریونسو کے نظریے کے مطابق بعض خواب ایسے ہوتے ہیں جو "تھریٹ" یا خطرے کے احساسات کی بنیاد پر تشکیل پاتے ہیں۔ یہ خواب فرد کی روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے خدشات، خوف یا عدم تحفظ کو خواب کی صورت میں ظاہر کرتے ہیں۔ ان خوابوں کی علامات اکثر دہشت، غیر یقینی یا حملے کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں۔ ایسے خواب فرد کی ذہنی صحت پر گہرا اثر ڈالتے ہیں اور اس کے شعور و لاشعور کے درمیان کشمکش پیدا

کرتے ہیں۔ اردو افسانہ نگاروں نے اس نوعیت کے خوابوں کو بھی افسانوی رنگ میں پیش کیا ہے، جیسا کہ سریندر پرکاش، منشایاد اور اسد محمد خان کے افسانوں میں نمایاں ہے، جو خواب کے خوفناک اثرات کو شخصیت کے بکھراؤ سے جوڑتے ہیں۔

بنیادی طور پر یہی تھریڈ لاشعوری طور پر خواب میں ظاہر ہوتا ہے اور اس کی بہت سی علامات فرد کو خواب میں خوف میں مبتلا کر دیتی ہیں جو کہ اس کی حقیقی زندگی کو متاثر کرتی ہیں ریونسوں کے نزدیک ایسے خواب تھریٹ سٹیمولیشن تھیوری کو واضح کرتے ہیں تھریڈ سٹیمولیشن کے تحت ائے خواب فرد اور معاشرے کے درمیان ایک خلا پیدا کرتے ہیں اس لیے کہ معاشرے میں موجود مختلف طرح کے خوف انسان کی روز مرہ زندگی کے ساتھ ساتھ اس کی ذہنی صحت کو خواب کی صورت میں متاثر کرتے ہیں جس کو روکنا نہایت ضروری ہوتا ہے ورنہ فرد روز مرہ زندگی میں کئی طرح کے ذہنی مسائل کا شکار نظر اتا ہے اور اس کے درمیان کشید گی بڑھتی جاتی ہے۔ ایسے خوابوں کا مطالعہ تھریڈ سٹیمولیشن کے تحت ہی ہو سکتا ہے۔ ریونسو بنیادی طور پر فرد کی ذہنی صحت کو بہتر کرنے کے لیے ان خوابوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس کی پیچیدہ علامات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جو فرد کی نفسیات کو کسی نہ کسی طرح سے متاثر کر رہی ہے۔ اس حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ سریندر پرکاش کا افسانہ پوسٹر منشایاد کا افسانہ ببول سے لپٹی بیل اور اسد محمد خان کا افسانہ دریا اب میرا ہوا اہم افسانے ہیں جو جدید اردو افسانے میں ان موضوعات کو ظاہر کرتے ہیں۔ جدید اردو افسانے کے یہ موضوعات بھی فرد کی ذہنی حالت اور اس کے رویے کو بیان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور ایسے واقعات کو افسانوی رنگ میں پیش کرتے ہیں جو اس کی ذہنی صحت کو متاثر کر رہے ہیں ۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ تھریٹ سٹیمولیشن کے تحت آئے خواب بنیادی طور پر روز مرہ زندگی میں پیش آئے تھریٹ کو ہی ظاہر کرتے ہیں اور اس کا مطالعہ فرد کی روز مرہ زندگی کو جانے بغیر ممکن نہیں ہے۔

## ج: سفارشات

i. اردو افسانے میں خواب کو بطور تکنیک اختیار کیے جانے کا رجحان نمایاں ہے، لہٰذا مستقبل میں اردو افسانے کی دیگر تخلیقات کا بھی مطالعہ اس زاویے سے کیا جانا چاہیے کہ کس طرح خواب کو کہانی کے بیانیے، کردار سازی یا داخلی کشمکش کی ترجمانی کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

ii. چونکہ فرائیڈ، ژونگ اور ریونسو جیسے ماہرینِ نفسیات نے خوابوں کے حوالے سے مختلف نظریات پیش کیے ہیں، اس لیے اردو افسانوں میں خواب کی تکنیکی اور معنوی حیثیت کو ان نظریات کے تناظر میں مزید جانچا جا سکتا ہے۔ ہر نظریہ اردو افسانے کے کسی نہ کسی پہلو پر روشنی ڈالتا ہے۔

iii. خواب کو صرف بطور تکنیک ہی نہیں بلکہ بطور **علامت** اور **استعارہ** بھی افسانوی ادب میں استعمال کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس جہت پر الگ سے تحقیق کی ضرورت ہے کہ خواب افسانے میں علامتی سطح پر کس طرح معنی خیز بن کر ابھرتے ہیں۔

iv. جدید اردو نظم میں بھی خواب کا استعمال کثرت سے موجود ہے، خاص طور پر نظموں میں خواب کو مستقبل کی امید، مایوسی یا لاشعور کے ابلاغ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس لیے خواب کے مطالعے کو صرف افسانے تک محدود رکھنے کی بجائے **جدید اردو نظم** پر بھی تحقیق کا دائرہ بڑھایا جائے۔

v. اردو ناول میں بھی خواب کی جھلک نمایاں طور پر دیکھی جا سکتی ہے، خاص طور پر کردار کی ذہنی کیفیت، خواب اور حقیقت کے امتزاج اور نفسیاتی تضاد کے اظہار میں۔ لہٰذا اردو ناولوں میں خواب کے استعمال پر الگ سے مفصل تحقیقی کام ہونا چاہیے۔

vi. اردو غزل میں بھی خواب ایک تکرار پذیر استعارہ ہے۔ اگرچہ غزل میں خواب کی نوعیت زیادہ شعری اور علامتی ہوتی ہے، تاہم اس کے اندر نفسیاتی اور لاشعوری کیفیات کی جھلک نمایاں ہے۔ اس تناظر میں غزل کے ایسے اشعار کو منتخب کر کے ان پر تجزیاتی مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

vii. اردو ادب کے مختلف اصناف میں خواب کی تکنیک کو **تقابلی مطالعے** کے ذریعے بھی پرکھا جا سکتا ہے، جیسے افسانہ، ناول، نظم اور غزل میں خواب کی نوعیت، مقصد اور تاثیر کیسے مختلف اور مماثل ہیں۔

viii. خواب اور نفسیاتی تجزیہ (Psychoanalysis) کے درمیان تعلق اردو ادب میں ایک وسیع میدان فراہم کرتا ہے۔ خاص طور پر فرائیڈ کے نظریۂ تحلیلِ نفسی اور ژونگ کے اجتماعی لاشعور (Collective Unconscious) کی روشنی میں اردو افسانے کے خواب نما مناظر کو گہرائی سے سمجھا جا سکتا ہے۔

ix. اردو افسانوں میں خوابوں کے مختلف پیرایوں میں استعمال سے یہ بھی تحقیق کی جا سکتی ہے کہ خوابوں کا تاثر صرف **فرد کی ذہنی سطح** پر ہوتا ہے یا یہ **سماجی، سیاسی اور تہذیبی حوالوں** سے بھی معانی پیدا کرتا ہے۔

x. چونکہ "تھریٹ سٹیمولیشن تھیوری" (ریونسو) اس بات پر زور دیتی ہے کہ خواب خطرات سے بچاؤ کے لیے انسانی ذہن کا ارتقائی ردِ عمل ہیں، تو اس نظریے کی روشنی میں اردو افسانے کے خواب زدہ کرداروں کو خوف، اضطراب یا عدم تحفظ کی علامت کے طور پر بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ اس حوالے سے مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔

xi. اردو افسانے کے خوابوں کا مطالعہ **صنفی حوالے سے** بھی ممکن ہے کہ خواتین افسانہ نگاروں نے خواب کو کس طرح استعمال کیا؟ اور کیا ان خوابوں کا تصور مرد مصنفین سے مختلف ہے؟ یہ پہلو تحقیق کو ایک اور نیا زاویہ فراہم کر سکتا ہے۔

xii. اردو ادب میں خواب کی تعبیرات کے روایتی (اسلامی یا صوفیانہ) پہلو اور جدید نفسیاتی تعبیرات کے درمیان **رشتہ اور تقابل** بھی تحقیق کے لائق موضوع ہے، خاص طور پر ان افسانوں میں جہاں خواب حقیقت پر غالب آتے ہیں۔

# کتابیات

## بنیادی مآخذ


احمد جاوید، رات کی رانی، پورب ایک ادمی اسلام اباد ۲۰۱۴

احمد جاوید، مجموعہ احمد جاوید، پورب ایک آدمی اسلام آباد، ۲۰۱۴

اسد محمد خاں، نرید ا اور دوسری کہانیاں، سٹی پریس، کراچی، ۲۰۰۳

اسد محمد خاں، تیسرے پہر کی کہانیاں، اکادمی بازیافت، کراچی، ۲۰۰۶

اسد محمد خاں، اک ٹکڑا دھوپ کا اور دوسری کہانیاں، القاء پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۰

اسد محمد خاں، برج خموشاں، سیفورٹین، کراچی، س ن

اسد محمد خاں، ٹکڑوں میں کہی گئی کہانیاں، سٹی پریس، کراچی، ۲۰۱۶

رشید امجد، ڈاکٹر، بیزار آدم کے بیٹے، دستاویز پبلشرز، راولپنڈی، ۱۹۷۴

رشید امجد، ڈاکٹر، بھاگے ہے بیاباں مجھے، مقبول اکیڈمی، لاہور، ۱۹۸۸

رشید امجد، ڈاکٹر، دشتِ خواب، حرف اکادمی، راولپنڈی، ۲۰۰۲

رشید امجد، ڈاکٹر، دکھ ایک چڑیا ہے، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، ۲۰۱۶

رشید امجد، ڈاکٹر، ست رنگے پرندے کے تعاقب میں، حرف اکادمی، راولپنڈی، ۲۰۰۲
رشید امجد، ڈاکٹر، سمندر مجھے بلاتا ہے اور دوسرے افسانے، صریر پبلکیشن راولپنڈی،
رشید امجد، ڈاکٹر، عام آدمی کے خواب، حرف اکادمی، راولپنڈی، ۲۰۰۶
رشید امجد، ڈاکٹر، عکس بے خیال، ماڈرن پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۱۹۹۶
سریندر پرکاش، کلیات سریندر پرکاش، تحقیق و تدوین، ڈاکٹر نبیل احمد، الحمد پبلکیشن، لاہور ۲۰۲۱
منشا یاد، خواب سرائے، دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد، ۲۰۰۵
منشا یاد، اک کنکر ٹھہرے پانی میں، دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد، ۲۰۱۰
منشا یاد، منشا یاد کے بہترین افسانے، مرتبہ: امجد اسلام امجد، ادب پبلی کیشنز، دہلی، ۱۹۹۳
منشا یاد، میں اپنے افسانوں میں تمہیں پھر ملوں گا، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد،، ۲۰۱۱

## ثانوی مآخذ

ابنِ خلدون، مقدمہ ابنِ خلدون، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۲۰۰۱

ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، حصہ سوم، مترجم: علامہ وحید الزماں

اظہر علی رضوی، ڈاکٹر ، مسلم نفسیات چند بنیادی مباحث، ادارہ ثقافت اسلامیہ روڈ کلب لاہور، ۲۰۲۱

القرآن، مترجم: احمد علی لاہوری، مولانا، فرید بک ڈپو، دہلی

امام ابن حزم اندلسی، المُحلّی اُردو، جلد اوّل، دارالدعوۃ السلفیۃ، لاہور، ۱۹۸۴

حسن عسکری، ستارہ بادباں، مکتب سات رنگ الٰہی بخش کالونی کراچی، ۱۹۶۳

خالد سہیل، ڈاکٹر، انسانی شعور کا ارتقا، بک ٹائم اردو بازار کراچی، ۲۰۱۳

دیوانند اسر، ادب اور نفسیات، مکتبہ شاہراہ دہلی، ۱۹۸۸

ریاض احمد، تنقیدی مسائل، پولیمر پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۱

ریاض احمد، ریاضتیں، سنگ میل پبلیکیشنز لاہور، ۱۹۸۶

زمخشری، علامہ، تفسیر کشاف، دارالمعرفتہ، لبنان: جلد:۲

سلیم آغا قزلباش، ڈاکٹر، جدید اردو افسانے کے رجحانات انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی، ۲۰۰۰

سلیم اختر، ڈاکٹر، تین بڑے نفسیات دان، مکتبہ شاہکار، لاہور، ۱۹۷۷

سلیم اختر، ڈاکٹر، نفسیاتی تنقید، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۲۰۰۷

سی اے قادر، ڈاکٹر، فرائیڈ اور اس کی تعلیمات، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور، ۱۹۸۷

سید وقار الدین، ڈاکٹر، نیا افسانہ اردو اکیڈمی سندھ کراچی ۱۹۵۷

شجاعت حسین بخاری، مترجم، تجزیہ نفس از برٹن رسل،، مجلس ترقی ادب لاہور، ۱۹۹۸

شفیق انجم، ڈاکٹر، اردو افسانہ، پورب اکادمی، اسلام آباد، ۲۰۰۸

شفیق عجمی، ڈاکٹر، تحقیق نامہ، مشمولہ، تنقید ادب اور نفسیات، ڈاکٹر شائستہ حمید خان، شعبہ اردو جی سی یونیورسٹی لاہور

شہزاد احمد، الفرایڈلر: انفرادی نفسیات اور احساس کمتری، سنگ میل پبلیکیشن لاہور ۱۹۹۹

شہزاد احمد، مترجم، تین نفسیات دان، سنگ میل پبلکیشنز لاہور

شہزاد احمد، مترجم، ژونگ: نفسیات اور مخفی علوم، سنگ میل پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۱۰

صوبیہ طاہر، ڈاکٹر، ترجمہ، فرائیڈ کے مضامین۔ نگارشات پبلی کیشن لاہور، ۲۰۲۱

صوفی گلزار حسین، مرتبہ، کشاف اصطلاحات نفسیات، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۳

عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم نیشاپوری، المستدرک (جلد سوم)، مترجم: محمد شفیق الرحمن قادری، شبیر برادرز، لاہور، ۲۰۱۰

ف س اعجاز، خواب ایک نفسیاتی اور سائنسی تجزیہ، نگارشات پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۸

کشور نائید، باقی ماندہ خواب، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۲ء

محمد اجمل،ڈاکٹر، مقالات اجمل، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۸۷

محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری

محمد حنیف ندوی، افکار غزالی (علم و عقائد)، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۲۰۱۵ء

نبیل احمد، ڈاکٹر، ترتیب و تدوین، کلیات سریندر پرکاش، الحمد للہ پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۲۱

نعیم احمد، ڈاکٹر، سگمنڈ فرائڈ، نظریہ تحلیل نفسی، نگارشات پبلیکیشن لاہور، ۲۰۲۱

## رسائل

تحقیق نامہ، شعبہ اردو جی سی یونیورسٹی لاہور،

## لغات

امریکن ہیریٹیج ڈکشنری آف دی انگلش لینگویج، امریکن ہیریٹیج پبلشنگ کمپنی، ۱۹۶۹

## ویب سائٹس

https://pubmed.ncbi.nlm.nih.gov/

www.rekhta.org,

www.ebook.org

www.hec.resarchportal.com

http://psychology.about.com/library/classics/bleeden-dm0.htm

https://psyfitms,com/tyees-of-brain-waves

## انگریزی کتب

Freud, The interpretation of dreams. S. (1900).

James, William, the Principal of Psychology Cambridge, Harvard university press 1983

Kelly Bulkeley, An introduction to the Psychology of Dreaming, Oxford press, united states of America